وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اور جو ہماری طرف آنے کی کوشش کریں گے اُن کے لئے ہم خود راستہ صاف کر دیں گے

تلاشِ حق

ایک تحریری مناظرہ

ناشر

مکتبہ الوہبیہ ناشران و تاجران کتب جلیبی محل

اے ایم ۱۰ کراچی ۱ فون ۵۶۲۳۹۲

ہدیہ دو روپیہ ۵۰ پیسے

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ
۱	پیش لفظ	۶
۲	جناب نواب محی الدین کا تعارفی خط	۷
۳	حنفی مذہب کے خلافِ سنت مسائل	۱۴
۴	امام ابو حنیفہ اور جمع احادیث	۲۵
۵	امام ابو حنیفہ اور ان کی طرف منسوب کردہ مسائل	۲۶
۶	ائمہ کرام کی فضیلت تقلید کی مقتضی نہیں	۲۹
۷	منتہائے فضیلت کی اتباع	۳۱
۸	کیا امام ابو حنیفہ ہی حدیث کا صحیح مطلب سمجھے	۳۱
۹	تقلید اور شریعت سازی	۳۳
۱۰	صحیح بخاری کی حدیث کو ماننا امام بخاری کی تقلید نہیں	۳۵
۱۱	صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر امت کا اتفاق	۳۶
۱۲	جاہل کا عالم سے سوال کرنا تقلید نہیں۔	۴۰
۱۳	محض وہم و گمان سے حدیث کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔	۴۰
۱۴	صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر ائمہ کا اتفاق۔	۴۱
۱۵	حنفی فقہ کے بے شمار مسائل بے دلیل ہیں۔	۴۲
۱۶	اہلحدیث ابتداء سے اسلام سے ہیں۔	۴۲

۱۷- تقلید کا صدیوں بعد شروع ہونا۔	۴۵
۱۸- اولیاء اللہ اہلحدیث ہی ہوتے ہیں۔	۴۷
۱۹- اکثریت اور خدمت دین حق پر ہونے کی دلیل نہیں۔	۵۳
۲۰- عقائد کی پختگی صفت محمود ہے بشرطیکہ حق کی راہ میں حائل نہ ہو۔	۵۵
۲۱- کیا تمام مقلدین علوم عربیہ سے کورے ہیں۔	۵۹
۲۲- صحابہ کرام حدیث ملنے پر اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے۔	۵۹
۲۳- ترکِ رفع یدین سُنّت نہیں۔	۶۰
۲۴- تقلید گمراہی کی جڑ ہے۔	۶۲
۲۵- وہابی کوئی فرقہ نہیں۔	=
۲۶- عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔	۶۳
۲۷- استادی شاگردی تقلید نہیں۔	=
۲۸- تقلید کا باعث احساس کمتری ہے	۶۴
۲۹- توبہ کے بعد پچھلے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کردئیے جاتے ہیں۔	۷۱
۳۰- غیر مسنون وظائف کوئی نیکی نہیں۔	=
۳۱- علماء حق کا معیار نہیں ہیں۔	۷۲
۳۲- اجتہادی اختلاف اور تقلید کا فرق۔	۷۳
۳۳- ایک حدیث سے رفع یدین کے خلاف غلط استدلال	۷۵
۳۴- چند مغالطے	۸۰

۳۵- رفع یدین فرض ہے۔ ۸۷
۳۶- نماز کے ارکان میں فرض و سنّت کی تفریق ۸۸
۳۷ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا متن غیر محفوظ ہے۔ ؍؍
۳۸- امام حق پر تھے لیکن مقلد حق پر نہیں۔ ۹۵
۳۹- مجتہدین خطا سے پاک نہیں۔ ؍؍
۴۰- فقہ حنفی کے گندے مسائل اور امام ابو حنیفہ کی برّیت۔ ۹۷
۴۱- بزرگوں کی لغزش۔ ۱۰۰
۴۲- مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتابوں کی حیثیت۔ ۱۰۱
۴۳- تصنیفاتِ غزالی۔ ؍؍
۴۴- عبداللہ بن مسعود کو ابتدائی اسلام کی نماز یاد رہی۔ ؍؍
۴۵- کیا شاہ ولی اللہ صاحب تقلید کے حامی تھے۔ ۱۱۳
۴۶- کیا مقلد کی اقتدا میں نماز ہو سکتی ہے۔ ۱۱۴
۴۷- شاہ ولی اللہ کی تحریر سے تقلید کا رد۔ ۱۲۸
۴۸- "بڑی جماعت کی پیروی کرو" کا صحیح مفہوم۔ ۱۲۹
۴۹- بڑی جماعت کی پیروی کے الزامی جوابات ۱۳۰
۵۰- اہلحدیث کوئی فرقہ نہیں ہے۔ ۱۳۴
۵۱- کرامت ولایت کا معیار نہیں۔ ؍؍
۵۲- بہت سے کلمہ گو بھی مشرک ہوتے ہیں۔ ۱۴۹
۵۳- مقلد محقق نہیں ہو سکتا۔ ۱۵۱
۵۴ تقلید کی تعریف ؍؍
۵۵- فقہ کی تعریف ۱۵۲

۵۶۔ بہت سے علمائے اہلحدیث کو مقلدین نے مقلد مشہور کر دیا ہے۔ ۱۵۲
۵۷۔ تقلید کیوں نہیں چھٹتی ۔ ۱۵۵
۵۸ امام ابو حنیفہ کی جمع کردہ احادیث کہاں گئیں ۔ ؟ ۱۵۶
۵۹۔ رائے اور فتوے بازی کی مذمت ۱۵۸
۶۰۔ حق والے قلیل ہوتے ہیں۔ ۱۶۷
۶۱۔ تصوف و اوراد ۔ ۱۶۸
۶۲۔ بیعت کی حقیقت ۔ ۱۷۲
۶۳۔ اہلحدیث متوجہ ہوں ۔ ۱۷۳
۶۴۔ احادیث صحیحہ میں کوئی تضاد نہیں۔ ہر صحیح حدیث قابلِ عمل ہے۔ ۱۸۴
۶۵۔ مختلف سوالات ۔ اور ان کے جوابات ۔ ۶۶۔ عدم رفع کی احادیث اور ان کے جوابات ۔ ۶۷۔ مختلف سوالات کے جوابات ۔ ۱۸۴ تا ۲۰۱
۶۸۔ تقلید ۔ ۲۰۲
۶۹۔ زیارت نبوی۔ ۲۰۳
۷۰۔ رفع یدین ۔ ۲۰۵
۷۱۔ فاتحہ خلف الامام ۔ ۲۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از جناب عبدالسلام خانصاحب بریلوی

محترم سید مسعود احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی جماعت اہلحدیث میں ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں جو بیک وقت انگریزی اور عربی کے عالم ہیں۔ سید صاحب موصوف نے اسلاف پرستی اور تقلید کی تاریک فضائیں مدتوں رہنے کے بعد دین کے معاملہ میں اپنی خداداد صلاحیتوں سے صحیح تحقیق کے بعد اپنے لئے جو راہ عمل اختیار کی ہے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے متعین فرمایا تھا اور یہی مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ کا تھا کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَہُوَ مَذْہَبِیْ یعنی صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

زیر نظر کتاب "تلاش حق" میں وہ خط و کتابت ہے جو مدتوں مولوی نواب محی الدین صاحب (جن کو اپنے حنفی ہونے پر بڑا ناز تھا) اور محترم سید مسعود احمد صاحب بی۔ ایس سی کے مابین تقلید شخصی، اور دیگر بہت سے اختلافی مسائل پر ہوتی رہی ہے۔ جسمیں مولوی نواب محی الدین صاحب کے سخت اور اشتعال انگیز سوالات کے جوابات میں سید صاحب موصوف نے جو زبان استعمال کی ہے وہ سخت کلامی اور طنز سے بالکل پاک ہے اور اسلوب بیان سادہ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر معقولیت اور لہجہ متانت و سنجیدگی لئے ہوئے ہے اور مولوی نواب محی الدین صاحب کے جملہ سوالات کے جوابات نہایت واضح الفاظ میں پختہ دلائل و براہین کی روشنی میں بطریق احسن دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس سے متاثر ہوکر نواب محی الدین صاحب نے مدتوں خط و کتابت کے بعد اپنے اہلحدیث ہونے کا اعلان فرمادیا۔

اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے مکتبہ ایوبیہ کراچی کو جو اپنے انتہائی محدود وسائل کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں اس کتاب کو شائع کر رہی ہے۔

واقعہ تو یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر ہر طالب حق و صداقت کو کہنا پڑتا ہے کہ واقعی اس میں ملت کے ہر فرد کے لئے جاندار راہِ عمل پیش کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ میرے اور جناب سید مسعود احمد صاحب بی۔ایس۔سی کے مابین جو خط و کتابت ہوئی ہے اس کو جماعت اہلحدیث کراچی شائع کرا رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ تعارفی خط بھی اس میں شائع کر دیا جائے۔
قارئین سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ ان خطوط کو خالی الذہن ہو کر بڑی توجہ اور غور سے پڑھیں۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جناب سید مسعود احمد صاحب کے دلائل کس قدر ٹھوس اور وقتی ہیں اور عقل کی کسوٹی پر بھی پورے پورے اترتے ہیں اور دل میں پیوست ہوتے چلے جاتے ہیں میرے ابتدائی خطوط سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ میں اپنے عقیدہ اور مسلک حنفی پر کس قدر سختی سے پابند تھا۔ اور رہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جو کچھ علماء احناف کہتے ہیں وہی حق ہے۔ میری نظر میں حنفی مسلک دیگر سارے مسلکوں سے برتر و افضل و اعلیٰ تھا اور اس کے باہر جو کچھ تھا وہ غلط بلکہ اغلط تھا۔ اسی لئے ابتدا ہی سے حنفی مسلک کی کتابیں میرے زیر مطالعہ رہیں۔ اس دور میں میں دن رات حنفی علماء کی صحبت میں رہا کرتا تھا مولوی الیاس صاحب کی تبلیغی جماعت میں بڑی شد و مد سے حصہ لیا کرتا تھا۔ تعلقہ سجاول ضلع ٹھٹھہ کے مدرسہ دار الفیوض ہاشمیہ میں جو اساتذہ صاحبان اس وقت تھے ان سے حنفی مذہب کی معلومات حاصل کرتا۔ علماء احناف کی کتب تفاسیر، فقہ، سیرت وغیرہ بڑے ذوق اور شوق سے پڑھا کرتا تھا کس قدر فرسودہ خیالات تھے میرے کہ میں یہ ایمان رکھتا تھا کہ جو کچھ ہمارے علماء احناف کہتے ہیں بس وہی حق ہے۔ یہاں مجھے قرآن شریف کی یہ

آیت یاد آتی ہے جسمیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔ آیت شریف :- اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ میں نے کبھی قرآن وحدیث کا مطالعہ نہیں کیا کیوں مجھے علماء احناف نے ڈرا دیا تھا کہ قرآن وحدیث بہت مشکل کتابیں ہیں۔ کانٹوں سے بھری وادی کی مثال ہیں اس لئے ان کو نہ پڑھو ورنہ بھٹک جاؤ گے اس لئے میری ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ ہر مسئلہ میں علماء احناف کے فتووں پر عمل کروں بس یہی اسلام ہے اور یہی اصل دین ہے۔ چنانچہ مجھے اپنے حنفی ہونے پر بڑا ناز تھا۔ میں ایک پیر صاحب کا مرید بھی ہو گیا تھا اور ان سے بیعت کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو صوفی تصور کیا کرتا تھا۔ ذکر و اذکار وظیفہ وظائف اور اور وغیرہ جو حنفی مذہب میں رائج ہیں ان پر سختی سے عامل تھا۔ خوب سر پٹک پٹک کر ضربیں لگائیں، مراقبے کئے اور سمجھتا تھا کہ بس اب یہ ہوا [illegible] ہوا میرے دن رات اسی طرح بسر ہوا کرتے تھے کہ ایک روز میرے ایک دوست جناب ڈاکٹر علیم الدین صاحب نے جو ہمارے ساتھ تبلیغی جماعت میں شریک رہتے تھے مجھ سے کہا کہ ان کا ایک لڑکا اپنا دین (حنفی مسلک) چھوڑ کر اہلحدیث ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سارے خاندان میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ خاندان کے دوسرے افراد بھی اس بات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ موصوف نے خواہش ظاہر کی کہ ان کے ہمراہ کراچی چلوں اور ان کے بہنوئی جناب مسعود صاحب سے جو اس تحریک کو ہوا دے رہے ہیں بحث مباحثہ کر کے ان لوگوں کو سمجھاؤں تاکہ وہ پھر حنفیت میں واپس آجائیں۔ چنانچہ میں اس کار خیر کے لئے تیار ہو گیا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس وقت حنفیت ہی سچا دین تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے استاد مولوی نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ ہاشمیہ سجاول سے کیا تو صاحب

موصوف نے میرے جانے کی مخالفت کی اور کہا کہ تم جاؤ گے تو اپنا ایمان بھی کھو دو گے کیوں کہ وہ لوگ غیر مقلدی ہیں ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ اُستاد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ وہ خود ایک دفعہ ان لوگوں کے پاس گئے تھے مگر وہ نہ مانے لہٰذا مجھے منع کر دیا کہ ہرگز نہ جاؤ۔ مگر مجھے کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ میں ضرور جا کر گمراہوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ میں اپنے دوست علیم الدین صاحب کے ہمراہ کراچی چل پڑا۔ اُن لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ بات چیت کے لئے عصر کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔ چنانچہ بعد نماز عصر محترم مسعود صاحب کے دولت خانہ پر محفل جمی۔ سوال و جواب شروع ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے محسوس کر لیا کہ میرے پاس سوائے تقلیدی علم کے اور کچھ نہیں ہے۔ اُدھر محترم مسعود صاحب کے پاس قرآن و حدیث کا ایک سمندر ہے۔ جناب مسعود صاحب قرآن کی آیت پڑھتے حدیث رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر جواب طلب کرتے کہ فلاں مسئلہ میں اللہ تعالے کا اور اس کے رسول کا یہ حکم اور ارشاد ہے لیکن آپ کا حنفی مسلک اس کے خلاف حکم دیتا ہے۔ میں جواب میں فقہ کی کتب کا حوالہ دیتا ہدایہ شریف۔ در مختار۔ فتاویٰ عالمگیری بہشتی زیور وغیرہ وغیرہ سے فتوے پیش کرتا۔ ادھر قرآن شریف کی آیتیں۔ بخاری و مسلم کی حدیثیں۔ ابو داؤد۔ موطا امام مالکؒ۔ ترمذی ابن ماجہ جیسی کتب سے احکام رسول پیش کئے جانے لگے۔ میں ان کتب کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ کیوں کہ حنفی علماء نے مجھ سے فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث کانٹوں بھری وادی کی مثال ہیں اُن کو ہرگز نہ پڑھنا۔ اس لئے میں نے کبھی ان کتب کو دیکھنے اور پڑھنے

کی تکلیف گوارا نہیں کی تھی۔ صرف نام سن رکھے تھے۔ ناظرین اندازہ فرمائیں کہ اس وقت میری کیا حالت ہوئی ہوگی۔ میں حیران تھا۔ بغلیں جھانک رہا تھا دل میں ایک جوش تھا کہ کسی طرح حنفی مذہب کو اس وقت سچا ثابت کر دکھاؤں کہ ان کی یہ ساری دلیلیں غلط ثابت ہو جائیں۔ مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ ہمارے علماء احناف اپنے وعظوں میں تقریروں میں کتب میں تفسیروں میں تو ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن کے بعد روئے زمین پر بخاری شریف سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ مگر آج اس بخاری و مسلم شریف سے حنفی مذہب چوپٹ ہو رہا ہے کیا کیا جائے کس طرح حنفیت کو ثابت کیا جائے۔ میں دل میں پیچ و تاب کھانے لگا مگر میرا تقلیدی علم قرآن و حدیث کا مقابلہ نہ کر سکا۔ میں خاموش ہو گیا جیسے مجھ پر سکتہ ہو گیا۔ میرے مخاطب جناب مسعود صاحب کا انداز گفتگو نہایت شریں اور نرم تھا۔ دوران مباحثہ میں نے ان کے چہرے پر سوائے مسکراہٹ اور نرمی کے کچھ نہ دیکھا۔ ان کی گفتگو بڑی عالمانہ تھی۔ ایک ایک مسئلے کے لئے وہ کئی کئی آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے جاتے تھے۔ اور میرے پاس ان کے جواب میں ایک بھی حدیث نہیں تھی۔ لیکن میں نے شکست تسلیم نہیں کی میں نے ان سے کہا کہ آپ کچھ اپنے سوالات لکھ دیں میں بڑے بڑے علماء احناف سے دریافت کر کے آپ کو ثبوت دونگا کیوں کہ مجھے یہ یقین تھا کہ ہمارا یہ دیرینہ مذہب حنفی مسلک کوئی کھلونا تو ہے نہیں کہ ان کی باتوں سے ٹوٹ جائے گا۔ سینکڑوں سال سے یہ مسلک چلا آ رہا ہے۔ ہماری پشت ہا پشت حنفی مسلک کی دلدادہ تھی۔ آج جدھر دیکھئے حنفی ہی حنفی نظر آتے ہیں۔ حنفی مذہب کس قدر دین اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ یہ اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ جدھر دیکھئے ہماری ہی مسجدیں

آباد ہیں۔ مدارس اسلامیہ سب حنفیوں کے ہیں ساری کتب دینی اور تفاسیر سب حنفیوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ ہم میں ولی غوث ابدال بڑے بڑے مشائخ اور امام گزرے ہیں اور اس وقت بھی ہیں کیا یہ سب بلا دلیل ہی اپنا شیش محل بنائے ہوئے ہیں جس کو یہ حضرت مسعود صاحب آج گرانے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں۔ بس میرا یہ جوش تھا جس کی وجہ سے میں نے ان سے سوالات طلب کئے۔ مسعود صاحب نے بڑی فراخدلی سے سوالات لکھ دیئے ناظرین کرام میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب یہ سوالات لیکر میں اپنے علماء کرام کی خدمت میں پہنچا اور ان کے جوابات طلب کئے تو کسی نے بھی ان سوالات کا جواب نہ دیا۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ میں حیران تھا کہ خدایا یہ کیا تماشا ہے؟ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ کیوں علماء احناف ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ بعض علماء نے مجھے ڈانٹا دھمکایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غیر مقلد ہو گئے ہو اور خواہ مخواہ ہم کو پریشان کرنے آئے ہو۔ کسی نے کہا کہ نواب صاحب تم غیر مقلدوں کے سوالات کے جواب میں خاموشی اختیار کرو تو وہ تمہارا پیچھا تھک ہار کر چھوڑ دیں گے۔ کسی نے کہا کہ میاں کیوں وہابیوں کے پیچھے اپنا ایمان خراب کرتے ہو۔ کسی نے کہا کہ یہ نجدی لوگ ہیں۔ جن سے بات کرنا سخت منع ہے اور میں یہ سوچتا کہ جب ہمارا مذہب حنفی سچا ہے تو پھر کیوں ہم خاموش رہیں۔ کیوں کسی اعتراض کرنے والے سے بھاگیں۔ ہمارا تو کام یہ ہے کہ ہم ان کو قائل کر کے گمراہی سے بچائیں۔ جب ہمارے علمائے کرام بھی اپنے وعظوں میں اتباع رسول پر زور دیتے ہیں اور ادھر اہلحدیث بھی یہی کہتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے اور ہمارے درمیان اتنی بڑی خلیج حائل ہو گئی۔ کیوں آج یہ حنفی علماء ان کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ کیوں دلیل کی بجائے تاویل سے کام لیتے

ہیں۔ایک طرف صحیح بخاری کو قرآن کے بعد صحت کا درجہ دیتے ہیں اور عمل کے میدان میں اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ وعظوں میں حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں لیکن عملی میدان میں اس کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں ایک طرف انکار حدیث کرنے والے کو کافر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ دوسری طرف خود افضلیت اور غیر افضلیت کا سوال کر کے انکار حدیث کرتے ہوئے ذرا نہیں ڈرتے۔ اگر بخاری شریف غلط ہے تو صاف صاف کیوں نہیں اس کا اعلان کر دیتے۔ بس یہی سوالات میرے دماغ میں چکر کاٹتے رہتے۔ ایک حنفی مشہور عالم نے مجھ سے کہا تو یہ کہا کہ میاں نواب صاحب تم نے باقاعدہ عربی علوم حاصل نہیں کئے۔ ۱۵ سال کا نصاب پورا کرو تب کہیں تم تقلید شخصی کو حق سمجھ جاؤ گے۔ اور ہماری طرح بحث کرنے لگو گے۔ یہ عربی علوم ہیں ان میں زیر زبر پیش کا فرق ہے وغیرہ وغیرہ اور میں سوچتا کہ بھلا تقلید شخصی کو زیر زبر پیش سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ کیوں یہ دستار بند لوگ مخلوق خدا کو قرآن و حدیث سے دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن ایک ایک بندے سے قرآن کا حساب لوں گا۔ اور یہ لوگ قرآن و حدیث کو کانٹوں سے بھری وادی بتلا رہے ہیں۔ بس ان کی اسی چیز نے مجھے تحقیق پر آمادہ کر دیا۔ پھر میں نے کتب احادیث وغیرہ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس طرح میں نے تقریباً دو سال تک تحقیق کی۔ حنفی علماء سے ملتا اور ان سے بحثیں کرتا تو وہ لوگ ناراض ہو جاتے۔ بعض حنفی حضرات نے اپنے شاگردوں کو منع کر دیا کہ نواب غیر مقلد ہو گیا ہے اور اس سے میل چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے۔ ادھر محترم مسعود صاحب سے میری خط و کتابت جاری تھی۔

میں اپنے شبہات لکھ لکھ کر ان کو بھیجتا اور وہ باقاعدہ دلائل سے جواب دیتے۔
بس یہی خط و کتابت ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کے مطالعہ سے آپ پر روشن ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے محترم مسعود صاحب کے ذریعے کس طرح مجھ پر حق واضح فرمایا اور مجھے صراطِ مستقیم دکھایا۔ میں محترم مسعود صاحب کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا کہ ان کی صحیح تبلیغ سے میں نے صراطِ مستقیم کو پالیا۔ خداوند کریم ان کو جزائے خیر دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ آخر میں میں جماعت المسلمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے میری خط و کتابت شائع کر کے بڑا کارِ خیر انجام دیا اور میں اپنے کرم فرما ڈاکٹر نعیم الدین صاحب کو بھی کبھی نہ بھولوں گا کہ یہی وہ ڈاکٹر صاحب ہیں جنکی اصلاح کے لئے مجھے میرے دوست محترم علیم الدین صاحب کراچی لے گئے تھے۔ دراصل یہ میرے لئے روحانی ڈاکٹر ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں ان کی اصلاح کے لئے گیا تھا۔ جہاں میری ہی اللہ تعالےٰ نے اصلاح فرمادی۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر بھولے ہوئے کو سیدھی راہ دکھلائیں اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔

خاکسار۔

نواب محی الدین

ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول غلام اللہ۔ ضلع ٹھٹھہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از سجادل سندھ

مکرمی جناب مسعود صاحب!

السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ مجھے سجادل واپس آئے ہوئے آج تقریباً دس دن کا عرصہ ہوتا ہے۔ سجاول پہنچکر میں نے ان مسائل کے بارے میں جو آپ نے مجھے نوٹ کروائے تھے۔ خوب تحقیق کی۔

۱؎ جن مسائل کی طرف خط میں اشارہ کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے؟

(۲) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے پر؟

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے؟

(۴) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد نماز میں اُلٹے پیر پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک اُلٹے کولہے پر؟

(۵) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ امامت کے چند شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو امام اس کو بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور شرمگاہ (ذکر) چھوٹی ہو؟

(۶) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید لازم ہے؟

(۷) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا؟

(۸) ایک درہم سے کم نجاست غلیظ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی؟

اس کے علاوہ اور بہت ساری باتیں مجھے معلوم ہوئیں۔ چونکہ آپ تفصیل پسند نہیں فرماتے اس لئے مختصر الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ میں بفضل تعالیٰ حنفی ہوں۔ قرآن مجید، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرامؓ کے بعد امام ابوحنیفہؒ کا اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں۔ اور بفضل تعالےٰ مطمئن ہوں۔ لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ ان کا اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انھوں نے قرآن اور احادیث کو خوب سمجھا ہے۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انھوں نے قرآن اور حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو بھی نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا ہے۔ جب ہی تو آج زائد از ایک ہزار سال سے لوگ ان کا اتباع کرتے چلے آتے ہیں۔ نہ صرف کراچی یا سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ ان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام، عابد، زاہد، مجتہد، امام، فقیہ گذرے ہیں جو ان کے معتقد تھے اور ان کا اتباع کرتے تھے۔ امام صاحب کا شمار تابعین میں تھا۔ امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرام کو دیکھا۔ غور کیجئے امام صاحب کا مرتبہ کتنا بڑا تھا بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں۔ آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلا میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔ حدیث کو سمجھنا اور جانچنا ایک بڑی قابلیت کا کام ہے۔ یہ ایک خداداد فن اور اللہ تبارک و تعالےٰ کا عطیہ ہے۔ اگر کوئی شخص حسد کی وجہ سے خواہ مخواہ ہی ان کا مخالف بن تو وہ ہر بات کا الٹا ہی پہلو نکالے گا۔ الٹا ہی

مطلب لے گا۔ لیکن اگر وہ اپنی اصلاح چاہے اور حق بات جاننا چاہے تو وہ بلا کسی مناظرہ کے بھی خود ہی تحقیق کر کے نیک وید کی پہچان کر سکتا ہے لیکن وہ شخص جو فقیہ نہ ہو اور فقہ کی الف۔ ب۔ ت۔ ث بھی نہ جانتا ہو وہ اتنے بڑے امام مجتہد پر اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتا ہے لیکے حاسد آدمی کو اگر میں چند مسئلے فقہ کے لکھ کر بھیجوں اور اس سے مطالبہ کروں کہ ان مسئلوں کو قرآن اور حدیث سے ثابت کردو یا رد کردو تو آپ یقین رکھئے کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ جائے گا۔ آپ امام صاحب کی حیات طیبہ پڑھیئے۔ تعصب کو ایک طرف رکھ کر خوب اچھی طرح مطالعہ کیجئے ایک نہیں بلکہ سینکڑوں کتابیں ہیں جن کے مطالعہ سے سب حقیقت آپ پر روشن ہو جائے گی اور انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کے ہر اعتراض کا جواب خود بخود مل جائے گا۔ اگر آپ فرمائیں تو میں ان کتب کی فہرست آپ کی خدمت میں لکھ بھیجوں وہ ساری کتابیں انشاء اللہ آپ کو کراچی ہی میں دستیاب ہو جائیں گی۔ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیجئے۔ کسی کو جنتی یا یا دوزخی کہنا یا کفر و شرک کے فتوے لگانا سخت قسم کا تعصب ہے بڑی بھول اور جہالت ہے بلکہ میرا تو خیال ہے کہ ایسا کہنا علم غیب جاننے کا دعوےٰ کرنا ہے۔ باقی خیریت۔

فقط خادم

نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب ۔ السلام علیکم

آپکا خط ملا ۔ آپ سے میں نے جو سوالات کئے تھے ان کی آپ نے تحقیق کی ۔ اگر اس تحقیق سے مجھے مطلع کرتے تو بڑی عنایت ہوتی تاکہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں نے اپنی تحقیق میں کیا خطا کی ہے ۔ میں تفصیل سے نہیں گھبراتا بلکہ چاہتا ہوں کہ آپ مفصل جواب دیں ۔ آپ کو اپنا حنفی ہونا مبارک آپ حنفی کہلانے میں فخر کرتے ہیں میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنےٰ اُمتی ہوں اور محمدی کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہوں ۔ یہ اپنی اپنی پسند ہے میں نے محمدی ہونا پسند کیا آپ نے حنفی ۔ آپ اگر واقعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور صحابہ رضؓ کی اقتدا کرتے ہیں تو پھر تو مجھے آپ سے کوئی تعرض نہیں ہے ۔ میرا مسلک بھی یہی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ میں اپنے مسلک کے ہر فعل کی تائید میں قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ سے دلیل پیش کر سکتا ہوں اور آپ ایسا نہیں کر سکتے اگر آپ واقعی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو چند مندرجہ ذیل سوالات کی تائید میں ایک ایک صحیح حدیث پیش کر دیجئے ۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت بڑی بات ہے ۔ آپ امام ابو حنیفہؒ کا قول لکھ دیں مگر انکی سند بیان کریں اور کتب کا حوالہ دیں ۔

(۱) تقلید شخصی کا وجوب (۲) عورت اور مرد کی نماز میں تفریق (۳) انگلی ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے ۔ (۴) رفع الیدین منسوخ ہے ۔ (۵) گردن کا مسح پشت کف سے ۔ (۶) نماز کی نیت زبان سے ۔

فقط خادم

مسعود

مکرمی جناب مسعود صاحب

اسلام علیکم

آپ کا کارڈ مجھے مل گیا تھا لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے ادائیٔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے اپنے کارڈ میں حنفیت پر جو حملے کئے وہ آپ کے نزدیک جرأت مندانہ ہوں تو ہوں لیکن میرے نزدیک نہایت افسوسناک ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ حنفی مذہب اک گھڑا ہوا مذہب ہے۔ آپ کے اس جملے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ سارے حنفی سارے شافعی سارے مالکی یا سارے حنبلی بے ایمان ہیں۔ کوئی بھی مسلمان نہیں۔ اس طرح دوسری صدی سے لے کر آج تک جتنے مسلمان گزرے ہیں سارے کے سارے بے ایمان ہیں۔ آپ اپنے فتوے پر غور کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کسقدر خطرناک فتویٰ آپ دے رہے ہیں اور آپ کا یہ فتویٰ کونسی آیت اور کونسی حدیث کی رو سے دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی آیت کوئی حدیث نہیں صرف آپ کے دل کا بخار ہے آپ کی پیدائش چودھویں صدی کی ہے اور امام اعظمؒ کا زمانہ پہلی اور دوسری صدی کا ہے۔ آپ کا علم صرف کتابی علم ہے ترجمہ کی ہوئی کتابوں کو پڑھ لیا اپنی عقل کے موافق غلط سلط ترجمہ کر لیا۔ امام اعظمؒ جیسے پلے کے محدث، فقیہ، جنکی آنکھوں نے حضرت انسؓ کو دیکھا تھا ان کے مقابلہ میں آپ کا علم کیا وقعت رکھتا ہے ان کی ایسی ہی مثال ہے جیسے قطرہ دریا سے کہے کہ تو دریا نہیں ہے در اصل میں دریا ہوں۔ کون اسے تسلیم کرے گا۔ آپ اگر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دوسری صدی

کے سب سے بڑے محدث امام فقیہ کون تھے ظاہر ہے کہ امام اعظمؒ ہی تھے اور امام بخاریؒ ترمذیؒ مسلمؒ وغیرہ وغیرہ یہ سب بعد کی پیداوار ہیں ان لوگوں نے احادیث جمع کی ہیں وہ ان کی اپنی عقل وسمجھ تھی جس نے جس حدیث کو جیسا سمجھا ویسا ہی جمع کیا۔ ویسا ہی لکھا۔ ایک صاحب نے کسی حدیث کو ضعیف سمجھا تو دوسرے صاحب نے اسی کو حسن کہا تو تیسرے نے غریب چوتھے نے صحیح یا موضوع غرض جو سمجھا وہ لکھا تو یہ بھی اُن کا قیاس ہی ہوا۔ کیوں کہ حدیث کے صحیح یا غلط یا موضوع یا ضعیف یا غریب ہونے کے بارے میں کسی بھی محدث کے پاس کوئی وحی نہیں آئی نہ کوئی فرشتہ آیا بلکہ ہر ایک نے اپنے معیار کے مطابق قیاس دوڑایا اور جیسا سمجھا ویسا لکھا۔ ظاہر ہے کہ بعد میں پیدا ہونے والے محدثین اُس محدث کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جس محدث نے صحابی رسول کو دیکھا ہو اُن سے ملاقات کی ہو۔ اور جس کی پیدائش پہلی صدی کی ہو۔ ظاہر ہے وہ ہستی صرف امام اعظمؒ ہی کی ہے۔ جن کے عہدِ زریں کے بارے میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضور نے فرمایا کہ سب سے اچھا میرا زمانہ ہے اور میرے بعد میرے صحابہؓ کا اور ان کے بعد تابعین کا۔ غالباً آپ نے یہ حدیث میں پڑھا ہوگا۔ پس امام صاحبؒ کا شمار تابعین میں ہے ایسی صورت میں آپ کے بعد پیدا ہونے والے اور چودھویں صدی میں جنم لینے والوں کے شور و شر کی کیا حقیقت۔ آپ بچوں کی طرح پانچ چھ سوالات لکھ کر حنفیت پر چوٹ کرنا حملے کرنا۔ ان کو کوسنا سارے مسلمانوں کو بے ایمان کہنا اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھ رہے ہیں اور اپنے کو جنت کا ٹھیکیدار اور سب کو دوزخ کا ایندھن سمجھ رہے ہیں نہ معلوم

کونسی وحی آپ کے پاس آئی ہے یا کیا دلیل ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ آپ کی معلومات صرف امام صاحب کے بعد کی لکھی ہوئی چند کتابوں کی حد تک ہے۔ آپ نے جو کچھ علم پڑھا وہ امام اعظمؒ کے بعد کے محدثین کا علم و قیاس اور رائے ہے۔ امام بخاریؒ کی رائے اور قیاس ہے کہ فلاں حدیث کا مطلب یہ ہے پھر امام ترمذی کی رائے اور قیاس ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔

غرض آپ رایوں اور قیاسوں کے بھول بھلیوں میں پھنس گئے۔ آپ یہ تعلیم پیش کرتے ہیں کہ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے حل کرو۔ آپ سے کس نے کہا کہ ہمارا مذہب یا ہمارا امام ایسا نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز آپ نے اپنے قیاس سے تحقیق کی ہے۔ کیوں کہ آپ نے دیکھا کہ بخاری صاحب کے بعض ارشادات امام صاحب کے ارشادات کے خلاف ہیں تو آپ نے سمجھ لیا کہ یہ چیز حدیث کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ آپ بھول گئے کہ امام اعظمؒ بخاری صاحبؒ وغیرہ سے بہت پہلے یعنی پہلی صدی کے امام اور محدث ہیں۔ جو امام بخاریؒ صاحب وغیرہ سے زیادہ حدیثوں کو پرکھ سکتے تھے۔ آج اگر کسی مسئلہ کا حل قرآن و حدیث میں نہ ملے تو کیا کریں آپ کہیں گے۔ کہ اپنی عقل سے فتویٰ لو۔ یعنی قیاس کرو تو پھر جب قیاس کرنا ہی ٹھہرا تو پھر دوسری صدی کے محدث فقیہ کے قیاس پر کیوں نہ عمل کیا جائے۔ آج کل کے محدثین اور قیاس والے امام اعظمؒ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ آج اگر میرے جیسا کوئی جاہل انسان آپ کے مسلک کو اپنائے تو اس کا تو بیڑا ہی غرق ہو گیا۔ کیونکہ وہ جاہل نہ حدیث سمجھ سکتا ہے نہ قرآن۔ ہر ہر بات

میں محتاج - کرے تو کیا کرے - آپ کہیں گے کہ ہم سے پوچھو ہم قرآن وحدیث کی بات بتلاتے ہیں - تو یہ بھی تقلید ہوئی - ہر بات آپ سے پوچھ کر کرے تو یہ آپ کی تقلید ہوئی - آپ فرمائیں گے کہ ہم ہر بات قرآن وحدیث کے مطابق بتلائیں گے - کیا سند ہے کہ آپ ایسا ہی کریں گے - کیونکہ جب دوسری صدی کے امام محدث پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تو پھر اس کے بعد والے محدث پر کسطرح بھروسہ کیا جائے - کیا سند ہے کہ آپ کی بات بالکل قرآن اور حدیث کے مطابق موافق ہے - آپ فرمائیں گے بخاری شریف میں دیکھو ترمذی شریف میں دیکھو وغیرہ وغیرہ تو ان کتابوں میں جو حدیثیں لکھی ہوئی ہیں وہ ان محدثین یعنی امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، مسلمؒ وغیرہ کی لکھی ہوئی حدیثیں ہیں انھوں نے اپنے معیار کے مطابق حدیثیں لکھی ہیں اور یہ سب امام صاحبؒ کے بعد کے محدث ہیں - کیا سند ہے کہ ان حضرات کے قیاسات صحیح ہی ہوں - ممکن ہے کہ جس حدیث کو امام بخاریؒ اپنے معیار کے مطابق صحیح خیال کر رہے ہیں وہ حدیث امام اعظمؒ کے معیار پر غریب اور ضعیف ہو - بعد والوں کے تو جتنے دفتر ہیں سب ان کی رایوں اور قیاسوں کے دفتر ہیں جس نے جیسا سوچا جیسا سمجھا ویسا ہی لکھ دیا - آپ کے مسلک پر چلنے کے لئے تو سارے لوگوں کا محدث فقیہ اور عالم ہونا شرط ہے جب تک ہر شخص محدث نہ ہو آپ کے مسلک پر چل ہی نہیں سکتا - اور آج زمانہ میں جہلا کی اکثریت ہے - ان کا تو بیڑا ہی غرق ہے مجبوراً وہ آپ کے پیچھے چلیں گے اور یہ تقلید ہوگی - تقلید کے بغیر چارہ ہی نہیں - اگر میں حنفیت کو چھوڑ کر

آپ کے مسلک پر چلنے لگوں۔ تو میں آپ کی رہبری کا قدم قدم پر محتاج ہوں گا کہ اب کیا کروں اور اب کیا کروں ظاہر ہے کہ آپ سے پوچھوں۔ تو جب آپ سے پوچھنا ہی ٹھہرا تو چودھویں صدی کے بچے سے پوچھنے سے بہتر ہے کہ دوسری صدی کے مجتہد۔ محدث۔ امام۔ فقیہ سے پوچھوں چودھویں صدی کے ننھے اور نادان دوستوں کی رایوں پر چلنے سے تو دین کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ دین منتشر ہو جائے گا۔ کئی فرقے بن جائیں گے کوئی مسعودی فرقہ ہو گا کوئی ستاری کوئی کچھ کوئی کچھ۔ ایک صاحب اپنی رائے چلائیں گے تو دوسرے صاحب اس کو کاٹ کر اپنا قیاس دوڑائیں گے جھگڑے اور فساد شروع ہو جائیں گے ہر شخص تقلید شخصی اور تقلید محض کے چکر میں پھنس جائیگا جیسا کہ آپ یا آپ کی جماعت الفاظ کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ آپ حدیث کے الفاظ کو دیکھتے ہیں لیکن اس کے شانِ نزول وقت نزول کو نہیں جانتے۔

مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ سڑک رات بھر چلتی ہے تو بس آپ لفظوں کو پکڑلیں گے کہ سڑک ہی رات بھر چلتی ہے۔ اور اگر امام اعظمؒ وضاحت فرمائیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سڑک پر رات بھر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے تو آپ چیخنے لگیں کہ دیکھئے صاحب حدیث میں صاف لکھا ہے کہ سڑک رات بھر چلتی ہے لیکن امام صاحبؒ حدیث کے خلاف فرما رہے ہیں۔ بس یہ لفظی چکر ہے جس نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے۔ اگر آپ کا کمسن بچہ آپ کے مقابلہ میں محدث ہونے کا دعویٰ کرے۔ تو آپ خود ہی غور کیجئے کہ کیا اس کے اس دعویٰ کو آپ یا کوئی بھی تسلیم کرے گا۔ اگر بخاری شریف ترمذی شریف وغیرہ کتب

نہ لکھی جاتیں تو پھر آپ کیا کرتے؟ اور ان کتب میں جو احادیث درج ہیں جن کو آپ بطور دلیل پیش کرتے ہیں وہ سب لکھنے والوں کے معیار کے مطابق لکھی گئی ہیں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ بھی سب ان بزرگوں اُن محدثوں کے قیاسات ہیں جس کو جس نے جیسا سمجھا ویسا ہی لکھا۔ ان کے صحیح یا موزوں یا ضعیف ہونے کے بارے میں ان کے پاس کوئی وحی نہیں آئی سب قیاسات ہیں آپ ہم کو قیاسی کہتے ہیں لیکن آپ خود قیاسات کے چکر میں چکر کھا رہے ہیں۔ اپنے آپ کو الفاظوں کی پن چکی سے نکالیئے اور کشادہ وادی میں تشریف لائیے۔ انشاء اللہ اس وادی میں آپ کو ایسی ہوا دستیاب ہوگی جس سے آپ کے سر سے قیاسات کا چکر جاتا رہے گا اور آپ رایوں اور قیاسات کے بھنور سے آزاد ہو جائیں گے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ آپ کی جماعت کا ہر آدمی لیڈر شپ چاہتا ہے اور اہل الرائے بننا چاہتا ہے۔

قرآن اور حدیث کا بہانہ بنا کر لوگوں کو قیاسات کی دنیا میں پھنسانا چاہتا ہے۔ شریعت سازی آپ کی جماعت کا نصب العین ہے بعد والوں کے قیاسات اور رایوں پر چل کر آپ دین میں نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکال رہے ہیں۔ اگر ان کو آپ قیاس اور رائے نہیں کہتے تو پھر کیا آپ کے یا آپ کی جماعت کے لیڈروں کے پاس وحی آتی ہے۔ اہل حدیث تو ہم ہیں۔ ہمارا ہر فعل ہر عمل خدا کے فضل سے قرآن اور حدیث کے موافق ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ آپ کے لیڈر قیاس اور رائے دوڑا کر ہماری حدیثوں کو جھٹلانے کی کوشش کریں حدیث کو

جھٹلانا حدیث سے انکار کرنا ہے۔ آپ جو حضور انورؐ کی حدیثوں کو جھٹلا رہے ہیں وہ محض قیاس کی بنیاد پر کہ فلاں صاحب نے ایسا لکھدیا ہے تو وہ بھی ان صاحب کا قیاس ہوا۔ آخر میں میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ قیاس اور راویوں کے چکر سے اپنے آپ کو نکالئے۔ اہل الرائے بننے کی کوشش نہ کیجئے۔ اس میں آپ ہی کا بھلا ہے۔ آپ اس کا جواب علیم الدین صاحب کے پتہ پر دیجئے۔ انشاء اللہ مجھے مل جائیگا

خادم نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ میرے سوالات کا جواب کہیں نہیں۔ حالانکہ خط ۱۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے آپ نے عبث اتنا طول دیا۔ اتنا لکھدینا کافی تھا کہ "ان مسائل کے متعلق موجودہ کتب حدیث میں کوئی حدیث نہیں ہے امام ابوحنیفہؒ کو وہ حدیثیں ملی تھیں لیکن یا تو انھوں نے ان کی اشاعت نہیں کی یا اشاعت تو کی لیکن اخلاف نے ان احادیث کو محفوظ نہیں کیا اور وہ ضائع ہوگئیں" یہ ہے آپ کے خط کا خلاصہ!

امام ابوحنیفہؒ اور جمع احادیث

آپ نے غور نہیں فرمایا یہ جواب کسقدر قابل اعتراض ہے۔

اگر امام ابوحنیفہ کو وہ احادیث ملی تھیں تو کیا کسی خفیہ ذریعے سے ملی تھیں کہ ان کے ہمعصر علماء قطعاً نابلد رہے۔ انھوں نے خود ان احادیث کو محفوظ کیوں نہ کیا۔ اگر ان کو فقہ کی ترتیب نے فرصت نہیں دی تو ان کے تلامذہ نے ان کو محفوظ کیوں نہ کیا؟ دوسرے ائمہ کی بتائی ہوئی حدیثیں تو انھوں نے محفوظ کیں لیکن اپنے استاد کی بتائی ہوئی احادیث کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کے دفتر محفوظ ہیں لیکن ان اقوال کا ماخذ محفوظ نہیں۔ افسوس ہادیٔ اکرم رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ضائع کردیا گیا اور ان کے ایک امتی کے اقوال کو محفوظ کیا گیا۔ کیا عقلِ سلیم اسے تسلیم کرسکتی ہے!!؟

اچھا معاف فرمایئے گا۔ ایک بات پوچھتا ہوں۔ درمختار میں ہے۔

ثُمَّ الْاَکْبَرُ رَأْسًا وَالْاَصْغَرُ عُضْوًا،،

یعنی مذکورہ بالا شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو پھر اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا ہو اور ذکر سب سے چھوٹا ہو۔

کیا یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ یہ قول امام صاحب کا نہیں ہے بلکہ بعد میں گھڑا گیا ہے لیکن اگر آپ اسی پر مصر ہیں کہ بعد میں نہیں گھڑا گیا بلکہ انھیں کا فتویٰ ہے تو پھر آپ امام ابو حنیفہؒ کی شان کو دوبالا نہیں کر رہے ہے۔ بلکہ اس قول کو ان کی طرف منسوب کر کے ان کی توہین کر رہے ہیں۔ بلکہ بقول آپ کے امام صاحب کا ہر قول حدیث کے مطابق ہے تو پھر یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع ہوا اور اب یہ ایک امام ہی کی توہین نہیں رہی بلکہ اللہ کے رسول سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات والتحیات کی توہین ہوئی۔ بتایئے کوئی اُمتی اپنے رسول کی طرف ایسے قول کو منسوب کرنا گوارہ کرے گا۔؟

میں تو امام ابو حنیفہؒ کی عزت وعظمت کا لحاظ کرتے ہوئے یہی بات کہتا ہوں کہ ایسے مسائل بعد میں گھڑے گئے اور ان کے گھڑے ہوئے ہونے کے ثبوت کے لئے محض ان کا مکروہ ہونا ہی کافی ہے۔ تاہم میں آپ کی تسلی کے لئے ایک بہت بڑے حنفی محقق مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کی تحریر پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں

تیسہل الامر فی دفع طعن المعاندین علی الامام

ابی حنیفة وصاحبیه فانهم طعنوا فی کثیر من المسائل المدرجة فی فتاوی الحنفیة انها مخالفة للاحادیث الصحیحة او انها لیست متاصلة علی أصل شرعی ونحو ذلک وجعلوا ذلک ذریعة الی طعن الائمة الثلٰثة ظنًا منهم انها مسائلهم و مذاهبهم ولیس کذالک بل هی من تفریعات المشائخ ۔ (النافع الکبیر ص۱۳)

"فتاویٰ حنیفہ میں جو مسائل مندرج ہیں معاندین نے ان کو امام ابوحنیفہ۔ امام ابویوسف اور امام محمد پر طعن کرنے کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے کیونکہ یہ مسائل اکثر اصول شرعی پر مبنی نہیں ہیں اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ائمہ ثلاثہ کے مسائل اور مذاہب ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ یہ مشائخ کے تفریعات ہیں نہ کہ ان تینوں اماموں کے۔ اور اس طرح ان تینوں اماموں پر سے دفع طعن آسان ہو جاتا ہے۔ (النافع الکبیر ص۱۳)

مزید ملاحظہ فرمایئے۔ علامہ عبدالقادر بدایونی حنفی اپنی کتاب بوارق شیخ نجدی میں لکھتے ہیں۔

" اندراج خوارج ومعتزلہ در کتب حنفیہ زائد از حد است ہزاراں ہزار خوارج ومعتزلہ در فروع فقہ حنفی مذہب بودند۔ تلامذہ خاص امام اعظم وابویوسف متمذہب بمذاہب باطلہ گذشتہ وہزاراں ہزار روایت ازاں کساں مطابق مذہب ایشاں در کتب فتاوی داخل است۔

یعنی "کتب حنفیہ میں خارجیوں اور معتزلیوں کے اندراجات حد سے زیادہ ہیں۔ ہزارہا خوارج اور معتزلہ فروع میں حنفی تھے۔ امام ابوحنیفہ اور قاضی ابویوسف کے تلامذہ خاص میں ایسے لوگ شامل تھے جو باطل مذہب کے پرستار تھے اور ان سے ہزارہا روایتیں اُن کے باطل مذہب کے مطابق کتب حنفیہ میں داخل ہیں

(الکلام المتین صفحہ ۲۴)

الغرض نمونے کے لئے دو ہی رائے کافی ہیں۔ اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ فقہ حنفیہ میں سب کچھ امام ابوحنیفہ کا ہی نہیں ہے بلکہ دوسروں کا گھڑا ہوا بھی ہے اور اس پر علماء کی تصریحات شاہد ہیں۔

"نہ تنہا من دریں میخانہ مستم"

جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ مسکر کی وہ مقدار جو حد سکر کو پہنچے حرام ہے اور یہ اس حدیث کے بھی مطابق ہے جو موجودہ کتب حدیث میں پائی جاتی ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ مقدار جو حد سکر کو نہ پہنچے حلال ہے۔ اب آپ تو یہ فرمائیں گے کہ امام ابوحنیفہ کے پاس ایسی حدیث ہو گی جس کی رو سے یہ مقدار حلال ہو گی۔ تو سوال یہ پیدا ہو گا کہ پھر کونسی حدیث صحیح ہے۔ آپ فرمائیں گے حلال کرنے والی۔ مگر وہ تو ضائع ہو گئی اور جو حرام قرار دینے والی حدیث ہے وہ اس صحیح کے خلاف ہونے کی وجہ سے منکر ہو گئی بلکہ موضوع۔ لہٰذا احادیث کا موجودہ سرمایہ اس ضائع شدہ ذخیرہ احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے موضوع قرار دینا پڑے گا۔ اور یہ بات تو شاید منکر حدیث بھی نہیں

کہے گا کہ موجودہ سرمایہ سب کا سب موضوعات کا انبار ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ غائب اور موجودہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں تو پھر اسلام ایک عجوبہ روزگار ہوگا اور اس کو عجائب خانہ میں رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مولانا عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔

"ھذا ھو تحریر مذھب ابی حنیفۃ والحق عندنا فی ھذہ المسئلۃ ما ھو عند الجمھور۔"

"یہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تحریر ہے اور حق ہمارے نزدیک وہ ہے جو جمہور کا مذہب ہے" (فتاویٰ عزیزی جلد ا صفحہ ۱۹)

اب آپ سمجھ لیجئے جب میں کوئی بات کہوں تو اسے یہ کہکر ٹال دیجئے کہ یہ چودھویں صدی کے بچے کی بات ہے اور پہلی صدیٔ (دوسری صدی) کے امام کے قول کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ میری بات کے ساتھ جمہور یا "ائمہ دین کی ایک جماعت" کا اتفاق و اتحاد ہوگا۔ یہ ان کی بات ہوگی نہ کہ میری۔ جمہور سے مراد عام ائمہ دین ہیں جن میں صحابہ کرام۔ تابعین عظام وغیرہم شامل ہیں۔ ان میں سے بہت سے امام ابوحنیفہ کے ہم مرتبہ ہیں اور ایک کثیر تعداد ان سے بھی افضل ہے۔ کیا امام ابوحنیفہؒ کے اس قول کو بھی مانا جائیگا جو جمہور ائمہ دین کے بھی خلاف ہو اور پھر حدیث کے بھی؟

ائمہ کرام کی فضیلت تقلید کی مقتضی نہیں | میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں

جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کئے ہیں۔ میں کسی بھی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن تقلید نہیں کرتا۔ جس طرح آپ امام اوزاعیؒ۔ امام زہریؒ۔ امام حسن بصریؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ کی تقلید نہیں کرتے اگرچہ آپ انکی بزرگی کے قائل ہیں۔ یاد رکھئے کسی شخص کی فضیلت اس بات کی مقتضی نہیں کہ اس کی تقلید کی جائے۔ اگر محض فضیلت ہی تقلید کی دلیل ہے تو پھر امام حسن بصریؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تو صرف ایک مرتبہ بچپن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا لیکن امام حسن بصریؒ کی تو ساری زندگی صحابہ کے دور میں گذری۔ صدہا صحابہ کو دیکھا ہی نہیں بلکہ ان کے شرف صحبت اور شرف تلمذ سے مستفید ہوئے اور صرف ایک وقت میں ۳۰۰ صحابۂ کرامؓ کی مقتدر جماعت ان کے ساتھ تھی (دلیل الفالحین) اسی طرح امام عطاءؒ مشہور تابعی امام ہیں۔ جن کے متعلق خود امام ابو حنیفہؒ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھا سینکڑوں صحابہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ دو دو سو صحابہؓ کے ساتھ مسجد حرام میں نماز پڑھا کرتے تھے اور ان کی بلند آواز سے آمین کہنے کی آواز کو سنا کرتے تھے۔ (بیہقی) محض فضیلت ہی باعث تقلید ہے تو امام عطاءؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے کہ ان کی آنکھوں نے ایک نہیں صدہا صحابہؓ کو دیکھا تھا۔ اور ذرا اوپر چلئے۔ اگر فضیلت ہی کی وجہ سے تقلید ضروری ہو تو پھر کسی صحابی کی تقلید کیوں نہ کی جائے کہ اس کی آنکھوں نے تو وہ جمال جہاں آرا دیکھا جس کے سامنے ساری امت کا حسن و جمال ہیچ ہے۔ مگر ہوتا کیا ہے؟ صحابی کے فتوے کو ترک کیا جاتا ہے اور حنفی مذہب کے فتوے کو مانا

جاتا ہے۔ ایسی مثالیں بہت سی موجود ہیں مثلاً مسئلہ مصراۃ کے سلسلہ میں حنفی مذہب کا فتویٰ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے کے خلاف ہے۔ (صحیح بخاری)

منتہائے فضیلت کی اتباع

اچھا اور ذرا اوپر چلئے۔ آپ بھی نفضیلت والی ہستی کے متلاشی ہیں اور میں بھی۔ آپ اس تلاش پر خلوص میں امام ابوحنیفہؒ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ اور میں اس تلاش میں اتنا اوپر چلا جاتا ہوں کہ میرے سامنے وہ ہستی آجاتی ہے جس پر تمام فضیلتیں منتہی ہوتی ہیں اور جس سے زیادہ افضل نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ . . . وہ ہے اللہ کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی۔ اگر فضیلت ہی تقلید کا معیار ہے تو اس کی تقلید کیوں نہ کی جائے جس سے افضل کوئی نہیں۔ اگر امام ابوحنیفہؒ کی آنکھ نے ایک صحابی کو دیکھا تو کیا ہوا۔ یہاں وہ آنکھ ہے جس نے "آیات ربہ الکبریٰ" کا مشاہدہ فرمایا۔ یہاں وہ دل ہے جو مہبط وحی الٰہی ہے۔ یہاں وہ زبان ہے جو وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی مصداق ہے جس کی ذات "المجتهد قد يخطى ويصيب" کے ماوراء ہے اور شریعت الٰہیہ کے بیان میں قطعی معصوم ہے۔

کیا امام ابوحنیفہ ہی حدیث کا صحیح مطلب سمجھے

یہاں پہنچکر کہیں آپ پھر وہی نہ کہدیں کہ رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ کیا سمجھیں۔ وہ تو امام ابوحنیفہ ہی سمجھتے تھے۔ "رک چلنے" کی مثال دے کر آپ نے اس طرف اشارہ بھی فرمایا ہے تو جناب میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ میں

تو حدیث کو نہیں سمجھتا لیکن کیا جمہور ائمہ دین بھی نہیں سمجھتے تھے۔ کیا امام حسن بصریؒ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس قسم کی باتوں سے آپ دوسرے ائمہ دین کی توہین کیوں کرتے ہیں؟ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو کچھ کہتا ہوں ان ائمہ دین کی تصریحات ہوتی ہیں جو ہر لحاظ سے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ مرتبہ رکھتے تھے۔ مثلاً امام حسن بصریؒ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھ کر رفع یدین کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بھی رکوع سے پہلے اور رکوع سے اُٹھ کر رفع یدین کرتے تھے (کتاب رفع الیدین امام بخاریؒ) اب بتائیے امام ابوحنیفہؒ جنھوں نے ایک صحابی کو بھی ترک رفع کرتے نہیں دیکھا ان کی بات مانی جائے یا امام حسن بصریؒ کی بات مانی جائے جنھوں نے صدہا صحابہ کو رفعیدین کرتے دیکھا۔

ہاں اگر آپ یہ کہنے کی جرأت کر بیٹھیں کہ امام حسن بصریؒ کی اس روایت کا مطلب بھی آپ نہیں سمجھے بلکہ امام صاحب نے صحیح سمجھا ہے یعنی صحابہ کرامؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے تو میں سوائے اِنَّا لِلّٰہِ۔ پڑھنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح امام حسن بصریؒ کے قول کو میں نہیں سمجھا امام ابوحنیفہؒ کے قول کو آپ نہیں سمجھے۔ قصہ پاک ہوا۔ ساری کتابیں بالائے طاق رکھدی جائیں یا دریا برد کردی جائیں۔

ہاں ایک بات اور سن لیجئے۔ اگر فرقِ مراتب کی وجہ سے میں امام حسن بصریؒ کے قول کا مطلب نہیں سمجھا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی احادیث کا مطلب امام ابوحنیفہؒ نہیں سمجھے اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان فرق مراتب کا ، لامتناہی سلسلہ ہے جس کے مقابلہ میں امام حسن بصریؒ اور میرے درمیان فرق مراتب کی کوئی حقیقت نہیں۔ سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرے کی مثال بھی یہاں صادق نہیں آتی چلئے چھٹی ہوئی مسلم دین کا ذخیرہ بالکل بیکار اور فضول ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ۔

تقلید اور شریعت سازی

میں امام ابوحنیفہؒ کے مقابلے میں محدّث بننے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن اگر میرا کمسن بچہ میرے مقابلہ میں محدّث بننے کا دعویٰ کرے تو مجھے تردید کرنے کا کیا حق ہے میں نے اپنے کمسن بچے کی بات کو بھی تسلیم کیا ہے جب اس نے کہا۔ آپ کا فلاں فعل حدیث کے خلاف ہے میں نے کہا لاؤ حدیث دکھاؤ اس نے کتاب کھول کر میرے سامنے رکھدی میں نے اپنی غلطی تسلیم کرلی۔ اور اپنے فعل سے توبہ کرلی۔ ایسی مثالیں میری زندگی میں کئی ایک ہیں میں اپنے کو "ہم چنیں دیگرے نیست" کا مصداق نہیں سمجھتا۔ جو شخص بھی حدیث پیش کرے خواہ کتنا ہی کمسن۔ حقیر و ذلیل کیوں نہ ہو میں اس کی بات مان لیتا ہوں اور مان لوں گا۔ لیکن جو شخص خود مسئلہ گھڑ کر اپنا فتوےٰ میرے سامنے پیش کرے تو میں نہیں مانوں گا خواہ وہ فتویٰ دینے والا کوئی بھی ہو۔ سنئے۔ یہ دین اللہ کا دین ہے ۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ (قرآن) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۔ (قرآن) اور اس دین کا شریعت ساز بھی خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ . . . شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ ۔۔ (قرآن)

اور اگر کوئی دوسرا شریعت سازی کرے تو وہ شرک کرتا ہے اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ "۔ کیا انہوں نے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کیلئے دینی شریعت بناتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی" (قرآن)
وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۔ اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (قرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کے پہنچانے والے ہیں "بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (قرآن) یہ دین رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس بذریعہ وحی نازل ہوا اور یہ وحی قرآن و حدیث میں محفوظ ہے۔ اسی "منزل من اللہ" کے اتباع کا حکم ہم کو دیا گیا ہے اور جو اس) کے علاوہ ہو اس کی اتباع سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اس چیز کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس کے سوا کسی ولی کا اتباع مت کرو۔ (قرآن)

اب بتائیے ان فقہ کی کتابوں میں جو کچھ ہے سب "منزل من اللہ" ہے؟ اگر ہے تو بسر وچشم قبول ہے اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اس کا اتباع حرام ہے اور حرام کو حلال بلکہ واجب سمجھنا کفر و شرک ہے اگر آپ وہی بات دہرائیں کہ یہ منزل من اللہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس تھا بعد میں ضائع ہو گیا اور اب امام قشیری کے صندوق سے برآمد ہو گا تو یہ اس قول کے مماثل ہو گا جو بعض شیعہ کہا کرتے ہیں کہ اصل قرآن ضائع ہو گیا اور اب امام غائب مہدی لے کر ظاہر

ہوں گے۔

صحیح بخاری کی حدیث کو ماننا امام بخاریؒ کی تقلید نہیں

میں نہ امام بخاریؒ کی رائے اور قیاس کو مانتا ہوں اور نہ امام مسلمؒ کی۔ میں صحیح حدیث کو مانتا ہوں۔ خواہ اس کے پیش کرنے والے امام بخاریؒ ہوں یا امام مسلمؒ۔ ابوداؤدؒ ہوں یا امام ابوحنیفہؒ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ۔ امام ابوداؤدؒ نے حدیث کی کتابیں لکھ کر پیش کر دیں اور امام ابوحنیفہؒ ایسا نہیں کر سکے تو اس میں میرا یا امام بخاریؒ وغیرہ کا کیا قصور ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ

اگر امام ابوحنیفہؒ کی بیان کردہ حدیثیں امام بخاریؒ کے نزدیک ضعیف تھیں تو کیا امام محمد اور قاضی ابویوسف کے نزدیک بھی وہ ضعیف تھیں۔ انھوں نے کیوں نہ جمع کر دیا۔ حسن ظن سے کام لیجئے۔ محدثین کو امام ابوحنیفہؒ سے بغض نہیں تھا کہ قصداً وہ ایسا کرتے۔ آپ نے محدثینؒ کی شان میں کتنا توہین آمیز جملہ لکھا ہے کہ "امام بخاری۔ ترمذی۔ مسلم وغیرہ بہت بعد کی پیداوار ہیں۔"

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اچھا جناب! کیا امام مالکؒ بھی بعد کی پیداوار ہیں؟ بقول علامہ شبلی نعمانی امام مالکؒ (امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں (سیرۃ النعمان) امام مالک کی لکھی ہوئی کتاب بھی میرے زیرِ مطالعہ رہتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے کی لکھی ہوئی کتاب "صحیفہ ہمام" جس کو حضرت ابوہریرہؓ

سے مرتب کیا تھا وہ بھی میرے زیر مطالعہ رہتی ہے ان ہی کتابوں سے اپنے مسائل کے دلائل مہیا کیجئے یا کہئے کہ ان کو بھی نہیں ملے۔

صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر امت کا اتفاق

یہ بھی آپ نے خوب لکھا کہ صحیح بخاری میں جو احادیث ہیں وہ امام بخاریؒ کا قیاس ہی تو ہے۔ جی نہیں۔ اہل سنت کے ہر فرقہ کا اسکی صحت پر اجماع ہے۔ ان احادیث کی صحت محض انکل اور وہم و گمان کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دلائل ہیں۔ قرائن و شواہد ہیں اور دلائل بھی ٹھوس ایسے دلائل کہ ان کے ذریعہ سے آج بھی ہر حدیث کو کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ جو کچھ انھوں نے لکھا مع سند کے امت کے سامنے رکھدیا۔ اب بھی اگر کوئی چاہے تو پرکھ کر دیکھ لے۔ یہاں کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔

اس میدان میں اور لوگ بھی خم ٹھونک کر اترے لیکن کتب احادیث اور شروح احادیث شاہد ہیں کہ انھوں نے ٹھوکر کھائی اور ہر حدیث جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے صحیح نہیں نکلی۔ اس میدان میں دو ہی شہسوار نظر آئے کہ جو دعویٰ کیا وہ صحیح ثابت ہوا۔ یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ۔ امت نے ان کی احادیث کو دعوے کے مطابق صحیح پایا اور دونوں کتابوں کو "صحیح" کا لقب دیا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

علمائے احناف ان کتابوں کی احادیث کو ضعیف کہہ سکتے تھے مگر حیرت کا مقام ہے کہ تمام علمائے احناف نے متفق طور پر اس کو صحیح مانا۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ تَسْجُدُ لَهٗ جِبَاهُ

التَّصَانِيفِ، یعنی صحیح بخاری کے سامنے سب تصنیفات کی پیشانیاں سجدہ ریز ہیں (ارشاد الساری)

امام نسائی فرماتے ہیں۔

اجتمعت الامۃ علی صحۃ ھذین الکتابین
(نصرۃ الباری)

یعنی بخاری ومسلم کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔

استاذ ابو اسحٰق اسفرائنی فرماتے ہیں۔

اھل الصنعۃ مجمعون علی ان الاخبار التی اشتمل علیھا الصحیحان مقطوع بصحۃ اصولھا ومتونھا،،
یعنی فن حدیث کے ماہرین اس پر متفق ہیں کہ بخاری اور مسلم کی احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں۔ (فتح المغیث)

امام الحرمین لکھتے ہیں۔ لاجماع علماء المسلمین علی صحتھما،،
یعنی علمائے مسلمین کا ان دونوں کی صحت پر اجماع ہے۔
(نصرۃ الباری)

امام ابو الفلاح فرماتے ہیں "تمام فقہاء نے صحیح بخاری کی ہر مسند حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے" نصرۃ الباری بحوالہ شذرات الذہب ملخصاً)

اسی طرح حافظ ابو نصر سنجریؒ نے فرمایا ہے کہ" اجمع اھل العلم والفقھاء وغیرھم ... الخ یعنی اہل علم - فقہا اور دیگر لوگوں کا صحیح بخاری کی تمام مرویات کی صحت پر اجماع ہے (ملخصاً نصرۃ الباری بحوالہ مقدمہ ابن صلاح)

مشہور حنفی عالم عینی لکھتے ہیں۔

اتفق علماء الشرق والغرب انه ليس بعد كتاب الله اصح من صحيح البخاري۔ یعنی مشرق و مغرب کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔ (عمدۃ القاری)

مولانا احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں۔

اتفق العلماء على ان اصح الكتب المصنفة صحيحا البخاري ومسلم۔ یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ تمام تصنیفات میں سب سے زیادہ صحیح یہ دو کتابیں ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم

(نصرۃ الباری)

مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں

"حافظ ابن صلاحؒ۔ حافظ ابن حجرؒ۔ امام ابن تیمیہؒ۔ شمس الائمہ سرخسی کے نزدیک صحیح بخاری کی تمام حدیثیں قطعی الصحت ہیں" اس کے بعد لکھتے ہیں۔ انّ ما أيهم هو رأئي "، جو ان کی رائے ہے وہی در حقیقت میری رائے ہے۔ (فیض الباری ملخصاً)

علامہ شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں۔ ان ما انفرد به البخاري ومسلم مندرج في قبيل ما يقطع بصحته لتلقي الامة كل واحد من كتابيهما بالقبول ۔۔ یعنی بخاری و مسلم کی منفرد روایتیں بھی قطعی الصحت ہیں اس لئے کہ امت نے ان کی ہر حدیث کو تسلیم کیا ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع مافیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواتران الی مصنفیہما وانہ، کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین وان شئت الحق الصراح فقسہما بکتاب ابن ابی شیبۃ و کتاب الطحاوی و مسند الخوارزمی تجد بینہا و بینہما بعد المشرقین۔

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں جتنی مرفوع۔ متصل حدیثیں ہیں محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ سب قطعاً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں۔ جو شخص ان کی اہانت کرے وہ بدعتی ہے اور مومنین کی راہ سے اس کی راہ علیحدہ ہے اور اگر آپ حق کی وضاحت چاہیں تو مصنف ابن ابی شیبہ۔ کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی (مسند امام اعظم) سے ان کا مقابلہ کریں تو آپ ان میں اور صحیحین میں بعد المشرقین پائیں گے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول)

الغرض بے شمار اقوال ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ کسی نے بھی بلحاظ صحت ان کتابوں سے اختلاف نہیں کیا حتیٰ کہ ان کے معاصرین اور اساتذہ نے ان کی صحت پر اتفاق کیا۔ اب اگر کوئی شک کرتا ہے تو سوائے اس کے اور کیا لکھوں کہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" کا مصداق۔ بنے نہ صحیح بخاری ہوگی نہ فقہ پر تنقید کا موقع ملے گا اگر صحیح بخاری کو آپ تسلیم نہیں کرتے تو ایسی کوئی کتاب آپ پیش فرمائیے۔ جس پر امت کا اتفاق ہو۔ جو صحیح بخاری سے برتر ہو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ

تفحلوا . . .

جاہل کا عالم سے سوال کرنا تقلید نہیں

آپ فرماتے ہیں جاہل کیا کرے اگر وہ آپ سے پوچھے گا تو آپ کا مقلد ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ جاہل اگر آپ سے پوچھے تو کیا وہ آپ کا مقلد ہو جائے گا۔؟ امام ابو حنیفہ کا مقلد نہیں رہے گا۔؟ کیونکہ وہ اتنے بڑے امام کی فقہ کو کیا سمجھ سکتا ہے وہ تو آپ ہی کے کہنے پر عمل کرے گا۔ اگر آپ یہ جواب دیں کہ ہم اس کو امام ابو حنیفہ ہی کا قول بتائیں گے لہٰذا ہمارے بتانے کے بعد بھی وہ امام ابو حنیفہ کا ہی مقلد کہلائے گا نہ کہ ہمارا۔ تو میں کہوں گا کہ میں بھی اس کو احادیث ہی بتاؤں گا لہٰذا میرے بتانے کے باوجود وہ میرا مقلد نہ ہوگا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوگا۔

سنئے اور بڑے غور سے سنئے میں بحیثیت عالم کے آپ کے علماء کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا ہوں۔ جاہل یا طالب علم کی حیثیت سے ہی آپ کے علماء سے پوچھتا ہوں کہ خدارا یہ جو طریقے آپ نے اختیار کر رکھے ہیں ان کے متعلق جو حدیث آپ کو معلوم ہے مجھے بھی بتا دو تاکہ میں بھی ان پر عمل کر سکوں تو جواب وہ ملتا ہے جو آپ کو ۴ صفحات میں لکھوایا گیا ہے۔

محض وہم و گمان سے حدیث کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

یہ بھی آپ نے خوب لکھا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح ہو ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ ضعیف اور غریب ہو۔ سنئے محض وہم و گمان سے حقائق کو نہیں

جھٹلایا جاسکتا۔ اگر وہ ضعیف تھی تو باوجود تمام لوازمات کی موجودگی کے علمائے احناف نے اس کو ضعیف کیوں نہ ثابت کیا اور کیوں اس دور تک سب اس کو صحیح سمجھتے رہے۔ اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جملہ صحیح حدیثیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضعیف ہیں تو امام صاحب کے اس قول پر کیسے عمل ہوگا۔ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں میرے قول کو چھوڑ دو (روضۃ العلماء) ہر صحیح حدیث کے متعلق یہ گمان ہوگا کہ شاید امام صاحب کے نزدیک ضعیف ہو لہٰذا حدیث رد کر دی جائے گی۔ یعنی محض ظنیات سے قطعیات کو مسترد کیا جائیگا۔

صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر ائمہ کا اتفاق

پھر سن لیجئے بخاری اور مسلم کی حدیثیں اس لئے صحیح نہیں ہیں کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ انہیں صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس لئے صحیح ہیں کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کے تمام علماء نے ان کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں۔ اعتمد منہا ما اجمعوا علیہ ۔

یعنی امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے لئے ان ہی احادیث کو قابل اعتماد سمجھا جن کی صحت پر اجماع تھا۔ پھر امام مسلمؒ کے متعلق بھی انھوں نے یہی بات تحریر فرمائی (مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

الغرض امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ان احادیث کو ان کتابوں میں جمع کیا جن کی صحت پر اس وقت تک کے تمام علماء کا اتفاق تھا اور

ان علماء میں امام ابوحنیفہؒ بھی شامل ہیں بشرطیکہ آپ انہیں محدث تسلیم کریں)

حنفی فقہ کے بے شمار مسائل بے دلیل ہیں

ہم تو نئی نئی باتیں نہیں نکال رہے جو بات کہتے ہیں دلیل سے کہتے ہیں۔ آپ پوچھ کر دیکھ لیجئے انشاء اللہ آیت یا حدیث پیش کریں گے۔ اصل جواب سے انشاء اللہ کبھی انحراف نہیں کریں گے۔ نئی نئی باتیں تو مقلدین نے نکالی ہیں۔ مثلاً تقلید۔ یہ بدعت ہے نہ دورِ صحابہؓ میں تھی نہ دورِ تابعین میں (حجۃ اللہ البالغہ) پھر مرد و عورت کی نماز علیحدہ علیحدہ گھڑی گئی۔ نماز میں نیت زبانی کا اضافہ کیا گیا۔ حلالہ کا مسئلہ جاری کیا گیا وغیرہ وغیرہ

یہ میں پھر کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ ان سے قطعی بری الذمہ ہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں ان کے متعلق نہیں کہتا وہ تو میرے امام ہیں اور اس سے بھی زیادہ تعریف کے مستحق ہیں جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ میں تو موجودہ مذہب کے متعلق بات کرتا ہوں۔

اہلحدیث ابتدائے اسلام سے ہیں

یہ میں نے کب لکھا کہ سوائے میرے کوئی مسلمان ہی نہیں اب تک جتنے مسلمان ہوئے وہ سب مشرک تھے۔ یہ اتہام ہے۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ زمن سابقہ میں کوئی اہلحدیث تھا ہی نہیں سب مقلد تھے اور یہ کہ میں اس خیال کا پہلا آدمی ہوں۔ حقیقت پر مبنی نہیں۔ امام امام ابوحنیفہؒ کا مکتب فکر سنہ ۱۲۰ھ میں قائم ہوا (سیرۃ النعمان) بتلیئے سن ۱۲۰ھ تک جو مسلمان تھے وہ کس امام کے مقلد تھے؟ اس

امام کی امامت کس نے منسوخ کی؟ امام ابو حنیفہؒ مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد تھے تو مقلد کی تقلید کیسے؟ اور اگر غیر مقلد تھے تو پھر ہمارے امام ہوئے نہ کہ آپ کے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی. یعنی کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ میرے قول پر فتویٰ دے جب تک اس کو میری دلیل نہ معلوم ہو (عقد الجید) بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں۔" حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی"، (مشکوٰۃ محمدی بحوالہ میزان شعرانی) یعنی اپنی تقلید سے منع فرماتے ہیں بلکہ بے دلیل بات ماننے کو حرام کہہ رہے ہیں۔ لیجیے جو ہم کہتے ہیں وہی ہمارے امام صاحب نے فرمایا ہے۔ بے شک جس چیز کو انھوں نے حرام کہا ہے ہم بھی اس کو حرام سمجھتے ہیں لیکن مقلدین ان کے حرام کردہ کو جائز ہی نہیں واجب تک کہہ دیتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ بھی تمام ائمہ دین تقلید سے منع کرتے رہے ہیں۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔

لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ الاحکام من حیث اخذوا.

یعنی ہرگز میری تقلید نہ کرنا۔ نہ امام مالک کی نہ امام شافعی کی نہ امام اوزاعی کی نہ امام ثوری کی بلکہ جہاں سے انھوں نے احکام کو لیا وہیں سے تم بھی لو۔ (عقد الجید)

ہاں تو ۲۰۰ھ تک قطعاً سب غیر مقلد تھے بلکہ بقول شاہ ولی اللہ صاحب چوتھی صدی کے قبل تقلید خالص پر لوگ مجتمع نہیں ہوئے

سے (حجۃ اللہ البالغہ) تو گویا تین سو سال تک تقلید شخصی کا وجود نہیں تھا
"اِلّا مَا شَآءَ اللّٰہُ" چوتھی صدی سے تقلید نے زور پکڑنا شروع کیا
اور تقریباً ایک ہزار سال تک اس کا زور رہا لیکن یہ زمانہ بھی اہلحدیث
سے خالی نہیں تھا۔ ہر زمانہ میں علماء کی ایک کثیر تعداد اہلحدیث تھی
علامہ ذہبیؒ کا تذکرۃ الحفاظ پڑھیئے۔ دیکھئے ہر زمانے میں کتنے علماء
اہلحدیث تھے۔ علامہ ذہبیؒ بیسیوں علماء کے نام گناتے چلے جاتے ہیں ان
کے حالات لکھتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے حفاظ تھے نمعلوم ان
کے علاوہ اور کتنے ہوں گے جن کے نام امام ذہبیؒ کو معلوم نہ ہوئے ہوں
اور پھر کتنے لوگ ہوں گے جو اُن کے حلقہ اثر میں ہوں گے۔ غرض یہ کہ بیشمار
لوگ ہر زمانہ میں اہلحدیث تھے۔ بعض ایسے علماء بھی تھے جو موقع کی
نزاکت محسوس کرتے ہوئے تقلید کی نسبت اپنی طرف گوارا کرتے
تھے حالانکہ وہ مقلد نہیں ہوتے تھے (ملاحظہ ہو امام الہند ابوالکلام
آزاد کا تذکرہ)

بعض تو علاقے کے علاقے ایسے تھے جہاں اہلحدیث کی اکثریت تھی۔
مثلاً مشہور عرب سیاح بشار مقدسی جو ۳۷۵ھ میں ہندوستان آیا تھا
سندھ کے حالات میں لکھتا ہے۔

"یہاں کے ذمی بت پرست ہیں اور مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث ہیں
(تاریخ سندھ جلد ۲)

روم۔ شام۔ جزیرہ۔ آذربیجان وغیرہ کی سرحدوں کے مسلمان پانچویں
صدی میں سب کے سب اہلحدیث تھے۔ عربی الفاظ ہیں۔

"کلھم علی مذھب اھل الحدیث" (اصول الدین

جلد اول مصنفہ علامہ ابو منصور بغدادی)

تقلید کا صدیوں بعد شروع ہونا

چھٹی صدی میں افریقہ میں اہلحدیث کی حکومت تھی۔ (تاریخ اسلام ذہبی)

اس حکومت میں سرکاری قانون تھا کہ کوئی کسی امام کی تقلید نہ کرے۔ (تاریخ ابن خلکان) یہاں سے بھاگے ہوئے لوگوں نے تقلیدی مذہب نہایت تشدد سے جاری کیا اور یہ قانون بنایا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید واجب ہے اور ان سے خروج حرام ہے۔

(مقریزی جلد ۲)

ساتویں صدی میں شاہ ظاہر نے چاروں مذاہب کے مدرسے اور قاضی الگ کر دیئے۔ (مقریزی)

نویں صدی میں شاہ ناصر فرج نے چار مصلے قائم کر دیئے۔

(البدر الطالع جلد ۲)

شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے کس لطیف پیرایہ میں تقلید کے عروج کا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں۔

- انهم اطمأنوا بالتقليد ودب التقليد فى صدورهم دبيب النمل وهم لا يشعرون فنشأت بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا اقول ذلك كليا مطردا فان لله طائفة من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله فى ارضه وان قلوا ولم يأت قرن بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال

حتی اطمانوا بترک الخوض فی امر الدین وبان یقولوا۔ اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ والی اللہ المشتکی وھو المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان ۝

یعنی لوگ تقلید پر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور تقلید ان کے دلوں میں اس طرح داخل ہوئی جیسے چیونٹی چلتی ہے اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوا۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جو تقلید محض کے پرستار تھے باطل سے حق کو تمیز نہ کر سکتے تھے اور یہ بات ہم تمام لوگوں کے متعلق نہیں کہہ رہا کیونکہ اللہ کے بندوں میں ایک گروہ اللہ کا بھی ہوتا ہے جن کو کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچاتی۔ اور وہ اللہ کی زمین میں اللہ کی حجت ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو قرن بھی آیا فتنہ زیادہ ہوتا گیا۔ تقلید کی فراوانی ہوتی چلی گئی اور لوگوں کے قلوب سے امانت شدت کیساتھ نکلتی چلی گئی یہاں تک کہ لوگوں نے دینی معاملات میں غور کرنا چھوڑ دیا اور اس آیت کا مصداق بن گئے کہ "ہم نے اپنے آباء کو اس طریقے پر پایا اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔" بس اللہ ہی سے شکایت ہے اور وہی مددگار ہے اسی پر اعتماد ہے۔ اور اسی پر توکل۔ (الانصاف)

شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے جہاں تقلید کی برائی ثابت ہوئی وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جو اس تقلید سے بیزار تھے۔ غرض یہ کہ اہلحدیث یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ سے ہیں اور یہ کوئی نئی جماعت نہیں ہے بلکہ تقلیدی مذاہب بعد میں نکلے اور یہ خیر القرون میں نہیں تھے۔

اولیاء اللہ اہلحدیث ہی ہوتے ہیں

آخر میں ایک اور سن لیجئے۔ محدثین اور اولیاء اللہ سب اہلحدیث تھے کوئی مقلد نہیں تھا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "علمائے محدثین بیک مذہب از مذاہب مجتہدین نمی باشند" یعنی علمائے محدثین مجتہدین کے مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کے پابند نہیں ہوتے۔ (فتاوی عزیزی جلد ۲)

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔ وما ثم احد حق لہ قدم الولایۃ المحمدیۃ الا ویصیر یأخذ احکام شرعہ من حیث اخذھا المجتھدون وینفک عنہ التقلید لجمیع العلماء الا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (میزان کبری للشعرانی)

یعنی جس شخص کا قدم ولایت محمدیہ پر ثابت ہو گیا وہ شرعی احکام کو وہیں سے لیتا ہے جہاں سے مجتہدین نے لیا تھا۔ وہ تمام علماء کی تقلید سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی پیروی نہیں کرتا۔

یہ ہیں میرے پیشرو! اللہ تعالٰی ان پر اپنی رحمت کی بارشیں برسائے

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم ۔ جنید و شبلی و عطار شد مست

نہ من بریں گل عارض غزل سرائم وبس ۔ کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اند

آج کل فرصت بہت کم ملتی ہے۔ اگر کچھ وقت مل جاتا ہے تو انکار حدیث کے فتنۂ جبلی کے متعلق کچھ لکھ لیتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالٰی فراغت نصیب کرے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا کرے۔

یہ مختصر معروضات ہیں جو آپ کے اشکالات کے جواب میں لکھ دیئے ہیں ورنہ مفصل جواب کے لئے تو ایک کتاب درکار ہے۔

رہے اشتعال انگیز جملے اور ذاتی حملے جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اللہ تعالےٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر صحیح نہیں ہیں تو اللہ تعالےٰ آپ کو معاف فرمائے۔ میری عادت طنز کی نہیں ہے پھر بھی اگر نادانستہ کوئی بات ایسی لکھنے میں آگئی ہو جس سے طنز محسوس ہو تو براہ کرم معاف فرمائیں۔ میری نیت اس میں طنز کی نہیں ہے بلکہ انکشافِ حقیقت کی نیت سے آپ کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ آپ کی فلاں عبارت خود آپ کے لئے مفید نہیں بلکہ اس سے امام ابوحنیفہؒ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ اگرچہ آپ کی نیت بھی اہانت کی نہیں ہوگی مگر نادانستہ آپ ایسا کر گئے ہیں۔

خیر اللہ تعالےٰ ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ آمین

فقط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

خادم مسعودؔ ازچک لالہ

مورخہ ۲۲ راگست ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب محی الدین خاں اسسٹنٹ ٹیچر چانڈیو ہائی اسکول سجاول سندھ ضلع ٹھٹھہ

مکرمی مسعود صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ میرے خط کا جواب دینے کے لئے آپ کو کافی محنت کرنی پڑی اپنی دانست میں آپ نے بہت بڑا کام کیا بلکہ تیر مارا۔ اور غالباً یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ میدان جیت لیا اور حنفی مذہب (مسلک) ختم ہو گیا آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ چودہ ۱۴ صفحات کا خط مجھ سے لکھوایا گیا۔ یہ آپ کی غلط فہمی اور خوش فہمی ہے۔ بھلا علماء کرام ایسا بلا دلیل خط کیسے لکھوا سکتے ہیں۔ آپ نے اس طرح لکھکر علماء کرام کی توہین کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خط کسی نے مجھ سے نہیں لکھوایا بلکہ میں نے جب کبھی علماء کرام سے ایسی درخواست کی تو بمصداق اس کے کہ "جواب جاہلاں باشد خموشی" ان حضرات نے سکوت اختیار فرمایا اور ۱۴ صفحات کا خط میرا اپنا تحریر کردہ تھا۔ میرے اپنے جذبات تھے۔ اور وہ سب نیک نیتی پر مبنی تھے۔ کسی بزرگ کی تحقیر ہرگز نہیں تھی۔ میں ایک جاہل انسان ہوں۔ آپ کی طرح انگریزی داں' اور پھر علوم عربی سے بالکل نابلد۔ میں نے دیدہ و دانستہ کسی بزرگ، کسی محدث کی توہین ہرگز نہیں کی اگر ایسے کوئی الفاظ آپ کو سمجھانے کے سلسلہ میں جذبات کی رو میں مجھ جاہل کی قلم سے نکل گئے ہوں تو میں ان کے لئے پشیمان ہوں۔ خداوند تبارک و تعالےٰ جل جلالہٗ دلوں کے بھید سب جانتے ہیں میں ان کے حضور توبہ کر کے تائب ہوتا ہوں۔ اگر آپ میرا وہ خط شائع فرمائیں گے تو کیا ہوگا۔

میں تردید شائع کردوں گا۔ میں کسی کی طرح ہٹ دھرمی سے کام
نہیں لیتا۔ دراصل مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ جس کو میں خط لکھ رہا ہوں
وہ محترم لفظوں کی گرفت کر کے ان کو اچھالنے کے عادی ہیں
چلیئے۔ مجھ جاہل کے خط کا جواب لکھ کر آپ نے دنیا میں نام تو کما
شہرت حاصل کی آپ کے ہمعصروں میں آپ کی علمیت اور قابلیت
دھاک بیٹھ گئی۔ اور آپ نے شہرت حاصل کرنے کے لئے خوب خط
نمائش کی یہاں تک کہ خط بوسیدہ ہوگیا۔ اور آپ نے دوبا
نقل کروا کر بھیجا اور کراچی میں بھی نمائش کے لئے بھیج رہے ہیں
شہرت حاصل کرنے کے لئے انسان کیا کیا کوششیں کر
ہے۔ محترم اپنے ہم نشینوں میں میرا یہ خط بھی دکھا دیجئے جس
میں نے اپنی جہالت کا اعتراف کرلیا ہے۔ اب آگے سنئے۔ آ
اہل حدیث ہیں۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ بدعتوں
تو بہر حال اچھے ہیں۔ ہم آپ کو اسلام سے خارج نہیں سمجھتے۔
رہا آپ کا اعتراض تقلید کے متعلق تو غور سے سنئے۔ حنفی مذہب
تنکوں کا بنا ہوا نہیں ہے۔ جو آپ کے پھونک مارنے سے اڑ جائے
ختم ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا ہے تو پھر اس کو ختم ہی ہو جانا چا
لیکن۔

"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا"

انشاء اللہ آپ کی پھونکوں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا
آئندہ خط جو میں آپ کو لکھوں گا۔ وہ مجھ جاہل کے ہاتھ کا لکھا
نہ ہوگا۔ بلکہ ہمارے عالی حوصلہ عالی دماغ، بیدار مغز، معزز

علماء کرام کی جانب سے ہوگا۔ اور اس خط میں پہلا سبق جو آپ کو دیا جائے گا وہ تقلید کے بارے میں دلائل سے دیا جائے گا۔ آپ دوسرے خط کا انتظار کیجئے۔ اگر خط میں تاخیر ہو جائے تو یہ نہ سمجھئے کہ ہمارے معزز علماء کرام لاجواب ہو گئے۔ اس کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ " پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا " بلکہ تاخیر محض عدیم الفرصتی کی وجہ سے ہوگی۔ باقی انشاء اللہ آئندہ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہو تو میں اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

فقط خادم

نواب

نوٹ :۔ ہمارے علماء کرام کا ارشاد ہے کہ آپ جو صرف خود کو یعنی اپنے مسلک کو حق بجانب سمجھتے ہیں مہربانی فرما کر ذراسی زحمت گوارا فرمائیں کہ تقلید کرنے والوں کے اعداد وشمار نکال کر رکھیں جب تک ہماری جانب سے جواب نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک آپ تقلید کرنے والوں کی (جن کو آپ باطل سمجھتے ہیں) نمبر اندازی کریں۔ آج تقلید تقریباً ایک ہزار سال سے چل رہی ہے۔ نہ صرف حنفی ہی تقلید کرتے ہیں۔ بلکہ شافعی، مالکی، حنبلی بھی کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں ہر ایک کے اعداد و شمار نکال لیجئے گا۔ اور یہ بھی نوٹ نکالئے کہ آج دین کی خدمت اللہ تعالے کن سے لے رہے ہیں۔ مقلدین سے لے رہے ہیں یا غیر مقلدین سے۔ دینی مدارس مقلدین کے زیادہ ہیں یا غیر مقلدین کے۔ تمام دینی کتب تفسیریں وغیرہ مقلدین کے زیادہ ہیں یا غیر

مقلدین کے۔ بقول آپ کے اگر سارے مقلدین باطل پر ہیں اور شرک
کرتے ہیں اور جہنمی ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ دین کی خدمت ان سے کیوں
رہے ہیں اور اگر آپ ان کو مشرک اور بدعتی اور جہنمی نہیں سمجھتے بلکہ حق پر
تو پھر یہ شور وہنگامہ کیوں پھیلا رہے ہیں اور امت میں انتشار مقلد
پیدا کر رہے ہیں۔ یا غیر مقلدین یہ سب نوٹ نکال کر رکھئے انشاء
آپ کے کام آئے گا۔ آپ اس خط کا جواب براہ راست
مجھے دے سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب محی الدین خانصاحب

السلام علیکم

چک لالہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

کثریت اور خدمتِ دین
حق پر ہونے کی دلیل نہیں

آپ کا خط ملا۔ عدیم الفرصتی کے باعث جواب میں تاخیر ہوئی۔ تقلید کے دلائل کا بھی خیر مقدم کروں گا مگر مقدم ان سوالات کا جواب ہے جو میں پہلے کسی خط میں لکھ چکا ہوں پہلے ان کا جواب دیں۔ دوسرے یہ کہ تقلید پر بحث کرتے وقت مستند کتب کے حوالے سے تقلید کی تعریف بھی لکھیں اور ان باتوں کا بھی جواب دیں جو اس سے پہلے مفصل خط میں تحریر کی گئی ہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر تقلید ان چار اماموں ہی کی لازمی ہے تو بس اسی کا ثبوت دیں۔ دوسری باتوں میں اصل مسئلہ کو الجھا کر طول نہ دیں۔ اس سلسلے میں آپ نے مقلدین کے اعداد و شمار، ان کے مدارس و دینی خدمات کی طرف توجہ مبذول کرنے کی جو دعوت دی ہے وہ میرے علم میں ہے۔ میں اکثریت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ حق اکثریت کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ کوئی کلیہ مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ کے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ وقلیل من عبادی الشکور (قرآن) حق کا ماننے والا اگر ایک بھی ہو تو وہی جماعت ہے۔ خدمات دین میں قادیانی بھی کچھ پیچھے نہیں۔ تمام دنیا میں نام نہاد اسلام کی آواز پہنچا رہے ہیں اور جگہ جگہ ان کے تبلیغی مراکز ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی پیشگوئی فرما گئے ہیں کہ اس دین کی مدد فاجر آدمی سے بھی اللہ تعالیٰ لے لیتا ہے۔ (بخاری)

آپ کے خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق کی جستجو مد نظر نہیں بلکہ کسی وقت کی دشمنی ہے جو اس طرح مترشح ہو رہی ہے۔ خیر آپ کی مرضی ہے جو چاہیں لکھیں۔ مجھے سب کچھ برداشت ہے۔ خدا کرے آپ ہدایت قبول کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مسلک وہی صحیح ہے جو سلف صالحین کا تھا۔ اس میں نت نئے نظریات کی آمیزش سخت معیوب ہے۔ اس دور میں ہر شخص آزادی کا دلدادہ بنا ہوا ہے لہٰذا مذہبی پابندیوں کو بھی اپنے لئے باعث عار سمجھتا ہے۔ اپنی خواہشات پر چلنے کی یہ بھی ایک راہ ہے۔ میرے نزدیک یہ تلبیس ابلیس ہے۔ تزکیہ نفس بڑی ضروری چیز ہے۔ تصوف کا خود ساختہ نام اس کے مترادف ہے لیکن موجودہ تصوف ایک حد تک سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ تصوف وہی صحیح ہے۔ جو سنت کے موافق ہو۔ بیعت کی موجودہ نوعیت کا میں منکر ہوں۔ ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ بشرطیکہ سنت کے مطابق ہو۔ مثلاً موجودہ زمانہ میں جو مجالس ذکر منعقد ہوتی ہیں اور ایک خاص طرز سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ خلاف سنت ہے۔ میں تو سنت کا دلدادہ ہوں اور ہر اس چیز کا مخالف جو دین کے نام پر کی جاتی ہو۔ لیکن سنت کے خلاف ہو۔ بے ادبی اور بد تہذیبی میرا شعار نہیں۔ قرآن تو بہت بڑی چیز ہے میں تو اس قسم کی حرکت حدیث کی کتاب کے لئے بھی گوارا نہیں کرتا۔ فقط :۔

خادم مسعود

نوٹ :۔ یہ سوالات نواب صاحب نے علیحدہ پرچہ پر لکھے تھے جو اس کتاب میں شامل نہیں ہیں۔ یہ سوالات، قرآن کی طرف پیر یا پیٹھ کرنا یا اس سے اوپر بیٹھنا موجودہ تصوف وغیرہ کے متعلق تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین صاحب

السلام علیکم۔ قبل ازیں ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ ملاحظہ اقدس سے گزرا ہوگا۔ لیکن جواب سے ابھی تک محروم ہوں۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ کیسے مزاج ہیں۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں۔ اُمید ہے کہ جلد خیریت سے مطلع فرمائیں گے میں بھی اس عرصہ میں حسب عادت کوئی عریضہ ارسال نہیں کر سکا۔ فرصت بھی بہت کم ملتی ہے۔ آج فرصت ملی ہے تو یہ خط پہلی فرصت میں تحریر کر رہا ہوں۔ میں آج سے ۴۵ دن کی رخصت پر ہوں۔ رخصت محض آرام کرنے کے لئے لی ہے اور ان ایام میں یہیں رہوں گا۔

عقائد کی پختگی صفت محمود ہے بشرطیکہ حق کی راہ میں حائل نہ ہو

مجھے تو آپ سے کوئی ذاتی ملال نہیں ہے معلوم نہیں آپ کا کیا حال ہے۔ میں تو آپ کی اصلاح کا دل سے خواہاں ہوں اور آپ کی پختگی کو بھی فال نیک سمجھتا ہوں۔ یہ پختگی نہ ہو تو آدمی ہر کس و ناکس کے بہکانے میں آسکتا ہے۔ اس زمانے میں تو ہر طرف سے ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ یہ پختگی ہی ان فتنوں سے بچنے کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ صفت تو محمود ہے کہ جو کچھ مانا جائے تحقیق و اطمینان کے بعد مانا جائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحقیق اور تحقیق کے بعد اطمینان عطا فرمائے۔ آمین۔ مگر یہ پختگی تحقیق کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے تو پھر بیشک یہ کوئی اچھی چیز نہیں اور مجھے اُمید ہے کہ یہ بات آپ میں نہیں ہے اور آپ جیسے آدمی میں ہونی بھی نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرمائیں۔

فقط۔ خادم مسعود ۹ رجنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب

محترمی جناب مسعود صاحب!

السلام علیکم۔ آج بتاریخ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء آپ کا مرسلہ کارڈ ملا۔ مگر میں بعض وجوہ کی بنا پر جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمایئے۔ بارہا ارادہ کیا کہ آپ کو خط لکھوں مگر نہ لکھ سکا۔ میں اب سجاول میں نہیں ہوں۔ میرا تبادلہ سجاول سے غلام اللہ ہوگیا ہے۔ انشاء اللہ میں اپنا پتہ خط کے آخر میں تحریر کروں گا۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے میں نے اس کو بغور پڑھا اور آپ کی ہر تحریر کو میں دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ میں نے کچھ عرصہ قبل سجاول سے آپ کو لکھا تھا کہ ہمارے علماء کرام تقلید کے بارے میں مدلل جواب تحریر فرمائیں گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جن محترم نے وہ خط لکھوایا تھا وہ اپنے وعدے پورے نہ کرسکے۔ جب میں نے جواب کا تقاضہ کیا تو وہ ٹال مٹول کرنے لگے۔ انھوں نے مجھے وعظ اور لیکچر کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کے دلائل سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ پھر انھوں نے میرے لئے یہ فتویٰ دیا کہ نواب صاحب تمہارے لئے سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے۔ کیوں کہ تم علوم عربیّہ سے نابلد ہو اور بالکل ہی کورے ہو۔ انگریزی پڑھ کر تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ پندرہ سال کا نصاب آپ کو یوں باتوں میں کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے اور اب آپ کی عمر اس قابل نہیں ہے کہ آپ پندرہ سال کا نصاب پورا کرسکیں لہٰذا تقلید کے سوائے چارہ نہیں ہے۔ خیر تقلید کے بارے میں جہاں تک میں نے غور کیا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فروعات میں صحابہ کرامؓ مختلف ہوئے ہیں اور جو کچھ اختلاف ہے وہ فروعات کی حد تک ہے۔ عقائد میں

تو کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر ایک کے پاس دلائل ہیں۔ صرف افضلیت کا سوال آتا ہے مثلاً رفع الیدین کرنا افضل ہے لیکن نہ کرنے والا گنہگار نہیں۔ کیوں کہ نہ کرنا بھی ایک صحابیؓ کا فعل ہے۔ جس کو اختیار کیا گیا ہے۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں بھی دلائل ہیں۔ امام احمدؒ بھی ان دلائل کے قائل ہیں اور اس طرح دیگر مسائل اپنی اپنی جگہ دلائل رکھتے ہیں۔ میں اس تحقیق میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ تقلید لازم واجب نہیں ہے۔ قرآن اور احادیث سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ اسی پر ہمارا ایمان ہے اور خدا کرے کہ اسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔ لیکن چند باتیں ابھی میرے دل میں وسوسہ کے طور پر آتی ہیں وہ یہ کہ وہابی کون سا فرقہ ہے اس کی اصل کیا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں ان کے عقائد کیا ہیں۔ نجدی کون سا فرقہ ہے اس کی اصل کیا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کے عقائد کیا ہیں۔ کیا وہی لعنتی فرقہ تو نہیں ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر آیا ہے۔ کیا حنفیوں کا طریقہ نماز غلط ہے۔ لیکن ایک حدیث میں میں نے پڑھا ہے۔ شاید آپ کو یاد ہو کہ حضور اکرم نے ایک شخص کو نماز سکھائی تو اس میں رفع الیدین کا تو کہیں ذکر نہیں وہ تو حنفیوں کے طریقہ پر ہے کیا وہ حدیث ضعیف ہے۔ کیا حنفیوں کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اگر اہل حدیث پیش امام بن کر حنفیوں کے طریق پر نماز پڑھائے تو کیا یہ ناجائز ہے اور یہ ہے تو ان سب کے دلائل کیا ہیں۔ کیا میرے جیسا ایک شخص حدیثوں کی چھ معتبر کتابیں پڑھ کر خود ان پر عمل کر سکتا ہے یا پھر بھی اس کو کچھ پوچھنے یا دریافت کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ براہ کرم ان باتوں پر روشنی ڈالئے اور اچھی طرح مجھے سمجھا دیجئے تاکہ میری تشفی ہو جائے میں تقلید کا قائل تو نہیں رہا لیکن ان امور کے بارے میں تشفی کا خواہاں ہوں۔ کیوں کہ بقول آں مولانا کے میں

عربی علوم سے بالکل نابلد ہوں یعنی کہ جاہل ہوں۔ اور بقول اُن کے میرے جیسے جاہل کے لئے تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ مجھ میں دلائل کی چھان بین کا مادّہ نہیں ہے۔ مسعود صاحب میرا تو دماغ کام نہیں کرتا۔ جب سوچتا ہوں کہ دین بھی کتنا مشکل ہو گیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ ہر فرقہ الگ الگ راستے اختیار کئے ہوئے ہے اور ہر ایک کے پاس دلائل ہیں۔ حدیثیں دیکھتے ہیں تو ان میں بھی صحیح حسن۔ غریب۔ ضعیف۔ موضوع وغیرہ وغیرہ حدیثیں ملتی ہیں جن کا جانچنا بقول اُن مولانا کے میرے جیسے جاہل کا کام نہیں۔ اور راویوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں بھی ثقہ اور غیر ثقہ کا سوال ہے۔ میں تو حیران ہو کر رہ گیا ہوں کہ کیا کیا جائے۔ صحیح راستہ کیا ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ تو میری عقل کام نہیں کرتی اور میں یہ سمجھنے لگتا ہوں کہ یہ تو ایک بڑا زبردست الجھاؤ ہے اور اس کو سلجھانا میرے بس کا کام نہیں۔ یہ ہے ساری حقیقت جو میں نے آپ کو لکھی ہے۔ اب آپ مہربانی فرما کر مجھے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں جس سے میری کامل دلجمعی ہو جائے۔ حنفی علماء تو میری کرید پر بگڑ جاتے ہیں اور مجھے انگریزی داں اور جاہل کا لقب دیتے ہیں۔ جاہل تو واقعی میں ہوں ورنہ کرید کی ضرورت کیوں پڑتی۔ آپ میرے خط کو غور سے پڑھیئے گا اور مجھے جلد جواب دیجئے گا تا کہ میں اس ادھیڑ بن سے نکل سکوں۔ باقی خیریت۔

نواب محی الدین خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود۔

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب محی الدین صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ کل آپ کا خط ملا۔ حالات کا علم ہوا۔

کیا تمام مقلدین علوم عربیہ سے کورے ہیں

(۱) تقلید کے سلسلے میں آپ کی اور ان مولوی صاحب کی گفتگو کا حال بھی معلوم ہوا۔ ان کا یہ جواب "کہ نواب صاحب تمہارے لئے سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے کیونکہ تم علوم عربیہ سے نابلد ہو۔ اور بالکل ہی کورے ہو" بہت ہی عجیب ہے۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ وہ بھی علوم عربیہ سے کورے ہیں اور اسی وجہ سے تقلید کرتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ علوم عربیہ سے کماحقہ واقف ہیں لہٰذا تقلید نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے جو انہیں بھی تسلیم ہوگی کہ وہ علوم عربیہ سے واقف ہونے کے باوجود تقلید کرتے ہیں اور ان کے خیال میں اس کے بغیر چارہ نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ علوم عربیہ سے کورے ہیں لہٰذا تقلید ضروری ہے۔ اور وہ علوم عربیہ سے واقف لیکن تقلید پھر بھی ضروری۔ تو پھر یہ کہنا "کہ آپ پندرہ سال کا نصاب پورا کر سکیں یہ ممکن نہیں لہٰذا تقلید کے سوا چارہ نہیں" عجیب تر ہے۔

صحابہ کرامؓ حدیث ملنے پر اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام میں عقائد کا اختلاف نہیں تھا۔ ہاں لاعلمی کی وجہ سے بعض مسائل میں بعض صحابیوں سے چوک ہو جاتی تھی لیکن جوں ہی ان کو حدیث مل جاتی ▪▪ اپنے فتوے سے رجوع کر لیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کی مثالیں کتب

حدیث میں بہت پائی جاتی ہیں۔ آپ جب تحقیق میں قدم رکھیں گے تو آپ کو خود علم ہو جائے گا۔ اس وقت مثالیں دینا ضروری نہیں۔ یہ بھی ہوا ہے کہ بعض صحابی اپنے فتوے پر قائم رہے اور فتوے کے خلاف حدیث کا علم نہ ہو سکا ایسا اختلاف تو ہو جایا کرتا ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ ہاں قابل مواخذہ وہ اختلاف ہے کہ حدیث پہنچ جانے کے بعد اپنے کسی بزرگ کے قول پر اڑ جائے۔ ہمارے خیر القرون کے اسلاف میں یہ بات نہ تھی۔ وہ لوگ تقلیدی بندشوں سے آزاد تھے۔ اپنے اساتذہ تک کے فتووں کے خلاف فتوے دیدیا کرتے تھے۔ رحمهم اللہ تعالیٰ۔

ترک رفع یدین سنت نہیں

(۳) اعمال میں افضلیت کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جہاں کسی کام کے کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طریقے منقول ہوں۔ اگر دونوں طریقے ثابت ہوں اور احادیث کے قرائن سے ایک کو فضیلت دی جا سکتی ہو تو پھر بے شک ایک عمل افضل ہو گا اور دوسرا مفضول۔ لیکن جہاں دو طریقے ہی منقول نہ ہوں یا ایک ہی طریقہ منقول ہو تو پھر اس ایک ہی طریقہ پر عمل کرنا ہو گا۔ اس کا ترک اگر جائز ہو تو بات اور ہے لیکن کسی حالت میں بھی ترک عمل سنت نہ ہو گا یا مفضول نہ ہو گا۔ کیونکہ ترک فعل کوئی فعل ہی نہیں لہذا فعل جہاں سنت ہو گا۔ وہاں ترک فعل سنت نہ ہو گا۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنی کتاب تنویر العینین میں رفع یدین کے سلسلے میں یہی بات لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ ترک رفع کوئی عمل ہی نہیں لہذا سنت بھی نہیں۔ رفع یدین نہ کرنا صرف عبد اللہ بن مسعودؓ سے کسی حد تک پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ ائمہ دین نے اس کے ثبوت میں بھی خدشہ کا اظہار کیا ہے امام ترمذیؒ نے عبد اللہ بن مبارکؒ

کے قول سے ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ امام داؤدؒ لکھتے ہیں :۔
ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی اللفظ علی ھذا المعنیٰ یعنی یہ حدیث ان الفاظ اور معنوں پر صحیح نہیں۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا ہے۔ یہ حدیث کوفہ ہی میں اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس کے راوی کوفی ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ امام محمدؒ کو یہ حدیث نہ ملی اور نہ اس کا ذکر انھوں نے اپنی کتابوں میں کیا۔ حالانکہ انھیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اور یہ اس سلسلہ میں سب سے بہتر حدیث تھی۔ لیکن اس کو چھوڑکر انھوں نے چند آثار ذکر کر دیئے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی بنیاد ان ہی آثار پر رکھی۔ اس وقت تفصیل کا وقت نہیں ہے اس لئے میں یہ بات کہتا ہوں کہ بالفرض اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کا انفراد ہے۔ جمہور صحابہؓ کی روایتیں ان کے خلاف ہیں۔ اور بھی کئی انفراد ان کے مروی ہیں جن کو امت نے قبول نہیں کیا مثلاً وہ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ رانوں کے درمیان رکھتے تھے اور اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ (صحیح مسلم) لہٰذا جس طرح ان انفرادی چیزوں کو احادیث اور جمہور صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا گیا ترک رفع کو بھی قابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہیئے۔

(۴) بعض مسائل میں افضلیت کا فرق نہیں بلکہ زمین آسمان کا فرق ہے جائز ناجائز کا فرق ہے۔ حلال و حرام کا فرق ہے۔ مثلاً یہی سورہ فاتحہ کا مسئلہ لیجیئے۔ جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ حنفی مذہب میں منع ہے۔ امام محمدؒ نے تو یہاں تک ایک اثر نقل کیا ہے کہ اگر مقتدی پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ فی الحال ایک مثال کافی ہے۔ تفصیل بوقت ضرورت پھر کبھی پیش کروں گا۔

تقلید گمراہی کی جڑ ہے

(۵) تقلید نہ صرف یہ کہ واجب نہیں بلکہ گمراہی کی جڑ ہے۔ اللہ تعالے نے آباء اور علماء دونوں کی تقلید کی مذمت قرآن میں کی ہے۔ آباء کے متعلق تو مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ علما کی تقلید کے بارے میں ایک آیت عرض کرتا ہوں اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔ یعنی اہل کتاب نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریمؑ کو بھی حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں۔ (سورہ توبہ) اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث ہے۔ براہ کرم اس کا مطالعہ فرمائیں جس سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ تقلید کرتے تھے اس لئے علماء ان کے رب ہوئے۔ اس آیت کی رو سے تقلید کا ڈانڈا شرک سے جا ملتا ہے۔

وہابی کوئی فرقہ نہیں

(۶) وہابی کوئی فرقہ نہیں ہے۔ بدعتیوں کے نزدیک ہر وہ شخص وہابی ہے جو ان مروجہ بدعات کے خلاف زبان کھولے۔ یہ لوگ وہابیوں کا پیشوا امام محمد بن عبدالوہابؒ نجدی کو بتاتے ہیں اور ان کی طرف طرح طرح کے غلط اور مکروہ مسائل منسوب کرتے ہیں۔ امام محمدؒ بہت بڑے مصلح تھے۔ ان کے متعلق مسعود عالم ندوی کی کتاب "ایک بدنام مصلح" پڑھیں تو بہت مفید ہوگی۔ ان کے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت کے عقائد ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ تقلید نہیں کرتے لیکن پھر بھی حنبلی ہی کہلاتے ہیں۔ یہ وہ فرقہ نہیں ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے۔ وہ تو خارجی فرقہ ہے۔ جس سے حضرت علیؓ نے جہاد کیا اور ان کا قتل عام کیا۔ یہی احادیث پڑھ کر ان کو قتل کرایا اور پھر جو علامت حدیث میں بتائی گئی تھی وہ ان میں پائی

گئی یعنی ایک مرد تھا جسکے پستان عورتوں جیسے تھے۔

عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا

(۷) حنفیوں کا طریقہ نماز بے شک غلط ہے۔ لیکن وہ حدیث جس کا ذکر آپ نے کیا ہے صحیح ہے۔ اس حدیث میں بہت سے امور کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ کوئی ایک حدیث ایسی نہیں جس سے پورا طریقہ نماز معلوم ہو سکے۔ صحابہؓ اجزا کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے تھے۔ ابو حمید ساعدیؓ کی ایک بہت ہی طویل حدیث ہے لیکن پورا طریقہ اس میں بھی نہیں۔ جس حدیث کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے اس میں تو شروع نماز کا بھی رفع یدین نہیں ہے۔ اس میں بڑے بڑے امور یا ان امور کا تذکرہ ہے جن میں وہ شخص غلطی کر رہا تھا۔

(۸) کیونکہ حنفیوں کا طریقہ نماز غلط ہے اور اس وجہ سے بھی کہ تقلید میں شرک کا شائبہ ہے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ سوال آپ کا سخت ہے۔ لیکن اخفائے حق سخت تر ہے۔

(۹) اہل حدیث اگر امام بن کر حنفیوں کی سی نماز پڑھائے تو یہ ضعف ایمان کی دلیل ہے اور اگر کوئی دنیاوی مفاد مد نظر ہے تو پھر دین بیچ کر دنیا خریدنے کی مثال ہے۔ قرآن مجید میں اس فعل کی مذمت میں متعدد آیات ہیں۔

اُستادی شاگردی تقلید نہیں

(۱۰) کتب احادیث پڑھ کر ہر شخص خود ان پر عمل کر سکتا ہے دریافت کرنے کی ضرورت صرف اس حد تک باقی رہ سکتی ہے جیسی ایک شاگرد کو اپنے اُستاد سے ہوتی ہے۔ مثلاً آپ نے اسکول میں تعلیم پائی۔ اُستادوں نے آپ کو پڑھایا لیکن ان میں سے کسی استاد کی رائے کو تسلیم کرنا آپ کے ذمہ واجب نہیں

اور نہ آپ کرتے ہیں۔ تقلید کی نفی سے تعلیم و تعلم کی نفی نہیں ہوتی۔

تقلید کا باعث احساس کمتری ہے

(۱۱) کسر نفسی اس حد تک مفید نہیں کہ آپ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔ دوسرے لوگ اگر آپ کی ہمت پست کرنے کی کوشش کریں تو آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ کوشش اور عزم راسخ سے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ دین کی تحقیق کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ایک زمانہ میں جو حالت آپ کی اب ہے میری بھی یہی حالت تھی۔ لوگوں نے ہمت پست کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مدد فرمائی۔ بے شک احادیث میں صحیح حسن ضعیف موضوع سب کچھ ہیں۔ راویوں کی ثقاہت اور غیر ثقاہت کا سوال ہے لیکن یہ بھی ایک فن ہے اور اس فن میں آپ محققانہ قدم رکھیں تو بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس فن میں ہر چیز مدلل ہے۔ مفسر ہے۔ بے دلیل اور غیر مفسر چیز قابل وقعت نہیں ہے۔ تھوڑی بہت عربی بھی اگر آپ کو آگئی تو آپ کا کام نکل جائے گا۔ آپ ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائیں کہ عربی میں مہارت کیسے ہوگی۔ علماء ہند میں اکثر ایسے ہوتے ہیں جن میں مہارت تامہ نہیں ہوتی۔ لیکن باوجود اسکے وہ سب کچھ کرتے ہیں۔ جاہل سے ہی عالم بنا کرتے ہیں۔ عالم پیدا نہیں ہوا کرتے اگر بالفرض محال آپ جاہل ہیں تو کیا۔ اب آپ اتنے ناامید ہو چکے ہیں کہ عالم بن ہی نہیں سکتے۔ ہمت سے کام لیجئے کوشش کیجئے۔ آگے قدم بڑھائیے۔ کامیابی پھر آپ کے قدم چومے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے بتا دیا کرتے ہیں۔ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ اللہ کے راستے میں کوشش کرو جیسی کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ فقط خادم۔ مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت شریف محترم جناب مسعود صاحب

السلام علیکم

تقلید کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بے شک صحیح اور درست ہے آپ کی ملاقات سے مجھے حقیقت میں بڑا فائدہ پہنچا۔ آپ سے پہلی ملاقات کے وقت تو میری یہ حالت تھی کہ میں تقلید وغیرہ کے جھگڑوں سے واقف نہ تھا اور نہ ہی زندگی میں ان چاروں مذہبوں کے بارے میں کچھ سوچا تھا۔ جب آپ کے پاس سے سجلول لوٹا تو میں نے کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور پھر عالم حضرات سے ملکر معلومات حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اور آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ پھر حنفیوں کے بڑے بڑے عالموں سے ملا مگر کسی نے بھی کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا۔ اور ابھی تک تحقیق کا سلسلہ جاری ہے لیکن ان علماء سے بحث و مباحثہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ چونکہ یہ لوگ بچپن سے یعنی جیسے ہی مدرسوں میں داخل ہوتے ہیں فقہ حنفی پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان کے استاذ ان کے دماغوں میں حنفی فقہ ٹھونس دیتے ہیں اور یہ اسی فقہ میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔ بس یہ چکر ایک زمانہ سے چلا آرہا ہے یہ میری اپنی رائے ہے شاید اور کوئی دوسری وجہ ہو جس کے لئے یہ لوگ حنفیت پر اڑے ہوئے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ انھوں نے آپ کے ذریعہ سے میری رہبری فرمائی اور دین کی سمجھ عطا فرمائی آگے بھی وہی راہ کھولنے والے اور راستہ دکھلانے والے ہیں۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اور آپ کو دین و دنیا

کی عافیت عطا فرمائے۔ آمین۔ جو باتیں میں نے آپ سے دریافت کی تھیں آپ نے ان کا بہترین (مدلل) جواب عنایت فرمایا لیکن ابھی دو چیزیں اور دریافت طلب ہیں۔ وہ یہ کہ اب تک میں نے جتنی نمازیں پڑھیں کیا وہ سب بیکار گئیں۔ اور میں اپنے مرشد (شیخ) کا بتلایا ہوا ذکر کرتا ہوں کیا وہ بھی غلط ہے؟ اگر غلط ہے تو پھر کس طرح ذکر کیا جائے اور اب نماز کے بارے میں کیا کیا جائے؟ مسجد میرے گھر کے سامنے ہے سمجھئے مسجد کے صحن میں میرا گھر ہے تو کیا میں اب نماز گھر پر شروع کر دوں جمعہ وغیرہ سب گھر پر پڑھوں تراویح بھی گھر پر پڑھوں ایسی صورت میں تو میں جمعہ اور نماز باجماعت کے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتا ہوں۔ اس پر مہربانی فرما کر روشنی ڈالئے۔

۲۔ ایک چیز اور دل میں کھٹکتی ہے وہ یہ کہ بڑے بڑے پایہ کے مشہور علماء حنفی آخر کیوں حنفیت پر اڑے رہے۔ کیا ان کو عذاب جہنم کا خوف نہیں ہے یہ عذاب و ثواب کو جانتے ہوئے کیوں حنفی بنے بیٹھے ہیں یہ کیا بھید ہے؟ (انشاء اللہ آئندہ تفصیلی خط لکھوں گا۔)

فقط

خادم نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب محی الدین خاں

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب

السلام علیکم

کل میں نے ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا غالباً مل گیا ہوگا۔ کل جس وقت آپ کا خط ملا میں نے اسی رات جواب لکھ کر صبح کو سپرد ڈاک کر دیا جس وقت آپ کا خط ملا وہ وقت کچھ عجیب تھا یعنی میں ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا جیسے ہی آپ کا خط پڑھا ایسا معلوم ہوا گویا میرے سر سے یکایک بوجھ ہلکا ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے فی الفور جواب ارسال خدمت کیا۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہوا۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن نہ لکھ سکا۔ آپ کے اور میرے مابین تقلید کے بارے میں خط و کتابت جاری ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ بہت ساری باتیں میری سمجھ میں آتی جا رہی ہیں۔ میں آپ کی ملاقات کو بھی اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت سمجھتا ہوں یہ آپ ہی ہیں جن کی بدولت تحقیق کا سلسلہ شروع ہوا یوں سمجھئے کہ مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور جیسے جیسے حقیقت حال کا مجھ پر انکشاف ہوتا گیا مجھے بڑا لطف آتا گیا۔ اور وہ ساری کتابیں جو حنفی علماء کی لکھی ہوئی میں نے جمع کی تھیں میری نظر میں بے وقعت ہو کر رہ گئیں۔ اور مجھ میں قرآن و احادیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا گیا۔ میں نے حنفی علماؤں سے بحث و مباحثہ کئے لیکن ہر ایک کا جواب یا نتیجہ بحث ہی نکلا کہ امام ابو حنیفہؒ کی بات سمجھنے کے لئے یا دین اسلام کی بات سمجھنے کے لئے علوم عربیہ سے واقفیت ضروری ہے اور اس کے لئے ۵ سال کا نصاب سیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ میرے جیسے جاہل کے لئے واؤ کا اور زیر و زبر کا فرق سمجھنا حدیث کی پہچان وغیرہ

سخت دشوار ترین کام ہے اور امام صاحبؒ امام بخاریؒ وغیرہ سے زیادہ احادیث کو پہچانتے تھے ۔ جب میں نے ان سے سوال کیا پھر وہ احادیث کہاں ہیں جن کو امام صاحبؒ نے پہچانا وہ کونسی کتاب ہے اور وہ کتاب آپ اپنے مدارس میں کیوں نہیں پڑھاتے تو اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ پھر مجھ پر جہالت کا اور بے ادبی کا فتویٰ لگایا جانے لگا ۔ وہ مولانا جن کا میں نے پہلے خطوط میں ذکر کیا تھا۔ ان کے جوش و خروش سے مجھے کچھ اُمید ہو گئی تھی کہ یہ مولانا زوردار ہیں جبھی تو ایسے الفاظ لکھوا رہے ہیں کہ حنفی مذہب تنکوں کا بنا ہوا نہیں ہے کہ اُڑ جائے ۔ ہمارے پاس دلائل ہیں ہم ایسا منہ توڑ جواب دیں گے ۔ کہ دانت کھٹے ہو جائیں گے وغیرہ لیکن جب میں نے مولانا سے جواب لکھنے کو کہا تو میرے تقاضہ پر چراغ پا ہو گئے اور پھر وہ کچھ فرمایا جو میں پہلے آپ کو لکھ چکا ہوں ۔ انھوں نے رفع یدین کے بارے میں یعنی اس کے خلاف ایک حدیث یہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے تو حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو ۔ اور دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بیان کی تھی کہ یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا اس لئے ہم نے آخری فعل کو لیا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا تو کہا کہ چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضورؐ کے عین پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے ۔ اور حضورؐ کے حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ چونکہ کم عمر تھے اور ان کو دوسری تیسری صف میں جگہ ملتی تھی اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مرتبہ زیادہ ہے ۔ میں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

کی یہ حدیث تو ضعیف ہے اس پر وہ بگڑ گئے اور مجھ پر جہالت کا فتویٰ صادر کردیا۔ پھر سجادل میں کچھ ایسی حالت ہو گئی کہ ان مولاناؤں نے اپنے شاگردوں اور دیگر لوگوں کو مجھ سے ملنے سے منع کردیا یعنی میرا بائیکاٹ کردیا۔ میں نے علیم الدین صاحب کی دوکان میں رفع یدین سے نماز پڑھنا شروع کیا جس پر ایک شور برپا ہوگیا اور سجادل جو ان مولویوں کے زیر اثر ہے میرے خلاف ہوگیا۔ پھر میں نے فتنہ اور شر کو دبانے کے لئے یہ کہا کہ مولوی نور محمد صاحب سے کہا کہ میں ابھی تحقیق میں لگا ہوا ہوں اور تحقیق کر رہا ہوں چنانچہ میں نے مسجد میں پھر نماز شروع کردی اور تحقیق میں لگا رہا۔ لیکن اب تقلید کا شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو چکا تھا۔ ان مولویوں سے میرا دل ٹوٹ چکا تھا میں نے سوچا کہ اب خاموشی سے میں تحقیق میں لگا رہوں اور حق کا پتہ مجھے لگ جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کا زبردست فضل و کرم ہے ان ہی سے دعائیں کیں اور ان ہی سے مدد مانگی۔

پھر بعض مصروفیتوں کی وجہ سے ایسا بے بس ہوگیا کہ تحقیق و مطالعہ وغیرہ سب بند ہو گیا تھا۔ لیکن آپ کا وہ پوسٹ کارڈ جو سجادل سے ہوتا ہوا مجھے غلام اللہ میں ملا ایسا کام کر گیا کہ میں گویا نیند سے جاگ پڑا۔ معلوم ہوا جیسے مجھے کسی نے جھنجھوڑ کر نیند سے بیدار کردیا۔ آپ کا کارڈ پڑھنے کے بعد میں نے خود سے کہا کہ یہ کیا۔ تو ایک ضروری کام کو چھوڑ کے بیٹھ گیا۔ چنانچہ میں نے پھر سے کوشش شروع کی اور اپنے خدشات آپ کو لکھے۔ آپ نے جوابات دیئے وہ مجھے بے انتہا پسند آئے یعنی میں بفضلہ تعالےٰ قائل ہوگیا۔

میں بفضلہ تعالےٰ گھر میں رفع یدین سے نماز پڑھتا ہوں اور میری بیوی بھی رفع یدین سے نماز پڑھتی ہے۔ یہاں اور کوئی اہل حدیث نہیں ہے اس لئے میں

کل سے یعنی آپ کا خط ملنے کے بعد مجھے آج ہی سے گھر میں نماز پڑھنا
شروع کر رہا ہوں اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں علی الاعلان اپنے اہلحدیث ہونے
کا اعلان کردوں۔ اللہ جل جلالہٗ مدد گار رہیں۔ حق بات کے چھپانے سے کیا فائدہ
بلکہ اس میں منافقت پائی جاتی ہے۔ آپ اپنی رائے لکھیں۔ بہر حال آپ کی
وجہ سے میری اصلاح ہوئی اور میں نے حق کو پالیا یہ اللہ جل شانہٗ کا مجھ پر خاص
فضل و کرم ہے۔ قرآن اور حدیث سے بڑھکر اور کیا حق ہو سکتا ہے۔ قرآن و
حدیث چھوڑ کر اور راستہ ڈھونڈنا سراسر جہالت ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اجرِ عظیم
عطا فرمائے۔ آپ کے درجے بلند فرمائے۔ آمین

اور درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے میری آل اولاد کے لئے دُعاء
خیر فرمائیں۔

خادم

نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین صاحب سلمہٗ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ و مغفرتہٗ

چک ۱۱۱، ۵ر فروری سنہ ۶۲ء

توبہ کے بعد پچھلے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں

آپ کے دو خط ایک ساتھ پہنچے۔ آپکے سوالات کا جواب ترتیب وار تحریر کر رہا ہوں

(۱) اب تک آپ نے جتنی نمازیں بلا پڑھی ہیں وہ انشاء اللہ بیکار نہیں جائیں گی اس وجہ سے کہ اب آپ توبہ کر چکے ہیں۔ نماز تو نیکی ہے اگر کوئی گناہ بھی ہوتا تو وہ بھی نیکی میں تبدیل ہو کر باعث ثواب بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنٰت و کان اللہ غفورا رحیما ۰ ۔ جو شخص توبہ کرے۔ ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے اور اللہ غفور اور رحیم ہے (سورہ فرقان) لہذا آپ نا امید نہ ہوں بلکہ قرآن مجید کی یہ بشارت سنکر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ وہ اپنے بندوں پر کسقدر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھیں ایک حدیث قدسی میں ہے کہ "میں اپنے بندے کے ظن کے ساتھ ہوں۔

غیر مسنون وظائف کوئی نیکی نہیں

(۲) مرشد کا بتایا ہوا ذکر آپ کر سکتے ہیں بشرطیکہ سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہو ورنہ اس کو ترک کر کے وہ اذکار و اوراد اختیار فرمائیں جو

سنت سے ثابت ہیں۔ اس سلسلہ میں کئی کتابیں چھپ چکی ہیں مثلاً حصن حصین الحزب المقبول وغیرہ۔ یہ تمام اوراد مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ۔ کہہ دیجئے اگر تمہیں اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو۔ (آل عمران) ایسی کوئی نیکی نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سکھائی ہو اور جو نہیں سکھائی وہ نیکی نہیں ہے۔

(۳) بے شک آپ سب نمازیں گھر میں ادا کریں۔ آپ شرعی عذر کی بنا پر جماعت ترک کریں گے لہٰذا آپ کو جماعت ہی کا ثواب ملیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں آپ ہیں وہاں عند اللہ دوسری جماعت ہے ہی نہیں لہٰذا محرومی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جماعت تو آپ ہیں حزب اللہ آپ ہیں۔ اگرچہ آپ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں دیکھئے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا بے شک ابراہیمؑ امت تھے۔ اللہ کے فرمانبردار تھے اور صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے (قرآن) حضرت امام سفیان ثوریؒ کیا خوب فرماتے ہیں "سواد اعظم اہل السنت والجماعت ہیں ولو کان واحداً" اگرچہ ایسا ایک ہی شخص ہو (میزان کبریٰ شعرانی) مندرجہ ذیل حدیث میں بھی آپ کے لئے خوشخبری ہے۔ اذا مرض العبد او سافر کتب لہٗ مثل ما کان یعمل وھو مقیم صحیح (یعنی جب بندہ بیمار یا مسافر ہوتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اقامت اور صحت کی حالت میں۔ بس اسی قسم کی مجبوری آپ کو لاحق ہے۔

علماء حق کا معیار نہیں ہیں: (۴) آپ کا چوتھا سوال ایک وسوسہ ہے آپ اس وسوسہ سے اللہ کی پناہ طلب

کیسے بڑے بڑے علماء احناف حنفیت پر کیوں اڑے رہے؟ یہ عذاب وثواب کو جانتے ہوئے کیوں حنفی بنے بیٹھے ہیں۔؟ کیا ان کو عذاب جہنم کا خوف نہیں ہے؟ ہمیں ان سوالات اور ان کے جوابات سے کیا غرض ہے نہ ان کی پیروی ہم پر لازم ہے۔ نہ ان کی مخالفت سے ہمارا کچھ نقصان ہے ہمیں اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرنا ہے۔ اگر وہ صحیح ہیں تو پھر یہ پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ کون اس کے مخالف ہے اور کون اس کے موافق کون جنتی ہے اور کون دوزخی۔ یہ فیصلہ اللہ کو کرنا ہے۔ ہم سے ہمارے اعمال کی پرسش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ۔ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ یعنی ان کے اعمال ان کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔۔۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے (سورہ بقرہ) لہٰذا میری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ مختلف لوگوں پر نظر ڈالیں آپ ان سے صرف نظر کر کے بس ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نظر رکھئے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں جو حق کو پہچان کر حق کا انکار کریں۔ عیسائی اس لئے عیسائی ہے کہ وہ عیسائی مذہب ہی کو اللہ کی رضاجوئی کا سبب سمجھتا ہے اور اسلام سے بیزاری ہی کو اللہ کا حکم سمجھتا ہے۔ یہی حال تمام مذاہب والوں کا ہے نیک نیتی ہر جگہ پائی جاتی ہے لیکن اس نیک نیتی پر نجات موقوف نہیں ہے، وہ نیک نیتی کی وجہ سے اسلام نہیں لاتے تو وہ بچ نہیں سکتے۔ وہ باوجود اس نیک نیتی کے بھی کافر ہی رہیں گے۔ اب اور ذرا قریب آجائیے۔ خارجی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔ انتہائی پرہیزگار قرآن کے بہت بڑے عالم لیکن بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق خارج

ازاسلام ہیں۔ اب کیا کہیں؟ کیا ان کے عالم دیدہ و دانستہ خلیفہ راشد کے مقابلہ پر آگئے۔ کیا انھیں جہنم کا خوف نہیں تھا؟ پھر کیا اس لئے کہ وہ بہت بڑے عالم تھے متقی تھے۔ حتیٰ کہ مرتکب کبیرہ کو کافر سمجھتے تھے۔ ہم انہیں اچھا سمجھنے لگیں۔ اور ان کے جہنمی ہونے میں شک و شبہ میں پڑجائیں۔

اب ذرا قریب تر آئیے۔ بریلوی علماء تو ہمارے بھائی بند ہیں اہل سنت کہلاتے ہیں۔ لیکن آپ انہیں مشرک سمجھتے ہیں۔ اب کیا یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ کیا انھیں اپنے جہنمی ہونے کا خوف نہیں؟ کیوں دیدۂ دانستہ حق کا انکار کرتے ہیں؟ یقیناً اس شبہ کی بناء پر ہم انھیں اچھا نہیں کہہ سکتے۔ نہ ان کی طرف راغب ہو سکتے ہیں جو حق ہے وہ حق ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ اور حق کے بعد کچھ نہیں سوائے ضلالت کے (قرآن) جو حق کا نیک نیتی سے انکار کرے وہ گمراہ ہے اور جو بدنیتی سے انکار کرے وہ بھی گمراہ ہے۔

اجتہادی اختلاف اور تقلید کا فرق

اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب یہ اختلاف عقائد کی حد تک پہنچ جائے۔ شرک کو توحید سمجھ لیا جائے تو پھر یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا۔ اور صرف اعمال میں تھا۔ مقلدین کا اختلاف تقلیدی ہے اور اس تقلیدی اختلاف کو شریعت کا درجہ دیدیا گیا ہے۔ بس یہی ایک ایسا اعتقادی نقص ہے جو شرک کے حدود میں داخل ہوجاتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ "فی الحقیقت اگر مقلدین مذہب تفحص کنند می یابند کہ این بلائے تقلید ایشاں را بحدے کشیدہ کہ قول بریکے از آحاد فقہا مد مقابل حدیث می آرند ترجیح میدہند و ایں ازاں قبیل است کہ علماء را بہ پیغمبری رسانیدہ شود

بلکہ بخدائے (فتاوی عزیزی) یعنی ان لوگوں نے فقہا کو خدا کا درجہ دیدیا ہے۔
اب بتلایئے ان کے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہمارے عقیدے
میں یہ بات نہ ہو کہ تقلید سے گمراہی پیدا ہوتی ہے تو ہمارا ایمان کیسے کامل
ہوگا۔ اس عقیدہ کو بھی جزو ایمان بنانا چاہیئے ۔ غالباً قریب قریب انہی معنوں میں
غالب کا یہ شعر ہے۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

اب آپ کے دوسرے خط کا جواب شروع ہوتا ہے
۳۰ر شعبان

ایک حدیث سے رفع یدین کے خلاف غلط استدلال

رفع یدین کے سلسلہ میں آپ نے
ایک حدیث تحریر فرمائی ہے۔
وہ یہ کہ "ایک دفعہ کچھ لوگ نماز پڑھ
رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا
ہوگیا ہے جو گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو۔"

اب اس کے جوابات سنیئے۔

اوّل :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا شوال سنہ۱۰ھ
تک ثابت ہے اب اگر منسوخ ہوا تو ان چار مہینوں میں سے کسی مہینے میں ہوا ہوگا۔ ذی قعدہ
ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت وائل جو رفع یدین کے
راوی ہیں حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ گئے ہوں گے تو پھر صرف دو مہینہ حیات
طیبہ کے باقی رہ جاتے ہیں۔ اب آپ سوچیئے کہ جو فعل اتنا مکروہ ہو اس کو رسول
مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نو دس سال تک کرتے رہے کیا ایسے مکروہ فعل کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا کسی مومن کا کام ہو سکتا ہے۔

(۲) دوم:- کیا کسی کو منسوخ کرنے کا یہی احسن طریقہ ہے! جو آپؐ کیا کرتے تھے وہی وہ لوگ کر رہے تھے تو پھر یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اے مسلمانو! اب یہ طریقہ بدل دیا گیا اب ایسا نہ کیا کرو۔

سوم:- یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے حضرت جابرؓ سے روایت کرنے والے دو اصحاب ہیں ایک تمیم بن طرفہؒ دوسرے عبید اللہؒ۔ تمیمؒ نے اسے مختصر بیان کیا ہے اور عبید اللہؒ نے مفصل پہلے تمیمؒ کی روایت سنئے۔

حضرت جابر کہتے ہیں خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی أراکم رافعي أیدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے پھر فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں کہ گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون پیدا کرو (صحیح مسلم)

عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے فرمایا:- کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ واشار بیدہ الی الجانبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علام تؤمون بایدیکم کانہا اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من یمینہ وشمالہ یعنی ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہتے وقت دونوں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تمہارے لئے بس اتنا کافی ہے کہ اپنا ہاتھ ران پر رکھو پھر سیدھی طرف اور الٹی طرف اپنے بھائی کو سلام کرو۔ (صحیح مسلم)

ان دونوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جس رفع یدین سے رد کا گیا ہے وہ رفع یدین عند السلام ہے نہ کہ رفع یدین عند الرکوع۔ لیکن علماء احناف کہتے ہیں پہلی روایت میں رفع یدین عند الرکوع کی ممانعت ہے اور دوسری میں رفع یدین عند السلام کی۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دوسری روایت پہلی کی تشریح نہیں کرتی بلکہ علیحدہ ایک واقعہ ہے۔ دو واقعے ہونے کے دو وجوہ بھی وہ بیان کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

وجہ اوّل:۔ پہلی روایت میں ہے کہ "آپ باہر تشریف لائے" دوسری میں ہے کہ "ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔

وجہ ثانی:۔ پہلی میں اسکنوا فی الصلوٰۃ ہے یعنی نماز میں ساکن رہو۔ دوسری میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

وجہ اوّل کا جواب:۔ دونوں روایتوں کو ملا کر عبارت اس طرح بنتی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہاتھ اٹھایا کرتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے ہمیں اسی طرح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا۔ کیا بات ہے کہ تم سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ (جو بار بار اٹھتی ہیں نہ کہ وقفہ سے) نماز میں سکون رکھو

وغیرہ وغیرہ۔

وجہ ثانی کا جواب:۔ دوسری روایت میں بھی "ساکن رہو۔ (اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ) کے الفاظ موجود ہیں۔ اور یہ روایت صحیح ابوعوانہ میں موجود ہے اور مسند امام احمد میں بھی ہے۔

چہارم:۔ ان دونوں روایتوں کے ایک واقعہ کے متعلق ہونے کے دلائل یہ ہیں۔

اوّل:۔ روایت کا مضمون تقریباً ایک ہے یعنی "ساکن رہو" اور "گویا سرکش گھوڑوں کی دمیں"

یہ الفاظ مشترک ہیں۔

دوم:۔ راوی ایک ہیں یعنی حضرت جابر بن سمرہؓ

سوم:۔ تمام محدثینؒ نے ان دونوں روایتوں کو سلام کے باب میں روایت کیا ہے مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ابن حبانؒ، امام طحاوی (حنفی) وغیرہ امام بخاریؒ لکھتے ہیں۔ فنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رفع الایدی فی التشھد ولا یحتج بھذا من لہ حظ من العلم ھذا معروف مشھور لا اختلاف فیہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہید میں سلام کرتے وقت ہاتھ اُٹھانے سے منع فرمایا تھا۔ اور جس شخص میں ذرا سا بھی علم ہے وہ اس سے عدم رفع یدین عند الرکوع کے لئے دلیل نہیں لیتا۔ یہ معروف و مشہور ہے اس میں محدثین کا اختلاف ہی نہیں ہے۔ (کتاب رفع الیدین امام بخاری صہ ۱۵) یہ رفع یدین عند السلام شیعوں میں اب تک رائج ہے اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ سرکش

گھوڑوں کی دمیں اُٹھ رہی ہیں۔ غالباً آپ نے بھی شیعوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔

پنجم :۔ اگر اس حدیث سے رفع یدین ممنوع ہے تو پھر تمام رفع یدین ممنوع ہو جائیں گے حتیٰ کہ شروع نماز کا رفع یدین۔ نماز عیدین میں رفع یدین نماز وتر میں رفع یدین کوئی جائز نہیں رہیگا کیونکہ اس حدیث میں کسی رفع یدین کی تخصیص نہیں ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں۔ ولو کان کما ذھبوا الیہ لکان رفع الایدی فی اول التکبیرۃ وایضاً تکبیرات صلوٰۃ العید منھیا عنۃ لانہ لم یستثن رفعا دون رفع (کتاب رفع الیدین امام بخاری صـ۱۵) نواب صاحب! سوچیے کیا یہ انتہائی مکروہ فعل اب بھی نمازوں میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں۔؟ اللہ ہی ان مقلدین کو ہدایت دے۔

(۶) کیونکہ عدم رفع یدین کے سلسلہ میں بھی ایک حدیث ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح ہے لہٰذا ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے کہ اس حدیث کو حجت بنا کر رفع یدین کو منسوخ مانا جائے۔ میں کہتا ہوں اچھا منسوخ سہی۔ لیکن منسوخ کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ بہت ہی . . مکروہ فعل سے مماثل ہے۔ یعنی سرکش گھوڑوں کی دموں سے۔ اور جب یہ اتنا مکروہ فعل ہے تو بڑے شد و مد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہوگی لیکن کہیں کوئی روایت نہیں ملتی حالانکہ ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہوتی ہیں کئی کئی صحابی روایت کرتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ اتنا مکروہ فعل۔ حضورؐ کی ممانعت۔ پھر بھی بقول امام

حسن بصریؒ وغیرہ تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔

اب اس خط کو روانہ کر رہا ہوں۔ باقی باتوں کا جواب دوسرے خط میں دوں گا۔ اطلاعاً عرض ہے۔ اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ اپنے اہل وعیال کو میرا اسلام کہدیں۔

فقط

خادم مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین خانصاحب سلمہٗ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۲رماہ عید مطابق ۸۶ء

آج ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ اب آپ کی باقی باتوں کا جواب تحریر کر رہا ہوں۔

چند مغالطے

(۱) آپ کی عبارت :۔" اور دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بیان کی تھی کہ یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا"

جواب :۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی ایسی کوئی حدیث نہیں جس کا یہ مفہوم ہو کہ "یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا" نہ صحیح نہ ضعیف "

(۲) آپ کے خط کی عبارت :۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضورؐ کے عین پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔

جواب :۔ کسی حدیث میں یہ مفہوم یا یہ مضمون نہیں ہے۔ نہ صحیح میں نہ ضعیف میں۔

(۳) آپ کے خط کی عبارت :- "حضور کے حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے اور عبداللہ بن عمر چونکہ کم عمر تھے اور ان کو دوسری تیسری صف میں جگہ ملتی تھی اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عبداللہ مسعود کا مرتبہ زیادہ ہے"۔

جواب :- اس عبارت میں کئی مغالطے ہیں۔ یہ قطعی بے ثبوت ہے کہ وہ حضورؐ کے حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ بتایا جائے کہ آخر ان سے مندرجہ ذیل غلطیاں کیوں ہوئیں؟

۱:- وہ رکوع میں تطبیق کرتے تھے (صحیح مسلم) بلکہ دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے شاگردوں کے ہاتھوں کو مار کر ان میں تطبیق کر کے دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ دیتے تھے۔ عربی الفاظ یہ ہیں فضرب ایدینا وطبق بین کفیه ثم ادخلهما بین فخذیه (صحیح مسلم) (ابو داؤد وغیرہ)

۲- تین آدمیوں کی جماعت میں ایک کو امام کے داہنی طرف اور دوسرے کو امام کی بائیں طرف کر لیا کرتے تھے (صحیح مسلم) بلکہ اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ ان کا فرمان یہ ہے "اذا کنتم ثلاثة فصلوا جمیعا و اذا کنتم اکثر من ذالک فلیؤمکم احدکم" یعنی جب تین ہوں تو ایک صف میں نماز پڑھو اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو (صحیح مسلم) (ابو داؤد وغیرہ)

۳- حکم دیتے تھے کہ رکوع میں کلائیوں کو رانوں پر بچھا دیا کرو۔ الفاظ یہ ہیں - اذا رکع احدکم فلیفرش ذراعیه علی فخذیه (صحیح مسلم)

۴- بغیر اذان و اقامت کے جماعت کر لیا کرتے تھے (صحیح مسلم) وغیرہ وغیرہ

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور کے حرکات و سکنات کو بغور نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اتہام ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکات و سکنات کو کوئی دیکھتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو یہاں تک دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کہاں اترتے تھے۔ کہاں نماز پڑھتے تھے۔ کہاں پیشاب کرتے تھے۔ عبداللہ عمران سنتوں پر بھی عمل کرتے تھے حتیٰ کہ اگر ان کو پیشاب نہ آتا تھا تو خالی ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ان کا یہ طرز عمل جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

تیسرا مغالطہ یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ کوئی بھی حضورؐ کے حرکات و سکنات کو بغور نہیں دیکھتا تھا۔ یمن کے شہزادے حضرت وائل بن حجرؓ نے تو دو مرتبہ مدینہ کا سفر ہی اس غرض سے کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھیں (افسوس ہے اس شخص پر جس نے رفع یدین کی مخالفت میں حضرت وائل کو دیہاتی کا خطاب دیا۔) دوسری مرتبہ وہ شوال سنہ ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ کی آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح مسلم) الفاظ ملاحظہ ہوں جن سے ان کے آنے کا مقصد واضح ہوتا ہے "قلت لانظرن الی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یصلی قال فنظرت۔ یعنی میں نے کہا کہ میں ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے ہیں پس میں نے دیکھا (کتاب رفع الیدین امام بخاری ص۱۳) لَ اور پھر انظرن، میں لون تقیلہ مشددہ ضرور کے معنی دیتا ہے۔

چوتھا مغالطہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کم عمر تھے۔ یہ بھی غلط ہے ہاں جوان تھے بوڑھے نہیں تھے۔ امام بخاری نے اس کی بھی تردید کی ہے۔

والعجب ان يقول احد هم كان ابن عمر صغيرا فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن عمر بالصلاح .... قال ابن عمر انی لاذکر عمر حین اسلم فقالوا صبأ عمر صبأ عمر فجاء العاص بن وائل فقال صبأ عمر صباء .... یعنی تعجب ہے کہ کسی نے یہ کہا کہ ابن عمر چھوٹے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صلاح کی شہادت دی تھی... وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب عمرؓ اسلام لائے تو لوگوں نے کہا عمر صابی ہوگیا عمر صابی ہوگیا پھر عاص بن وائل آیا اس نے بھی یہی کہا... فترکوه .... پھر وہ لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر چلے گئے (کتاب رفع یدین امام بخاری ص۱۸)

پانچواں مغالطہ یہ کہ عبداللہ بن عمرؓ کم علم تھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے۔ تمام صحابہ عاجز آگئے۔ عبداللہ بن عمر نے چاہا کہ میں کہدوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن پاس ادب سے خاموش رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بتایا۔ ابن عمرؓ نے جب یہ بات حضرت عمرؓ سے بیان کی تو حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم بتا دیتے تو میرے لئے یہ اتنے مال سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم) غالباً اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے اس لئے کہ وہ تو کبھی ساتھ چھوڑتے ہی نہ تھے۔

چھٹا مغالطہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے سوا اس حدیث کا کوئی اور راوی ہی نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ رفع یدین کی روایت حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے بھی ہے اور یہ لوگ یقیناً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے عمر میں بھی زیادہ تھے اور علم وفضل اور صحبت رسول میں بھی۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر عبداللہ بن عمرؓ سے مقابلہ کرنا دھوکا دینا ہے (صرف حضرت علیؓ سے غالباً وہ عمر میں زیادہ ہوں گے۔

ساتواں مغالطہ یہ ہے کہ رفع یدین ایک بہت ہی دقیق علمی اور فقہی مسئلہ ہے اور اس کو فقہا ہی سمجھ سکتے ہیں۔ چھوٹا بچہ کیا سمجھے۔ حالانکہ رفع یدین کا تعلق صرف آنکھ سے ہے اور یہ چیز بہ نسبت بوڑھے کے بچہ ہی زیادہ اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہے اور زیادہ اچھی طرح یاد رکھ سکتا ہے۔

آٹھواں مغالطہ یہ ہے کہ گویا ابن مسعود اور ابن عمر کی حدیثیں صحت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ حالانکہ یہ سرتاپا جھوٹ ہے۔ ابن عمر کی حدیث صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ اس کے راوی سب کے سب امام ہیں۔ یہ سلسلۃ الذہب کی حدیث ہے۔ سند اصح الاسانید ہیں۔ ابن عمرؓ سے یہ حدیث متواتر ہے برخلاف اس کے ابن مسعودؓ کی حدیث اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور اس کا متن غیر محفوظ ہے۔ ابن مسعودؓ سے یہ روایت متواتر نہیں ہے۔ عاصم بن کلیب راوی کا اس میں انفراد ہے۔ جب صحت اور محفوظ ہونے کے لحاظ سے برابر نہیں تو مقابلہ کیا معنے۔ مقابلہ تو برابر کی چیزوں میں ہوا کرتا ہے۔ پھر مزید برآں ابن عمرؓ کی طرح روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد پچاس کے لگ بھگ پہنچ جاتی ہے۔ پھر امام حسن بصریؒ وغیرہ کی روایت کے مطابق کسی صحابی سے اس کا ترک ثابت نہیں لہٰذا ابن مسعودؓ کی حدیث کسی لحاظ سے بھی قابل حجت نہیں اگر صحیح بھی ہو تو اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کی بھول ہے۔ جیسے ان سے اور بھول ہوئی یہ بھی ہوئی جیسے اس بھول پر کوئی عمل نہیں کرتا اس پر بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

فقط

خاکسار مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجانب نواب

محترم جناب مسعود صاحب

السلام علیکم

خط لکھنے میں تاخیر ہوئی جس کے لئے شرمندہ ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ نماز میں رفع یدین نہ کرے تو کیا نماز نہیں ہوتی اور کیا رفع یدین فرض ہے؟ رفع یدین نہ کرنے والی حدیث عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے۔ ترمذی شریف اردو جلد اوّل میں اس کو امام ترمذیؒ نے حسن کہا ہے اور حسن حدیث کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل میں تقلید کے بیان میں اور جلد دوم میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چاروں اماموں کے طریقے سنت ہیں اور ہر ایک کے پاس دلائل موجود ہیں۔ اس لحاظ سے تو حنفی طریقہ بھی سنت ہوا۔ اور اس طریقہ پر عمل کرنا بھی جائز ہوا۔

مولانا تھانوی کی لکھی ہوئی بڑی بڑی ضخیم کتابیں کیا سب بیکار ہیں کیونکہ وہ تقلید کے حامی تھے۔ اور کیا امام غزالیؒ کی لکھی ہوئی کتب بھی قابل مطالعہ ہیں یا نہیں۔ یہ میں اس لئے دریافت کرتا ہوں کہ میرے پاس یہ سب ذخیرہ موجود ہے۔ باقی خیریت میری طرف سے سب کی خدمت میں سلام علیکم عرض ہے۔

خادم

نواب ۲۹ مارچ ۸۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام　　　　چک لالہ ۳ر اپریل ۱۹۶۲ء

اشد انتظار کے بعد آپ کا خط مورخہ ۲۹ر مارچ وصول ہوا۔ آپ کے سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں۔

رفع یدین فرض ہے

سوال:۔ نماز میں رفع یدین نہ کرے تو کیا نماز نہیں ہوتی؟ کیا رفع یدین فرض ہے؟

جواب:۔ نماز فرض ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے۔ لہٰذا اس کے ادا کرنے کا طریقہ بھی فرض ہے ورنہ لازم آئے گا۔ کہ ہر مسلمان مختار ہے کہ جس طریقہ سے چاہے نماز پڑھے۔ اور طریقہ اور سنت دونوں ہم معنی لفظ ہیں لہٰذا سنت سے جو طریقہ ادائیگی نماز ہم تک پہنچا ہے وہ فرض ہے۔ خیر یہ تو ایک معقول بات تھی جو میں نے عرض کردی ورنہ نماز کے طریقہ کا فرض ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ یعنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ خصوصاً بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو۔ پھر اگر تمہیں کا فروں کا خوف ہو تو پیدل چلتے پھرتے یا سواری پر ہی نماز ادا کرلو۔ پھر جب امن امان نصیب ہو تو اُس ہی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو جس طرح اُس نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم نہیں جانتے تھے (بقرہ پارہ سیقول) خط کشیدہ الفاظ اللہ کا حکم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ کا حکم فرض ہوتا ہے۔ لہٰذا نماز کا یہ طریقہ جو بذریعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے ہمیں سکھایا ہے فرض ہے۔ مجھے تو واقعی ان لوگوں پر

تعجب ہوتا ہے جو کہدیا کرتے ہیں کہ سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے تو نماز ہو جائے گی۔ رکوع و سجدہ میں تسبیح نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کا ادا کرنا سنت ہے۔ فرض نہیں ہے۔ اگر ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو حدیث میں ہوتا کہ ان کے ترک کرنے سے نماز نہیں ہوتی جیسا کہ سورۂ فاتحہ کے متعلق حدیث میں ہے کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر ان کی اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر نماز کی ہیئت مجموعی یہ ہوگی کہ سورۂ فاتحہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور اس میں کچھ نہ پڑھو پھر رکوع سے سیدھے سجدہ میں چلے جاؤ پھر بیٹھ جاؤ نماز ختم ہو جائے گی۔ یہ نماز کیا ہوئی مذاق ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ پھر صرف سورۂ فاتحہ کے متعلق ایسے الفاظ کیوں فرمائے تو اس کا ایک پس منظر ہے وہ یہ کہ آپ نے امام کے پیچھے پڑھنے سے منع کیا تو اس ہی وقت یہ بھی فرمایا کہ سورۂ فاتحہ پھر بھی پڑھنا کیونکہ وہ اگر امام کے پیچھے بھی ترک کردو گے تو نماز نہ ہوگی (ابو داؤد و ترمذی) الغرض مذکورہ بالا آیت کی رو سے نماز کا پورا طریقہ فرض ہے سوائے اُس چیز کے جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہوا اور کبھی چھوڑ دیا ہو اور ایسی کوئی چیز میرے ذہن میں تو ہے نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ رفع یدین آپ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا لیکن چھوڑنے کی روایت ثابت نہیں لہٰذا رفع یدین فرض ہوا۔

۲۔ رفع یدین کی فرضیت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مالک بن حویرثؓ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے آپؐ نے فرمایا تھا کہ صلوا کما رایتمونی اصلی نماز ایسے ہی پڑھا کرنا جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے اور مالک بن حویرثؓ کا بیان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے (صحیح بخاری) کیونکہ حکم فرض ہوتا ہے لہٰذا رفع یدین فرض ہے۔

۳۔ تیسری دلیل۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مسجد میں آنکلے لوگ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا: اقبلوا علی بوجوھکم اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی کان یصلی

وبامرہمانقام مستقبل القبلۃ ورفع یدیہ حتے حاذی بھما منکبیہ ثم کبر ثم رکع وکذالک حین رفع"۔ یعنی میری طرف متوجہ ہو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں۔ جس طریقہ سے آپ خود پڑھتے تھے اور جس طریقہ سے لوگوں کو پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ پس وہ (حضرت عمرؓ) کھڑے ہو گئے قبلہ کی طرف منہ کیا اور کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اسی طرح اس وقت بھی کیا جب رکوع سے سر اٹھایا (خلافیات بیہقی نصب الرایہ جلد اول ص ۴۱۶)

نماز کے ارکان میں فرض و سنت کی تفریق

فرض و سنت کی تفریق بعد کی چیز ہے۔ صحابہ کرام اس چیز کے عادی نہیں تھے۔ وہ تو بس یہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ کیا فرمایا عبد اللہ بن عمرؓ کو دیکھئے کہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے تاوقتیکہ وہ رفع یدین نہ کرے (کتاب رفع یدین امام بخاریؒ مسند احمدؒ) آپ بھی فرض و سنت کی بحث میں نہ پڑیئے۔ بس جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور چھوڑنا ثابت نہیں اُسے کرنا ہی چاہئے اور اگر کرنا نہ کرنا دونوں ثابت ہیں تب بھی کرنا سنت ہوگا اور ترک جائز۔ ایسی حالت میں بھی سنت ہی پر عمل مناسب ہے نہ کہ جواز پر۔

سوال:۔ رفع یدین نہ کرنے کی حدیث جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے ترمذی شریف اردو جلد اول میں اس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا متن غیر محفوظ ہے

جواب:۔ یہ صحیح ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔ اس حدیث کی سند بیشک حسن بلکہ صحیح ہے سند میں کوئی خاص خدشہ

نہیں ہے نہ سند پر کسی نے کوئی خاص جرح ہی کی ہے۔ اس حدیث پر جو کچھ جرح ہوئی ہے وہ بلحاظ متن ہوئی ہے۔ اکثر محدثین نے اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا ہے۔

(۱) امام ترمذی لکھتے ہیں۔ قال عبد اللہ بن مبارک قد ثبت حدیث من یرفع وذکر حدیث الزہری عن سالم عن ابیہ ولم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ۔ یعنی امام عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے کہ رفع یدین کی حدیث ثابت ہے اور ذکر کیا انھوں نے اس حدیث کو جو امام زہریؒ نے حضرت سالمؒ سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا سوائے اوّل مرتبہ کے ثابت نہیں۔ امام ترمذی نے اس عبارت کے بعد ابن مسعودؓ کی حدیث بیان کی ہے اور پھر اس کو حسن لکھا ہے۔ احناف کا یہ کہنا ہے کہ ابن مبارک نے کسی دوسری حدیث کو غیر ثابت کہا ہے نہ کہ اس کو لیکن دوسری حدیث میں ابن مبارک نہیں ہیں اور اس حدیث کی سند میں وہ موجود ہیں اور یہ سند نسائی میں موجود ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس ہی کو غیر ثابت کہا ہے۔ ان کے الفاظ کہ "رفع کی حدیث ثابت ہے" اس ہی بات کی دلالت کرتے ہیں کہ عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں خواہ وہ کوئی سی ہو۔

(۲) اب اس کے متن کو ملاحظہ فرمائیے۔ نسائی میں ہے۔ فقام فرفع یدیہ فی اول مرۃ ثم لم یعد۔ ابن مسعودؓ کھڑے ہوئے پھر اوّل مرتبہ دونوں ہاتھ اُٹھائے پھر نہیں اُٹھائے ابن القطان کہتے ہیں ثم لا یعود منکر ہے۔ یہ وکیع اپنی طرف سے کہا کرتے تھے (کتاب الوہم) امام دارقطنی نے بھی ثم لم یعد کو غیر محفوظ بتایا ہے (کتاب العلل) نسائی میں دوسری روایت میں اس طرح ہے "فصلے فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ" یعنی ابن مسعود نے نماز پڑھی تو ہاتھ نہیں اُٹھائے۔ مگر ایک مرتبہ۔ مسند امام احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں واحدۃ نہیں ہے۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

فرفع یدیہ مرۃ واحدۃ" دوسری میں اس طرح ہے۔ "فرفع یدیہ فی اول مرۃ" یعنی ابن مسعودؓ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے پہلی مرتبہ۔ خلاصہ یہ کہ کسی میں دوبارہ اُٹھانے کی نفی ہے اور کسی میں کوئی ذکر نہیں ہے بس پہلی مرتبہ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو نماز پڑھکر بتائی تھی اُس کو اپنے لفظوں میں علقمہؒ نے بیان کیا ہے اور یہ علقمہؒ کے الفاظ ہمیں جو کسی روایت میں کچھ اور کسی میں کچھ ہیں۔ ابن مسعودؓ سے روایت کرنے والے صرف علقمہ ہیں اور علقمہ سے روایت کرنے والے صرف عبدالرحمٰن ہیں۔ اور ان سے روایت کرنے والے صرف عاصم بن کلیب ہیں اور ان سے روایت کرنے والے سفیان ثوریؒ ہیں۔ اس کے بعد راوی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اوپر کی سند میں صرف ایک ایک راوی کی وجہ سے اس میں غرابت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر علقمہ کے الفاظ غالباً عاصم بن کلیب نے کبھی کچھ اور کبھی کچھ بیان کئے ہیں۔ کیونکہ امام حاکم فرماتے ہیں کہ عاصم نے اس حدیث کو صحت کے ساتھ روایت نہیں کیا اور عاصم مختصر کر لیا کرتے تھے اور نقل بالمعنی کرتے تھے (تسہیل القاری شرح صحیح بخاری) اس ہی وجہ سے امام ابوداؤد نے اس حدیث کے لکھنے کے بعد یہ بھی لکھ دیا کہ ھذا احدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی اللفظ علی ھذا المعنی۔ یعنی یہ حدیث ایک طویل حدیث سے مختصر کر لی گئی ہے اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ان معنوں پر صحیح نہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے۔ فصلے دلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح" یعنی تکبیر افتتاح کے ساتھ ابن مسعودؓ نے رفع یدین نہ کیا سوائے ایک مرتبہ کے" اگر یہ عبارت صحیح مانی جائے تو پھر رفع یدین عندالرکوع کی اس سے نفی نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا بار بار نہیں۔ امام ابی حاتم نے کہا ہے کہ یہ حدیث خطا ہے سوائے سفیان کے یہ الفاظ (یعنی رفع یدین کی نفی) عاصم سے کسی نے روایت نہیں کئے حالانکہ ایک جماعت عاصم سے روایت

کرتی ہے (علل ابن ابی حاتم) امام بخاری فرماتے ہیں۔ ھذا محفوظ عند اھل النظر من حدیث عبد اللہ بن مسعود "یعنی اہل علم کے نزدیک تطبیق والی حدیث ہی محفوظ ہے دوسری جگہ لکھتے ہیں" ولم یثبت عند اھل العلم من اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ، یعنی اہل علم کے نزدیک کسی صحابی سے ترک رفع یدین ثابت نہیں۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں ولم یثبت عند اھل النظر ممن ادرکنا من اھل الحجاز واھل العراق منھم عبد اللہ بن زبیر وعلی بن عبد اللہ بن جعفر ویحیٰی بن معین واحمد بن حنبل واسحٰق بن راھویہ ھولاء اھل العلم من بین اھل زمانھم فلم یثبت عند احد منھم علم فی ترک رفع الایدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ، یعنی حجاز اور عراق کے اہل علم جن کو ہم نے پایا جن میں سے یہ لوگ بھی ہیں ابن زبیر۔ علی بن عبد اللہ یحیٰی بن معین۔ امام احمد۔ اسحاق بن راہویہ۔ یہ اپنے زمانہ کے زبردست عالم تھے ان علماء میں سے کسی کے نزدیک کوئی حدیث ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا ہو یا کسی صحابی نے رفع یدین نہ کیا ہو (کتاب رفع الیدین امام بخاری) گویا یہ حدیث امام بخاری کے وقت تک خود علماء عراق کے نزدیک ثابت نہیں تھی۔ امام ابوداؤد کے قول کے مطابق اس کا مفہوم کچھ اور تھا اب جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ امام ابوداؤد کے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام محمد نے اپنی مؤطا میں اس حدیث کو مطلقاً بیان نہیں کیا۔ حالانکہ ان کو اس کی بڑی ضرورت تھی۔ وہ لکھتے ہیں "وفی ذالک آثار کثیرۃ۔ اور عدم رفع کے متعلق بہت آثار ہیں۔ مطلب ظاہر ہے کہ حدیث کوئی نہیں۔ اگر یہ حدیث ان معنوں پر محمول ہوتی تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ اس کے تمام راوی کوفی ہیں تاہم امام محمد اور قاضی ابو یوسف کا اس سے بے خبر ہونا اور اپنے دلائل میں ذکر نہ کرنا حیرت انگیز ہے۔

اس کے بعد امام محمد نے علی ابن ابی طالبؓ کا ایک اثر نقل کیا ہے جسمیں ایک راوی محمد بن ابان کذاب ہے (تذکرۃ الموضوعات) پھر ابراہیم نخعیؒ تابعی کا قول پیش کیا ہے۔ اس میں بھی وہی کذاب راوی ہے۔ پھر ابن مسعودؓ کے اصحاب کا فعل پیش کیا ہے۔ اس کی سند میں حصین ہے جس کا حافظہ آخر میں خراب ہو گیا تھا۔ پھر ابن عمرؓ کا فعل پیش کیا ہے اس کی سند میں وہی محمد بن ابان کذاب ہے۔ پھر حضرت علی کا اثر دوسری سند سے پیش کیا ہے۔ یہ بھی کوئی سند ہے۔ پھر بھی سفیان ثوریؒ (جو خود بھی عدم رفع کے قائل ہیں) اس اثر کا انکار کرتے ہیں (کتاب رفع یدین امام بخاری ص۸) مزید برآں اس میں عاصم راوی ہیں جو نقل بالمعنی کے عادی ہیں۔ امام عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں۔ فقد روی من هذا الطریق الواهی بحقیق یہ واہیات سند سے مروی ہے (بیہقی ج ۲ ص۸۰) امام شافعی فرماتے ہیں" ولا یثبت عن علی وابن مسعود یعنی ما رواه عنهما من انهما کانا لا یرفعان۔ یعنی حضرت علی اور ابن مسعود کے عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں۔ بیہقی ج ۲ ص۸۱) امام بخاری نے بھی اس پر جرح کی ہے پھر امام محمد نے ابن مسعود کا اثر پیش کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں" انہ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة "یعنی جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے اس میں رکوع کا ذکر ہی نہیں اور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ پھر اس کی سند منقطع ہے۔ ابراہیمؒ نے ابن مسعودؓ کو نہیں دیکھا۔ غرض یہ کہ کل تین صحابیوں اور چند تابعیوں کا قول یا فعل پیش کر کے امام محمد نے اپنے مسئلہ کو ثابت کیا اور وہ اس سلسلہ میں کوئی حدیث پیش نہ کر سکے بلکہ صحابیوں کا فعل بھی صحیح سند سے پیش نہ کر سکے۔ اگر عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ معرکۃ الآرا حدیث کو فن میں رہ کر ان کو نہ معلوم ہو تو پھر اس پر شبہ کرنا بالکل بجا ہے۔ امام نووی نے خلاصہ میں لکھا ہے۔ محدثین کا اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔ نقل بالمعنی کی عادت کی وجہ سے۔ امام علی بن مدینی تو یہاں تک کہ گئے "لا یحتج بما انفرد به

عاصم اکیلے روایت کریں تو روایت حجت نہیں ہوتی (میزان الاعتدال)۔ اور اس روایت کو سوائے عاصم کے اور کوئی بیان نہیں کرتا۔ پھر عبدالرحمن کے علقمہ سے سننے پر شبہ کا اظہار کیا گیا ہے اگرچہ سننے کا امکان تو ہے۔ لیکن سننا ثابت نہیں۔ امام ابن حبان تو یہاں تک لکھ گئے "ھذا احسن خبر روی اھل الکوفۃ فی نفی رفع الیدین فی الصلوٰۃ عند الرکوع والرفع منہ وھو فی الحقیقۃ اضعف شیٔ یعول علیہ لان لہ عللاً تبطلہ" اہل کوفہ کی یہ سب سے عمدہ دلیل ہے اور درحقیقت یہ بھی بہت ضعیف ہے کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اس میں بڑی علتیں ہیں جو اسے باطل بنا دیتی ہیں (نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۵۱)۔ اب بتائیے امام ترمذی کا حسن کہنا کہاں تک صحیح ہے۔ اس لئے امام شوکانیؒ لکھتے ہیں "این یقع ھذا التحسین والتصحیح من قدح اولئک الائمۃ الاکابر" یعنی امام ترمذی کی تحسین اور امام ابن حزم کی تصحیح کی ان اکابر ائمہ کی جرح کے مقابلہ میں کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ یہ مختصر روداد ہے۔ ورنہ مفصل تو بہت کچھ ہے۔ بالفرض محال اگر ابن مسعود کی حدیث حسن یا صحیح بھی ہو تو بھی ایک صحابی کی روایت تمام صحابہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ پھر ابن مسعود سے اور بھی بہت سی بھول ہو گئی ہیں جن میں سے چند میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اسی لئے امام ابوبکر بن اسحاق نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی حدیث کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر خلفاء راشدین صحابہ اور تابعین سے صحیح طور پر ثابت ہوا ہے۔ اور ابن مسعود کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ معوذتین کا قرآنی سورتیں ہونا بھول گئے۔ تطبیق کا منسوخ ہونا بھول گئے وغیرہ وغیرہ اس طرح انھوں نے دس باتیں گنائی ہیں (یہ گیارھویں بھول ہے) (بیہقی جلد ۲) غرض یہ کہ بے شمار صحیح احادیث کے مقابلہ میں اس کو حجت بنانا حیرت انگیز ہے باقی باتوں کے جوابات دوسرے لفافہ میں روانہ کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

آپ کی تبلیغ اور اس کے متعلق کشمکش معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور اس جدوجہد کو قبول فرمائے۔ آمین۔ تبلیغ تو درحقیقت یہی ہے۔ وہ تبلیغ ہی کیا جس میں مخالفت نہ ہو۔ حق کے مبلغ کے لئے پھولوں کی سیج نہیں ہوتی بلکہ اس کو کانٹوں پر چلنا ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ جس سے سب خوش رہیں حقیقت میں تبلیغ ہی نہیں۔ وہ تو ایک قسم کی سیاست ہے۔ مرنجان مرنج بن جانا اور بات ہے۔ اور مبلغ ہونا اور بات ہے۔ اللہ نے یہ نعمت آپ کو نصیب فرمائی۔ یہ اس کا احسان ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ ان اللہ مع الصابرین۔

فقط

خاکسار مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب مخدومی مکرمی

السلام علیکم چک لالہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء

۱۰ اپریل کو ایک خط ارسال کیا ہے۔ آج آپ کے باقی سوالات کا جواب تحریر کر رہا ہوں۔

سوال ۳۔ حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ چاروں اماموں کے طریقے سنت ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس دلائل موجود ہیں۔ اس لحاظ سے تو حنفی طریقہ بھی سنت ہوا اور اس طریقہ پر عمل کرنا بھی جائز ہوا۔

امام حق پر تھے لیکن مقلد حق پر نہیں

جواب ۳۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصل سنت ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا۔ نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہٰذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا۔ اور وہ چاروں امام سنت اور امام اہل سنت تھے اور ہیں۔ رحمہم اللہ۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ان سے لغزش نہیں ہوئی۔ بیشک ہوئی اور اس لغزش کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل بھی ہیں۔ فقہ کا مسلمہ اصول ہے۔ المجتھد قد یخطئ و یصیب۔ یعنی مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور وہ صحیح بات بھی

مجتہدین خطا سے پاک نہیں

کہتا ہے لہٰذا اس اصول کی بنا پر ان مجتہدین سے خطا کا امکان ظاہر ہے۔
(۲) انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا کیونکہ دوسرے لوگوں کی پشت پر وحی الٰہی کی رہنمائی نہیں ہوتی، لہٰذا خطا کا صدور ناگزیر ہے
(۳) چاروں اماموں کے اقوال میں حرام و حلال کا فرق پایا جاتا ہے مثلاً۔

(ا) دارالحرب میں کافر سے سود کا لین دین کرنا حنفی مذہب میں حلال دوسرے مذاہب میں حرام۔
(ب) حیوان کی بیع سلم حنفی مذہب میں حرام۔ دیگر میں حلال۔
(ج) زبردستی کی طلاق حنفی مذہب میں واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرے میں حرام ہے۔ واقع نہیں ہوتی۔
(د) بجو۔ گوہ۔ گھوڑا۔ مینڈک۔ مردہ مچھلی جو پانی پر تیرے حنفی مذہب میں حرام دوسرے مذاہب میں حلال۔
(ہ) ہبہ کی ہوئی چیز حنفی مذہب میں اولاد سے واپس لی جا سکتی ہے۔ دوسروں میں نہیں۔
(و) تعلیم قرآن کی اجرت حنفی مذہب میں حرام دوسروں میں حلال۔
(ز) ران کھولنا حنفی مذہب میں حرام حنبلی مذہب میں حلال۔
(ح) مس ذکر سے وضو حنفی مذہب میں نہیں ٹوٹتا۔ شافعی میں ٹوٹ جاتا ہے
(ط) طواف کیلئے حنفی مذہب میں طہارت شرط نہیں۔ شافعی حنبلی میں شرط ہے۔
(ی) زکوٰۃ الفطر حنفی مذہب کافر غلام پر فرض ہے۔ شافعی میں فرض نہیں۔
(ک) بغیر ولی کے نکاح حنفی مذہب میں جائز ہے۔ شافعی میں باطل۔
غرض یہ کہ حلال و حرام کا فرق کبھی سنت نہیں ہو سکتا۔

سنت تو یہ ہے کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کی قیامت تک کے لئے ہر مسلمان کے لئے حلال ہے۔ اور جس چیز کو حرام کیا وہ ہر مسلمان کے لئے حرام ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک ہی چیز بیک وقت حلال اور حرام نہیں ہو سکتی لہٰذا کسی نہ کسی امام سے غلطی کا صدور لازمی ہے اور جب معاملہ یہاں آپہنچا کہ ایک نہ ایک امام سے غلطی ضرور ہوئی تو اب ہر مسلم کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ کس سے غلطی ہوئی۔ یعنی بحکم خداوندی وہ قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرے۔ اور غلطی معلوم کر کے اس کو ترک کر دے۔ یا بصورت دیگر براہ راست قرآن وحدیث کا اتباع کرے۔ یہ ہے اماموں کا طریقہ اور اس طریقہ کے سنت ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور جو شخص اس کے خلاف چلتا ہے وہ حرام کا مرتکب ہے۔ امام برحق۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں (لا یحل لاحد ان یاخذ بقولی مالم یعلم من این قلتہ' ۔ یعنی کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں۔ (یعنی حرام ہے) کہ میرے قول کو اختیار کرے جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو کہ میں نے کہاں سے کہا ہے (مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ص۹) اس قول کے آگے شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری لکھتے ہیں۔

اور امام ابوحنیفہ نے تقلید کی طرف جانے سے منع کیا اور دلیل کی معرفت کی طرف دعوت دی (مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص۹) گویا امام ابوحنیفہ ؒ کے قول سے تقلیداً کسی چیز کو ماننا حرام ہو گیا۔ لہٰذا مقلدین کا طریقہ حرام ہوا۔ اور اس لحاظ سے وہ سنت نہیں ہو سکتا۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ اماموں کا طریقہ سنت ہے اور مقلدین کا طریقہ بدعت اور خود اماموں کا منع کیا ہوا۔

فقہ حنفی کے گندے مسائل اور امام ابوحنیفہ کی بریت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کا جو نتیجہ آپ نے نکالا ہے کہ "حنفی طریقہ بھی سنت

ہوا یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ موجودہ حنفی مذہب خود امام ابوحنیفہ کے اصول کے خلاف ہے اور اس میں ایسے ایسے مغلظات ہیں کہ اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو ان مسائل بلکہ پورے مذہب سے اپنی بیزاری کا اعلان فرماتے۔ چند مکروہ مسائل ملاحظہ ہوں (آپ نے مدلل جواب کے لئے ارشاد فرمایا ہے اس لئے دل پر جبر کر کے یہ مسائل لکھ رہا ہوں) ولو وطئ میتة او بهیمة اوفی غیر فرج وهو التفخیذ أو قبل أو لمس فان انزل قضی و الا فلا ولو اکل لحما بین أسنانه مثل حمصة قضی فقط وفی اقل منها لا (یعنی اگر مردہ عورت یا جانور سے بدفعلی کرے یا ... کے علاوہ یعنی ران میں کرے یا بوسہ لے یا چھوئے اگر انزال ہو تو روزہ قضا کرے، ورنہ نہیں اور اگر دانتوں کے درمیان لگا ہوا گوشت چنے کے برابر بھی کھالے تو صرف قضا کرے اور اگر چنے سے چھوٹا ہو تو قضا بھی نہیں (شرح وقایہ جلد اول ۳۱۲) وقدر الدرهم من نجس غلیظ کبول ودم وخمر وخرء دجاجة .... وما دون ربع ثوب من خفیف کبول فرس .... عفو ...... یعنی نمازی کے کپڑے میں اگر درہم کے برابر نجاست غلیظہ۔ مثلاً پیشاب، خون، شراب، مرغی کا گو لگ جائے۔ اور نجاست خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب چوتھائی کپڑے تک معاف ہے (شرح وقایہ جلد اول ص۱۳۹) پھر آگے جا کر درہم کا تخمینہ ہتھیلی کی چوڑائی بتاتا ہے۔

(۳) لا وطئ بهیمه بلا انزال۔ جانور سے وطی کرے تو بلا انزال غسل فرض نہیں (شرح وقایہ ص۸۳) وغیرہ وغیرہ کہاں تک لکھوں۔

کیا یہ مسائل سنت ہیں؟ کیا یہ مسائل امام ابوحنیفہ کے ہیں؟ ہرگز نہیں ان جیسے مسائل کو اسلام سمجھنا یا سنت سمجھنا امام صاحب کی اور اسلام کی توہین کرنا ہے شاہ صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اماموں کا طریقہ سنت تھا

نہ یہ کہ مقلدین کا گھڑا ہوا مذہب سنت ہے۔ اب سنئے شاہ صاحب تقلید کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) وخود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید وکارے نمی کشاید یعنی مقلد محض ہونا ہرگز راست نہیں آتا اور نہ اس سے کاربرآری ہوتی ہے (مطرق الحدید صـ۲۴۔ ازالۃ الخفاء صـ۲۵۷)

(۲) اگر نمونہ یہود خواہی بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند وخوگرفتہ تقلید سلف ومعرض از کتاب وسنت ..... تماشا کن کانھم ہم (اگر یہود ... کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طالب ہیں اور جو سلف کی تقلید کے عادی ہوگئے ہیں اور کتاب وسنت سے اعراض کرتے ہیں ... تماشہ کرو گویا یہ وہی ہیں الفوزالکبیر)

(۳) ولم یأت قرن بعد ذلک الا وھو اکثر فتنۃ واوفر تقلیداً (اس کے بعد جو زمانہ آتا گیا فتنہ زیادہ ہوتا گیا اور تقلید میں زیادتی ہوتی گئی (انصاف۔ مطرق الحدید صـ۲)

(۴) و در فروع پیروی علمائے محدثین کہ جامع باشند میاں فقہ وحدیث کردن ودائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والاکالائے بدبریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشف فقہا کہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ نشنیدن وبدیشان التفات نکردن وقربت خدا جستن بدوری ایشاں یعنی فروعی مسائل میں محدثین (جو حدیث وفقہ میں جامع ہیں) کی پیروی کرو اور ہمیشہ فقہی تفریعات کو کتاب وسنت پر پیش کرو۔ جو موافق ہو اسے قبول کرلو ورنہ کھنے والے پر رد کردو۔ امت کو

کبھی بھی اس بات سے استغنا حاصل نہیں کہ وہ مجتہدات کو کتاب و سنت پر پیش کریں اور ان خشک فقہا کی بات کو جنھوں نے ایک عالم کی تقلید کو دستاویز بنا رکھا ہے۔ اور اتباع سنت کو ترک کر رکھا ہے نہ سنو۔ نہ ان کی طرف التفات کرو بلکہ ان کی دوری سے خدا کا قرب تلاش کرو (وصیت نامہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۲-۳)

بزرگوں کی لغزش

یہاں تک میں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ شاہ صاحب کا اماموں کے متعلق کیا خیال ہے اور مقلدین کے متعلق کیا۔ اماموں کو وہ حق پر سمجھتے ہیں لیکن مقلدین کو نہیں۔ اس کے بعد میں ایک اور جواب محولہ بالا عنوان کے تحت بھی دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ دیکھیے حق حق ہے اور جب آپ علے وجہ البصیرت حق کو پہچان لیں حق آپ کو مل جائے اور آپ اس پر جم جائیں تو پھر اس حق کے خلاف کوئی کچھ کہے آپ ہرگز اس طرف دھیان نہ دیں۔ ایسا کونسا بزرگ ہے جس سے غلطی یا لغزش نہیں ہوئی۔ اگر کسی بزرگ کی لغزش سے ہم بھی لغزش میں مبتلا ہو جائیں تو یہ شیطانی وسوسہ ہوگا یہ بھی تقلید ہی ہوگی۔ لہٰذا اگر شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بالفرض محال ایسی بات کہی ہے تو بس آپ کا فرض اتنا ہے کہ آپ یہ کہیں اللہ انھیں معاف فرمائے۔ ہم ان کی یہ بات تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ حق سے ٹکراتی ہے اور ہم حق کو کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتے۔

پھر شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حنفی گھرانے میں پیدا ہوئے آہستہ آہستہ تقلید سے بیزار ہوئے۔ غالباً ابتدائی دور میں تقلید کے خلاف شدت اختیار نہیں کی ہوگی۔ بعد میں جیسا کہ وصیت نامہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے بہت شدت اختیار کر لی۔

سوال ۴۔ مولانا تھانوی کی لکھی ہوئی کتابیں کیا سب کی سب بے کار ہیں کیونکہ وہ تقلید کے حامی تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتابوں کی حیثیت

جواب۔ یوں تو ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی اچھی بات مل ہی جاتی ہے۔ مولانا تھانوی کی کتاب میں کوئی ٹھوس بات مشکل ہی سے ملتی ہے۔ ضعیف اور موضوع حدیثیں بھی نقل کر جاتے ہیں۔ فقہ کے غلط اور حیا سوز مسائل بڑی بے باکی سے نقل کرتے ہیں اور وہ بھی جوان لڑکیوں کے مطالعہ کے لئے حنفی مذہب کی تردید کے لئے ان کی کتابیں مفید ہوں گی۔ اس لئے کہ غلط اور حیا سوز مسائل کو اردو جامہ پہنانے میں ان کا بہت بڑا حصّہ ہے ویسے تو ہدایہ۔ شرح وقایہ۔ درمختار کے ترجمہ ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ ایک عرصے سے نایاب ہیں اور پھر ان کی قیمتیں بھی زائد ہیں۔

سوال ■۔ کیا امام غزالی کی لکھی ہوئی کتب بھی قابل مطالعہ ہیں۔

تصنیفات غزالی

امام غزالی کی تصانیف بہت عمدہ ہیں۔ بڑی دلکش ہیں دل کو مزکی و مصفا کرنے والی ہیں۔ ہاں ان کی بعض کتابوں میں مثلاً احیاء العلوم میں ایک نقص بھی ہے کہ ضعیف بلکہ موضوع حدیثیں بھی نقل کر جاتے ہیں۔ علمائے وقت نے ان کی زندگی ہی میں ان پر بڑی سخت تنقید کی اور ان کو صحیح بخاری پڑھنے کا مشورہ دیا۔ الغرض بعد میں وہ صحیح بخاری کی طرف متوجہ ہوئے حتیٰ کہ انتقال کے وقت صحیح بخاری ان کے سینے پر تھی۔ احیاء العلوم کو اسکی تخریج کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ نقص دور ہو سکتا ہے کیونکہ تخریج میں ہر حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کو اوائل اسلام کی نماز یاد رہی

عبداللہ بن مسعودؓ کی عدم رفع یدین کی حدیث کے متعلق ایک بات یاد آئی۔ وہ یہ کہ ان کی نمازیں منسوخ شدہ یا اوائل اسلام کی بعض باتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ معلوم نہیں انھیں ناسخ کا علم ہوا یا نہیں' اور اگر ہوا تو بڑھاپے

میں اس سے پہلے ہی بعض باتوں کو بھول گئے۔ امام بیہقی لکھتے ہیں
ففی حدیث ابن ادریس دلالۃ علیٰ ان ذلک کان فی صدر الاسلام
کما کان التطبیق فی صدر الاسلام ثم سنت بعدہ السنن وشرعت بعدہ
الشرائع حفظہا من حفظہا واداہا فوجب المصیر الیہا (بیہقی)
ابن ادریس کی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ عدم رفع شروع میں
سنت تھا جس طرح شروع اسلام میں تطبیق تھی پھر سنتیں اور شرائع بعد میں بنتے
چلے گئے۔ پس جس نے ان کو یاد رکھا اس نے درحقیقت نماز کو یاد رکھا اور اس کو
پھیلایا بس اس ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں قد یکون ذلک
الابتداء قبل ان یشرع رفع الیدین فی الرکوع ثم صار التطبیق منسوخا و
صار الامر فی السنۃ الی رفع الیدین عند الرکوع
ورفع الرأس منہما۔ یعنی تطبیق شروع اسلام میں مشروع
تھی اور اس وقت تک رفع یدین مشروع نہیں ہوا تھا۔ پھر تطبیق منسوخ ہوگئی
اور رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کا حکم دیا گیا (معرفت السنن)
سب خورد و کلاں کو سلام کہہ دیجئے گا۔

فقط
مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب

محترم جناب مسعود صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ میرا ارادہ تھا آپ کے دوسرے خط کے وصول ہونے کے بعد پھر آپ کو خط لکھوں لیکن رات ایک ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص مسلک اہل حدیث پسند کرنے لگا تھا وہ مع چند لوگوں کے عشا کی نماز کے بعد میرے پاس مسجد میں آیا۔ اور گفتگو شروع ہوئی۔ اس نے نہایت بداخلاقی سے گفتگو شروع کی جس کا مجھے اب تک رنج ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے حنفی فقہ کا ہر ہر مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ تو اعتراض کر میں تیرے ہر مسئلہ کا جواب قرآن و حدیث سے دوں گا۔ میں نے کہا کہ تو تو مقلد ہے تجھ کو قرآن و حدیث سے کیا واسطہ اور تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ حنفی فقہ کا ہر مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ کیا تو نے تحقیق کیا ہے۔ کیونکہ مقلد کا کام تو اندھے کی طرح اپنے امام کے پیچھے چلنا ہے۔ اگر تو نے تحقیق کر لی ہے کہ سارے مسئلے قرآن و حدیث کے موافق ہیں تو پھر تو محقق ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے چھ سال حدیث پڑھی ہے۔ استادوں سے حدیث سیکھی ہے۔ لیکن پھر بھی اہلحدیث نہیں ہوا۔ اور تو پندرہ دن اُردو ترجمہ پڑھکر اہلحدیث بن گیا۔ اور اب لوگوں کو بہکاتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے اگر تو حق پر ہے تو پھر دیر کس بات کی ہے جھٹ سے کوئی آیت یا حدیث دلیل میں پڑھ دے جس سے حاضرین کو پتہ چل جائے کہ حقیقت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارا مذہب تو پورا دلیل سے بھرا ہوا ہے۔ مگر قرآن و حدیث کو تو کیا سمجھے گا۔ میں تو عربی عبارت پڑھوں گا۔ اور تو اردو داں ہے تو کس طرح یہ بات تیری سمجھ میں آسکتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں انشاء اللہ عربی سمجھ لوں گا لیکن جلدی سے وہ دلیل پڑھ دے

جس میں چاروں اماموں کی تقلید فرض کی گئی ہے یا واجب حق کسی بات سے نہیں ڈرتا اگر تو حق پر ہے تو دلیل دے دے مجھے اِدھر اُدھر لے جانے کی کوشش نہ کر۔ کہنے لگا کہ جاہل میں تو تیری اصلاح کرنے آیا ہوں کہ تجھے راہ راست دکھلاؤں اور میں عالم ہوں۔ تجھ کو میری بات ماننا پڑے گی۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اپنے سے زائد علم والے کی بات مانی جائے اور عالموں سے پوچھنے کے لئے حکم بھی قرآن میں موجود ہے۔ کہنے لگا۔ دیکھ جب حضرت معاذؓ مہم پر جا رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ اے معاذؓ تو وہاں کس طرح عمل کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں قرآن میں حکم دیکھوں گا۔ فرمایا اگر وہاں نہ ملے۔ تو عرض کیا پھر میں آپ کی حدیث دیکھوں گا۔ فرمایا وہاں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا پھر میں صحابہ یا نیک لوگوں سے مشورہ کروں گا فرمایا وہاں بھی نہ ملے تو عرض کیا کہ پھر میں اپنے قیاس سے کام لوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا مرحبا۔ میری امت میں ایسے لوگ موجود ہیں وغیرہ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ مجتہد کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہے جس سے تقلید ثابت ہے۔ میں نے کہا کہ حضرات آپ کو قسم ہے ذرا سچ بتانا کیا اس حدیث میں حضورؐ نے چار اماموں کے نام لئے ہیں کیا اس حدیث میں کسی بھی امام یا فقہ کا نام ہے۔ پھر کس طرح یہ جاہل تقلید کا ثبوت اس حدیثؐ سے دے رہا ہے۔ کہنے لگا کہ تو کیا محدث ہے جو حدیث کا مطلب نکال رہا ہے اور پندرہ دن حدیث پڑھ کر امام اعظم کا برابری کا دعویٰ کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ تو مجھ پر بہتان ہے میں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ میں امام صاحب کی برابری کا دعویٰ کر رہا ہوں۔ میں ان کو اپنا امام سمجھتا ہوں۔ اور باقی تینوں امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمدؒ ان کو بھی امام سمجھتا ہوں اور ان جیسا جو کوئی نیک بندہ ہے۔ متقی پرہیزگار ہے وہ بھی میرے نزدیک نیک ہے۔ ہر نیک آدمی کی عزت کرتا ہوں اور احترام کرتا ہوں لیکن تیری طرح سب نیک آدمیوں کا انکار کر کے ایک کے پیچھے

نہیں پڑھتا ہوں۔ میں امام صاحب کا مقلد ہوں۔ ان کے قول پر عمل کرتا ہوں
انھوں نے فرمایا کہ میرا جو قول قرآن وحدیث کے خلاف ہو اس کو رد کر دینا صحیح حدیث ہی
میرا مذہب ہے۔ بس جو بات صحیح حدیث میں مجھے مل جاتی ہے میں امام صاحب کے قول کو
اس کے مخالف دیکھ کر چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے۔ تجھ کو کس نے
دعوت دی تھی کیا تجھکو میں نے مناظرہ کی دعوت دی تھی۔ پھر تو کیوں یہاں مناظرہ
کی غرض سے آیا۔ اب آگیا ہے تو سن لے جو چیز قرآن وحدیث کے خلاف ہو گی وہ مسئلہ
جو فقہ میں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ وہ ہرگز مجھے منظور نہیں ہے۔ ایسی من گھڑت
باتوں سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگا سارا فقہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے
کوئی مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہمارے فقہ میں نہیں ہے۔ اور فقہ سے انکار کرنا کفر
ہے تو کوئی مسئلہ بتا میں اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دوں گا۔ میں نے کہا کہ ایک دلیل
تو تو اب تک نہیں دے سکا اور دلیل کیا دے گا۔ کہنے لگا کہ حضور نے خود امام اعظم
کی تعریف فرمائی ہے۔ حضور نے پیشگوئی فرمائی کہ امام ابوحنیفہ میری امت کا چراغ
ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو گا۔ میں نے کہا کہ یہ حدیث جو تو بیان کر رہا ہے
اول تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ یہ حدیث بھی ہے۔ یا نہیں اور اس پر علماء کرام نے کیا
لکھا ہے لیکن خیر یہ حدیث جو تو نے بیان کی ہے اس میں یہ کہاں ہے کہ قیامت تک کے لئے
امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض یا واجب ہے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ قرآن وحدیث
کو چھوڑ دو اور صرف فقہ حنفی کی فرماں برداری کرو۔ اے لوگو! ذرا سچ بتانا کیا اس
میں تقلید کا لفظ یا ذکر ہے۔ حضور کا حکم تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت کا اتباع
کرو۔ سنت کیا ہے حضور کا طریقہ ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہؓ تاروں کی
مثال ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میرے صحابہؓ میں سے جس کی اتباع کرو گے نجات پاجاؤ گے
تو کیا امام ابوحنیفہ صحابی تھے جو ان کی تقلید کو فرض اور واجب کہہ رہا ہے کہنے لگا کہ

اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے اب کسی کو اجتہاد کی اجازت نہیں ہے۔ امت کا اجماع ان چاروں مذہبوں پر ہو گیا ہے ان کی تقلید کے سوا چارہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کس نے اجتہاد کا دروازہ بند کیا اور اجماع امت کس کو کہتے ہیں۔ اجماع امت کن لوگوں کا مانا جائیگا۔ کیا مقلدین کا اجماع امت کے لئے حجت ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ چاروں اماموں کی تقلید فرض و واجب ہے تو پھر تو نے تین اماموں کی تقلید کو کیوں چھوڑ دیا ہے ان کو برحق کہتا ہے ان کو صحیح راستہ پر مانتا ہے تو پھر ان کے راستہ پر کیوں نہیں چلتا کیوں ان کے راستے سے کتراتا ہے۔ اگر میں فجر کی نماز شافعی مسلک اور ظہر کی مالکی مسلک اور عصر کی حنفی مسلک کی طرح ادا کروں تو یہ جائز ہے یا ناجائز کہنے لگا بالکل ناجائز ہے تجھ کو تسلیم کرنا ہے لیکن عمل صرف حنفی مسلک پر جائز ہے۔ یہ مسئلہ اصول فی الاعتقاد اور اصول فی العمل سے متعلق ہے تو جاہل کیا سمجھے گا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نماز سے انکار کرتا ہے کہ نماز جائز نہیں ہے یا نماز بے کار ہے تو یہ آدمی غلطی پر ہے اور کافر ہے لیکن دوسرا آدمی نماز سے انکار نہیں کرتا لیکن نماز نہیں پڑھتا یعنی نماز کو تسلیم کرتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو وہ حق پر ہے اور مسلمان ہے۔ اسی طرح شافعی وغیرہ نبوت اور رسالت میں حق پر ہیں لیکن عمل میں مختلف ہیں اور شافعی کی نماز میں ہماری نماز میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ تجھ کو ابھی یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کی نماز کا کیا طریقہ ہے تو پھر تو کس طرح میرے پاس مناظرہ کرنے آگیا۔ دیکھ میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ وہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ کہنے لگا رفع الیدین منسوخ ہو گیا ہے۔ یہ فعل وہ ہے جس کو حضور نے کبھی کیا اور کبھی نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ یہ فعل کس نے منسوخ کیا۔ وہ کون سی روایت اور حدیث ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ منسوخ ہو گیا۔ اور منسوخ شدہ فعل کو شافعیؒ نے کیسے قبول کر لیا۔ اور تیرے نزدیک جب یہ فعل منسوخ ہے تو پھر تو اس کے کرنے والوں کو حق پر کیوں کہتا ہے حلال کہنے والے کو بھی حق پر کہتا ہے اور

اور حرام کہنے والوں کو بھی حق پر کہتا ہے یہ کیا اندھیر ہے کہنے لگا ان کا یہ فعل مکروہ ہے۔ ہم اصول فی العمل سے بحث نہیں کرتے کیوں کہ ہم عمل کو جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ میں نے کہا تو اعمال کو جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ لیکن تقلید کو جس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے جزو ایمان سمجھ کر فرض اور واجب قرار دیتا ہے اور تیرے پاس رفع الیدین منسوخ ہونے کی کیا دلیل ہے۔ ذرا جلدی سے وہ آیت یا حدیث پڑھ دے۔ مگر پہلی ہی دلیل تو ابھی تک نہیں پڑھ سکا تو دوسری دلیل کیا پڑھے گا۔ اگر تیرے سارے بڑے جمع ہو جائیں تو بھی کوئی دلیل نہیں لا سکتے۔ کہنے لگا حدیث میں پچاسوں دلیلیں منسوخ کے بارے میں موجود ہیں لیکن اس وقت مجھے کوئی حدیث یاد نہیں ہے میں نے کہا جب تجھکو خود کوئی چیز یاد نہیں تو دوسروں کی اصلاح کیسے کرے گا۔ کہنے لگا دو دن کی مہلت دے کہ میں ترمذی شریف وغیرہ دیکھ کر تجھ کو حدیث بتلاؤں میں نے کہا دو دن نہیں تجھ کو دو مہینے کی مہلت ہے خوب دل کھول کر تلاش کر لیکن صحیح حدیث جس پر کوئی جرح نہ کی گئی ہو وہ مجھ کو دکھلانا کہے گا تو مادر زاد ننگا ہے تجھ کو حدیث بتا کر کیا فائدہ۔ تیری سمجھ میں کیسے آئے گا۔ اس کے بعد وہ مجھے گالیاں دینے لگا۔ میں نے کہا کہ خیر تو جتنی چاہے بد اخلاقی کر لیکن میں ہرگز تیری طرح بد اخلاق نہیں ہوں گا کہنے لگا تو شافعی شافعی کرتا ہے تجھ کو معلوم ہے وہ کون تھے وہ ہمارے امام اعظم کے شاگرد امام محمد کے شاگرد تھے میں نے کہا اس کے باوجود انھوں نے فقہ حنفی قبول نہیں کی۔ بلکہ اپنی علیحدہ فقہ اور علیحدہ مذہب بنا لیا۔ تو ان باتوں کو چھوڑ اور سیدھی طرح سے دلیل دکھلا دے اگر حق تیرے پاس ہے تو انشاء اللہ میں قبول کر لوں گا۔ نہیں تو تو تسلیم کر لے۔ کہنے لگا کہ تیرا کیا بھروسہ کل تک ہم تجھ کو موحد سمجھ رہے تھے اپنی جماعت کا آدمی سمجھ رہے تھے لیکن تو غیر مقلد نکلا۔ کل تو منکر حدیث بن جاتے تو کیا بھروسہ۔ ہمارے باپ دادا اس فقہ پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اس فقہ سے انکار کرنا کفر ہے۔ اس پر اس میرے ساتھی

سے کہا کہ باپ دادا تو کفر بھی کرتے ہیں تو کفر پر کیسے ضد کی جائیگی۔ میں نے کہا کہ تو غیر مقلد کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ کہنے لگا مسلمان سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا صحابہ کرامؓ وغیرہ اماموں سے قبل کے اصحاب تقلید کرتے تھے کہنے لگا وہ تو صحابہ تھے ان کی اتباع کا ہم کو حکم دیا گیا ہے وہ تقلید سے بری ہیں کیوں کہ وہ صحابہؓ تھے۔ میں نے کہا کہ پھر جب صحابہؓ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے تو تو اس کی نافرمانی کر کے کیوں ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ کی تقلید کریں۔ کیا امام ابوحنیفہ صحابی تھے کہنے لگا وہ عربی داں تھے۔ اہل زبان تھے۔ قرآن وحدیث کو وہی سمجھ سکتے تھے کیونکہ یہ کتاب الحکمۃ ہے۔ اس میں زیر زبر وغیرہ کا فرق ہے۔ اس لئے ہم پر ان کی تقلید فرض ہے۔ میں نے کہا کہ کیا امت محمدی میں سوائے ابوحنیفہؒ کے اور کسی نے قرآن نہیں سمجھا۔ تو کس دلیل کی بناء پر کہتا ہے کہ وہ اہل زبان تھے۔ تجھ کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ وہ کہاں کے رہنے والے تھے اور اہل زبان کس کو کہتے ہیں۔ تو جا کر پہلے اپنے فقہ کو ایک طرف رکھدے پھر دین اسلام کا از سر نو مطالعہ کر۔ قرآن وحدیث کا علم سیکھ کر میرے پاس آنا کہنے لگا کہ تیرے سارے اہلحدیث عالموں کو میرے پاس لے آ۔ میں ان سب جاہلوں کو کافی ہوں۔ میں فقہ کے ہر ہر مسئلے اور ہر ایک قول کے لئے قرآن کی آیت اور حدیث پڑھوں گا۔ میں نے کہا کہ تو مجھے اب تک ایک دلیل نہ دے سکا تو اب تک یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ چار امام برحق ہیں تو پھر ایک کے گلے کا ہار ہو جانا کس کے حکم سے کس دلیل کی بناء پر فرض اور واجب ہوا۔ تو بھلا تو میرے علماء کرام سے کیا بحث کر سکتا ہے کہنے لگا کہ بس اس کی دلیل ہے کہ جس طرح چار کتابیں برحق ہیں لیکن عمل صرف قرآن پر ہے اسی طرح چار امام برحق ہیں لیکن عمل صرف ابوحنیفہ پر ہے۔ اس کے ہمراہیوں نے اس دلیل پر واہ واہ کیا۔ میں نے کہا کہ قرآن آنے کے بعد پہلی کتابیں یعنی ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰؑ بھی میرے زمانے کو پاتے تو میری اتباع کئے بغیر ان کو چارہ

نہ تھا لیکن وہ شریعتیں حکم خدا سے منسوخ ہوتی ہیں اور قرآن اور شریعت محمدی اللہ کے حکم سے شروع ہوتی ہے۔ اب تو یہ بتلا کہ ۳ امام کی تقلید کس کے حکم سے منسوخ ہوئی اور ابو حنیفہؒ کی تقلید کس کے حکم سے شروع ہوئی۔ اور کہا یہ چاروں اماموں کی تقلید کے لئے کوئی وحی آئی تھی۔ اگر آئی تھی تو کون سے خدا نے کس نبی پر نازل فرمائی اور کون وحی لے کر آیا اور تو کہتا ہے کہ چار برحق ہیں عمل ایک پر ہے اور مثال کتابوں کی دیتا ہے۔ قرآن کتاب مقدس پہلی کتابوں کے بعد نازل ہوئی۔ اگر خواہ مخواہ اماموں کو بھی اسی طرح فرض کر لیا جائے تو امام احمدؒ آخری امام ہیں تو اب امام احمدؒ کی تقلید ہونی چاہئے نہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی۔ کہنے لگا کہ کون کہتا ہے کہ پہلے کی شریعتیں ختم ہو گئی ہیں۔ وہ ختم نہیں ہوئی ہیں بلکہ وہ سب قرآن میں آ گئی ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر امام احمدؒ کی فقہ میں سب کی فقہ آ جانی چاہئے۔ پھر وہ بگڑ گیا اور گالیاں دینے لگا۔ پھر ایک دوسرے آدمی سے مخاطب ہوا کہنے لگا کہ اندھے کے آگے کتاب پیش کرنا فضول ہے۔ پھر ایک مثال تھانوی کی بیان کردہ سنانے لگا کہ ایک دفعہ چند اندھے ہاتھی دیکھنے گئے کسی نے دم پر ہاتھ پھیرا سمجھا یہی ہاتھی ہے کسی نے کان پر ہاتھ پھیرا سمجھا کہ یہی ہاتھی ہے کسی نے سونڈ پر ہاتھ پھیرا سمجھا یہی ہاتھی ہے چونکہ اندھے تھے اس لئے دیکھ نہیں سکے۔ اگر آنکھیں ہوتیں تو معلوم ہو جاتا کہ سب کے جوڑ کو ہاتھی کہتے ہیں اور سب اعضاء کے ملانے سے ہاتھی بنتا ہے۔ میں نے کہا کہ بس تو اپنے اس قول پر قائم رہ۔ چاروں اماموں کی تابعداری کر تو پورا اسلام حاصل ہوگا۔ مگر تو تو اندھا ہے آنکھیں ہوتیں تو دیکھ سکتا پھر کہنے لگا کہ میں عالم ہوں تجھ کو چاہئے کہ مجھ سے پوچھ کر اپنا دین درست کرلے۔ میں نے کہا کہ تو تو عجیب بے وقوف ہے میری کسی بات کا جواب تو دیتا نہیں اور اپنے کو عالم کہہ رہا ہے۔ غرض اسی بحث میں رات کے تقریباً ۲ بج گئے۔ مسجد میں ایک شور و ہنگامہ مچا دیا پھر میں گھر آ گیا اور وہ بھی

رات ہی کو اپنے گاؤں واپس چلا گیا۔ مجھے رات بھر نیند نہیں آئی میں نے سوچا کہ میرا وہ نیا ساتھی شاید اب نہیں آئے گا۔ مگر خدا کی شان اللہ جل شانہ نے اس کا ایمان اور مضبوط فرمایا اور وہ دوسرے دن آیا اور کہنے لگا کہ رات کی بحث سے مجھے بفضلہ تعالے یہ یقین ہو گیا کہ اُن کے پاس سوائے بکواس کے کچھ نہیں ہے۔ یہ سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالے کا شکر و احسان ہے یہ سب کچھ اس کا ہی فضل و کرم ہے۔ آج ایک تیسرا آدمی بھی خدا کے فضل و کرم سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ اللہ تعالے سب مومنین کو صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے آمین۔
یہاں کے لوگوں کی زبان سندھی ہے اور مسلک اہلحدیث کی اور رد تقلید کی سب کتابیں غالباً اُردو میں ہیں۔ سندھی زبان میں کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سندھی زبان میں ایسی کتابیں ہیں؟ اور سندھ میں بھی اہلحدیث ہیں یا نہیں۔ اگر معلوم ہو تو براہ کرم لکھیئے اب آخر میں دو باتوں کا جواب چاہتا ہوں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم (نماز کے بیان میں) لکھا ہے کہ نماز کے چاروں طریقہ سنت ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ حنفیوں کی نماز مطابقِ سنت ہے۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ایک کے پاس قوی دلیل ہے۔
(۲) انھوں نے جلد دوم میں تقلید کے بیان میں یہ لکھا ہے کہ ان چاروں اماموں کی تقلید اور ان مذاہب پر اجماع امت ہو چکا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس بات پر اجماع امت ہو چکا ہے وہ بات ہم کو ضرور ماننی ہے کیونکہ اجماع امت جس بات پر ہو جائے اس کو ماننے پر حدیث میں تاکید ہے۔ براہ کرم ان سوالات کے جوابات ضرور دیں کہ میرے دل سے یہ کھٹکا بھی دور ہو جائے۔

نوٹ (۱) میں خط لکھکر مکمل کر چکا تھا اور اب سپرد ڈاک کرنے ہی والا تھا کہ آپ کا کرم نامہ ملا پڑھکر بہت مسرت ہوئی میرے دو سوالوں میں سے ایک کا جواب (طریقہ سنت کے متعلق) مل گیا اور ماشاء اللہ تسلی و اطمینان ہو گیا۔ اب اجماع امت والے سوال کا بھی جواب دیجئے تاکہ اطمینان حاصل ہو۔

نوٹ (۲) مشکوٰۃ میں باب الطہارۃ میں حدیثیں ہیں کہ چمڑے کی دباغت کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے پھر کتے کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی چاہئے۔ اس پر بھی روشنی ڈالیے۔

رات میں نے ایک کتاب پڑھی جس کا نام "خطبات التوحید" ہے۔ حضرت مولانا حمید اللہ میرٹھیؒ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے آخر میں دین و دنیا کی نصیحتوں کے بارے میں خطبۂ ثانی میں صفحہ ۱۳۱/۱۳۲ پر مولانا نے لکھا ہے کہ حنفی مالکی شافعی اہل حدیث وغیرہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اس کی دلیل میں انھوں نے ایک حدیث بھی نقل کی ہے اور حوالہ صحیح بخاری مطبوعہ نظامی صفحہ ۹ کا دیا ہے۔ اور ابو داؤد صفحہ ۱۶۲ جلد اوّل کا بھی حوالہ دیا ہے جن کی رو سے ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھنا جائز بتلایا ہے

براہ کرم اس پر بھی روشنی ڈالئے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ باقی خیریت۔ پرسانِ حال کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

خادم

نواب محی الدین۔

۲۴ر اپریل ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

چک لالہ ۵ رمئی ۱۹۶۲ء

بخدمت جناب نواب صاحب - السلام علیکم۔

آپ کا خط ملا - پڑھکر بہت خوشی ہوئی۔ مناظرہ کی روئداد معلوم ہوئی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو کامیاب کیا اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائی۔ آمین۔

(۱) "ابو حنیفہ میری امت کا چراغ ہے" یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ موضوع ہے۔ اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا یہ ہے۔ "میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام محمد بن ادریس ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ ضرر رساں ہوگا" (تذکرۃ الموضوعات ابن طاہر حنفی مفتی اور موضوعات کبیر ملا علی قاری) محمد بن ادریس امام شافعی کا نام ہے۔

(۲) "میرے صحابہ تاروں کے مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے" یہ حدیث بھی موضوع ہے (فتح الباری وغیرہ)

(۳) سندھ میں بہت کافی اہلحدیث ہیں۔ میں نے شاہ بدیع الدین صاحب پیر آزاد جھنڈہ (سندھ) کو خط لکھا ہے۔ ان سے دریافت کیا ہے کہ سندھی زبان میں تبلیغی رسائل ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کہاں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ شاہ صاحب بہت بڑے عالم ہیں اور محقق بھی ہیں ان کا کتب خانہ بہت عظیم الشان ہے۔

(۴) قرآن مجید کی متعدد آیات میں مباحثہ کے وقت انداز گفتگو کی تعلیم دی گئی ہے ان آیات مبارکات کی روشنی میں عرض ہے کہ آپ مخالف کی تلخ کلامی کا جواب تلخ کلامی سے نہ دیجئے گا۔ بلکہ خوش اخلاقی سے ہی جواب دیجئے گا۔

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔

کیا شاہ ولی اللہ صاحب تقلید کے حامی تھے

سوال ۱۲: شاہ صاحب نے جلد دوم میں تقلید کے بیان میں یہ لکھا ہے کہ ان چاروں اماموں کی تقلید اور ان مذاہب پر اجماع ہو چکا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس بات پر اجماع امت ہو چکا ہے وہ بات ہم کو ضرور ماننی چاہیئے۔

جواب:- میرے پاس حجۃ اللہ البالغہ نہیں ہے۔ میں نے ایک صاحب سے لے کر جلد دوم کا مطالعہ کیا۔ مجھے یہ عبارت اس میں نہیں ملی۔ براہ کرم ان کی اصل عبارت مع سیاق وسباق نقل فرما دیجئے تاکہ میں سمجھ سکوں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔

(۱) اس کا ایک جواب تو میں "بزرگوں کی لغزش" کے عنوان سے دے چکا ہوں اگر انہوں نے یہی لکھا ہے تو پھر یہ جواب کافی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ایسا وہ کیسے لکھ سکتے ہیں جبکہ

الف:- وہ خود لکھتے ہیں کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ تقلید پر مجتمع نہیں ہوئے تھے (غالباً پہلی جلد میں ہوگا) لہٰذا تین سو سال تک تو لوگ تقلید کرتے ہی نہ تھے۔ پھر اجماع کیسے ہوا۔

ب:- ان کی پوری کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" مجتہدانہ شاہکار ہے کہیں بھی وہ مقلدانہ طور پر کوئی بات نہیں لکھتے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ تقریباً پوری کتاب میں حنفی مسائل کے خلاف لکھتے چلے جاتے ہیں اگر اجماع انہیں تسلیم ہے تو خود اجماع کے خلاف کیوں چلتے ہیں۔؟ تقلید کیوں نہیں کرتے۔

د:- ان کی اکثر عبارتیں جو مختلف کتابوں میں پائی جاتی ہیں تقلید کی مذمت سے لبریز ہیں۔

۱۔ وصیت نامہ میں تقلید کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں بلکہ مقلدین علماء سے دور رہنے کو خدا کا قرب بتایا ہے۔

۲۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اجماعِ امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے قیامت تک کے سب مسلمان اس پر اتفاق کرلیں تو یہ واقع نہیں ہوا ان کا یہ لکھنا کہ اس پر اجماع ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

۳۔ اگر چوتھی صدی سے اس پر اجماع ہوا تو یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ غیر مقلدین ہمیشہ ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں ہر دور کے متعدد علماء کے نام بتلائے ہیں جو تقلید نہیں کرتے تھے۔ ان کا مختصر حال آپ کو الارشاد الی سبیل الرشاد میں بھی مل جائے گا۔

کیا مقلد کی اقتداء میں نماز ہوسکتی ہے؟

سوال ۲: مولانا حمید اللہ صاحب نے خطبات التوحید میں لکھا ہے کہ حنفی شافعی مالکی اہلحدیث وغیرہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

جواب :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلوٰۃ ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جہاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین یعنی اللہ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آٹے میں سے بال (ابن ماجہ) دوسری حدیث میں ہے۔ فمن احدث فیہا حدثاً او اٰوی محدثاً فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیٰمۃ صرفاً ولا عدلاً یعنی جو شخص مدینہ میں بدعت نکالے یا بدعتی کو جگہ دے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ قیامت کے دن اس کے فرض قبول کریگا

نہ نقل (بخاری ومسلم) تقلید یقیناً بدعت ہے کیونکہ خیر القرون میں اس کا وجود نہیں تھا۔ لہٰذا ان احادیث کی رو سے مقلد کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری کے حوالے سے مولانا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت عثمانؓ کا قول ہے حدیث نہیں ہے حضرت عثمانؓ نے امام فتنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ یہاں ایک بات یہ دیکھنی ہے کہ امام فتنہ کا اختلاف کیا تھا۔ کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔ اس کو حضرت عثمانؓ کے سیاسی احکام میں اختلاف تھا۔ ایک شخص نے ظہر کی نماز کی اذان میں تثویب کہی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ بدعت ہے اور مع اپنے ساتھی کے چلے گئے وہاں نماز نہیں پڑھی۔ (ابوداؤد) ابوداؤد کے حوالے سے جو حدیث مولانا نے نقل کی ہے وہ ضعیف ہے۔ امام احمدؒ نے اس کا انکار کیا۔ امام عقیلیؒ امام دارقطنیؒ امام بیہقیؒ حافظ ابن حجرؒ سب نے اس کو ضعیف کہا ہے وہ کہتے ہیں یہ متن ثابت نہیں۔ امام ابواحمد الحاکم نے اس کو منکر کہا ہے۔ (نیل الاوطار جز ۱ صفحہ ۱۳۸) حضرت عثمانؓ کے قول کی بناء پر بعض علماء اہلحدیث نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے لیکن بعض نے اس کا انکار بھی کیا ہے۔ سب کو سلام کہہ دیجیےگا۔

فقط۔

مسعود

محترم جناب ماسٹر محمد نواب صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج شریف ۔ میری طبیعت عرصہ سے ناساز ہے ۔ علاج کا سلسلہ جاری ہے اور قدرے افاقہ ہے دعا فرمائیں ۔ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے تقلید امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کی چھوڑ کر عدم تقلید کی راہ اختیار کی ہے اور اس کے سرگرم مبلغ ہیں ۔ اگر یہ واقعی حقیقت ہے تو مجھے نہایت افسوس کے ساتھ سخت حیرت بھی ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف سے ایک ناآشنا آدمی کس طرح اس پرخار وادی میں قدم رکھنے کا جرأت کرتا ہے ۔ اللہ تعالے صحیح سمجھ عطا فرمائے ۔ کیا آپ کے پیر مرشد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد تھے ۔ خدارا کچھ سوچئے ۔ والسلام

نور محمد غفرلہ ولوالدیہ

نوٹ :۔ یہ خط مولوی نور محمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہاشمیہ سجاول کا نواب محی الدین کے نام ہے ۔ اس کا ذکر نواب صاحب کے اگلے خط میں ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب اہلحدیث

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا روانہ کردہ خط موصول ہوا۔ شکریہ۔ میں دو تین روز کے لئے کراچی گیا تھا میرے ساتھ طیب صاحب بھی تھے۔ جو خداوند تعالٰی کے فضل و کرم سے اہلحدیث ہوتے ہیں جن کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا۔ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ایک اور صاحب بھی اہلحدیث ہو گئے۔ اس طرح یہاں ہماری تین آدمیوں کی جماعت ہو گئی ہے۔ اور طیب صاحب کا لڑکا بھی جو حنفی فقہ کا طالب علم ہے جو مناظرہ کے لئے اپنے اُستاد کو میرے پاس لایا تھا۔ اب مسلک اہلحدیث کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ وہ مولوی جو مجھ سے مناظرہ (مجادلہ) کر کے دو دن کی مہلت لے کر گیا تھا کہ رفع الیدین کے منسوخ ہونے کی حدیث لا کر دکھاؤں گا۔ آج تک نہیں آیا۔ اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ حدیثیں تو بہت ہیں لیکن نواب نہیں مانے گا۔ اس نے ایک خط سجاول کے مولوی نور محمد کو لکھا تھا اور فریاد کی تھی کہ نواب غلام اللہ میں فتنے پھیلا رہا ہے، غیر مقلد ہو گیا ہے، بڑا سرگرم مبلغ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولوی نور محمد نے مجھے خط لکھا جو میں اس خط کے ساتھ منسلک کر کے آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ مولوی اشرف صاحب نے آپ کو خط لکھا کہ میں یہاں فتنے پھیلا رہا ہوں۔ آپ میرے اُستاد بھی ہیں اور عالم بھی۔ آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ کیا قرآن و حدیث کی تبلیغ فتنہ ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ قرآن و حدیث کی تبلیغ حق ہے اور اس سے فتنے دور ہو جاتے ہیں اور حق ظاہر ہو جاتا ہے اور لوگوں کو اپنا بھولا ہوا دین اصلی جو حضورؐ نے سکھایا تھا اور جس پر صحابہ کرامؓ کا تابعین کا بلکہ تبع تابعین کا عمل تھا۔ یاد آجاتا ہے۔ پھر میں نے اشرف کے مناظرہ کا حال لکھا اور

مولوی نور صاحب کے سوالات کے جواب دیئے۔ میں نے لکھا کہ آپ قرآن و حدیث کو کانٹوں سے بھری وادی فرما رہے ہیں۔ یہ کیا غضب ہے۔ اللہ تعالےٰ خود اپنے کلام پاک کی نسبت فرماتا ہے کہ بہت آسان اور گمراہوں کو راہ دکھلانے والا اور جاہلوں کو عالم بنانے والا ہے۔ اور رسول معصوم نے فرمایا کہ میں نہایت آسان ترین شریعت لے کر آیا ہوں۔ لیکن آپ ہیں کہ خدا اور رسول کے کلام پاک کو پُر خار وادی فرما رہے ہیں۔ خدا کے لئے یہ الفاظ واپس لیجئے۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو جائے جو لوگوں کو قرآن و حدیث کے پڑھنے سے روکتے اور منع کرتے تھے۔ اگر میں غلط راستے پر ہوں اور راہ سے بھٹک گیا ہوں تو آپ میرے اُستاد ہیں آپ مجھے راہ حق دکھلائیے۔ آپ کو اس کار خیر کے لئے اجر عظیم ملے گا۔ جب حنفیت حق پر ہے تو پھر دلائل کیوں روپوش ہو گئے ہیں۔ لوگ حنفیت سے نکل رہے ہیں ایسے نازک وقت میں ان دلائل کو میدان میں آنا چاہیئے۔ میں قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہوں اور وہی میرا ایمان ہے۔ اور ہر وقت میں اللہ تعالےٰ جل شانہٗ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا خاتمہ قرآن و حدیث پر ہو۔ اگر آپ اس بات کو فضول سمجھتے ہیں تو پھر اس کو فضول ثابت کیجئے۔ کیا آپ کو میرے اسلام قبول کر لینے سے رنج ہوا ہے۔ استاد محترم آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے عید منانی چاہیئے کہ ایک شخص (نواب) دین اسلام میں داخل ہو گیا ہے اور حق کو قبول کر لیا ہے۔ آپ تو بجائے خوشی کے افسوس کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو یہ افسوس ہے کہ نواب آپ کی جماعت سے نکل کر صراط مستقیم کی طرف چلا گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ کیا تمہارے پیرو مرشد غیر مقلد تھے تو یہ آپ نے ایک عجیب بات لکھی کیونکہ مرشد صاحب کا غیر مقلد نہ ہونا میرے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ اور بیعت ایام جاہلیت کی بیعت تھی جو حق ظاہر ہوتے ہی ختم ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مرشد صاحب وفات سے قبل اپنے رسالہ

خدام الدین میں اس امر کا اعلان فرما چکے ہیں کہ تقلید نہ جزو ایمان ہے نہ فرض نہ واجب اور تشدد کرنے والے عالموں کو خوب ڈانٹا بھی ہے۔ اس کے کچھ دن کے بعد میرا داماد خود میرے پاس ملنے آیا۔ اس نے کہا کہ مولوی نور محمد صاحب نے خط کو پڑھا اور پڑھنے کے بعد فرمایا کہ نواب ہماری جماعت سے نکل گیا۔ افسوس۔ خط کا کوئی جواب نہیں دیا فرمایا کہ اب جواب دینا فضول ہے۔ اس خط کو مدرسہ کے سب شاگردوں نے پڑھا۔ پھر میرا داماد جب جانے لگا تو میں نے ایک اور خط مولوی نور محمد صاحب کو لکھا کہ آپ میرے استاد ہیں۔ خدا کے لئے مجھے بتلایئے کہ حق کدھر ہے۔ قسم کھاتا ہوں کہ اگر حق آپ کے پاس ہوگا تو میں فوراً قبول کر لوں گا۔ میں نے اپنے داماد سے کہا کہ میں تیرے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ اگر مولوی نور محمد صاحب کے پاس حق ہے تو میں فوراً قبول کر لوں گا۔ . . . .

. . . . . . اور بجائے حق کے اگر ان کے پاس بدعت ہو تو میں کبھی قبول نہیں کروں گا۔ تم استاد سے کہو کہ مجھے حق بات سمجھائیں اور دلائل لکھ کر بھیجیں کیونکہ بغیر دلائل کے تو نبیوں کو پیغمبروں کو بھی توموں نے نہیں مانا۔ یعنی ان سے بھی دلائل طلب کئے۔ اور دلائل مل جانے کے بعد جنھوں نے انکار کیا وہ کافر ہو گئے اور برباد ہو گئے۔ میرے داماد نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ میرا خط لے کر گیا اور مولوی نور محمد صاحب کو دیا اور جواب لکھنے کو کہا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب جواب لکھنا فضول ہے۔ اس سے خط و کتابت کا سلسلہ بڑھ جائے گا۔ اور میں اپنی تقلید پر بے حد مطمئن ہوں وغیرہ۔ میں نے اپنے داماد سے پوچھا کہ اب بتاؤ حق کدھر ہے اور یہ تقلید شخصی بدعت ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ بے شک تقلید شخصی بدعت ہے۔ اور مسلک اہلحدیث صحیح اور حق ہے۔

طیب صاحب اور دوسرے ساتھی غلام حسین صاحب آپ کو سلام عرض

کرتے ہیں اور آپ سے ملاقات کے متمنی ہیں۔ خداوند تعالیٰ آپ کا تبادلہ کراچی فرما دے۔ آمین۔ اب میں چند سوالات لکھتا ہوں۔ ان کے جوابات دلائل کی روشنی میں دیجئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب چہارم صفحہ ۲۶۰ پر لکھتے ہیں کہ "اس مقام کے مناسب یہ ہے کہ ان مسائل پر لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ جن کے صحراؤں میں افہام بہک گئے۔ قدم لغزش کھا گئے اور قلموں نے کج روی کی ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ یہ مذاہب اربعہ جو مدون ہو چکے ہیں اور تحریر میں آچکے ہیں تمام امت یا وہ لوگ جو اس امت میں قابل اعتبار ہیں سب زمانہ میں ان کی تقلید کے جائز اور درست ہونے پر متفق ہیں اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو مخفی نہیں ہیں خاص کر اس زمانہ میں جس میں لوگ نہایت ہی پست ہمت ہو گئے ہیں اور ان کے قلوب خواہش نفسانی سے پُر ہو گئے اور ہر شخص اپنی ہی رائے پر ناز کرنے لگا۔"

شاہ ولی اللہؒ کے وصیت نامہ کا آپ نے پچھلے خط میں ذکر کیا تھا۔ وہ وصیت نامہ کس کتاب میں ملے گا۔ اس کتاب کا نام اور پتہ ضرور لکھئے۔ بچے سب قدم بوسی عرض کرتے ہیں۔

خادم

نواب

۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود ۳۱ر مئی ۱۹۶۲ء

بخدمت نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ آپ کا خط مورخہ ۲۴ر مئی وصول ہوا۔ آپکی تبلیغی جد وجہد اور کامیابی سے بہت خوشی ہوئی۔ الھم زدہ فزدہ۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۳۶ کی جو عبارت آپ نے نقل فرمائی ہے اس کا مفہوم جو میں سمجھا ہوں اس کا ضد ہے جو آپ سمجھے ہیں اس سے تو تقلید کی برائی ثابت ہو رہی ہے۔ براہ کرم اس کے آگے کی عبارت اور نقل کر کے بھیجیں تاکہ میں اپنے مفہوم پر مطمئن ہو کر وضاحت سے آپ کو تحریر کر سکوں اور اسی لئے اس وقت یہ مختصر خط تحریر کر رہا ہوں۔ آپ خود بھی اس کے مفہوم پر غور کیجئے شاہ بدیع الدین صاحب پیر جھنڈہ کا جواب آگیا ہے۔ انھوں نے چند کتابوں کا نام لکھا ہے جو اس سلسلہ میں سندھی زبان میں موجود ہیں۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کو لکھئے کہ وہ مجھ سے خط وکتابت کریں اور مجھ سے مل لیں تو زیادہ بہتر ہے لہٰذا اب آپ ان سے براہ راست خط وکتابت کریں اور مل سکیں تو مل بھی لیجئے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا وصیت نامہ علیحدہ چھپا ہوا میرے پاس ہے اور غالباً یہ کسی بڑی کتاب کا جزء نہیں ہے مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے لیکن کتے کی نہیں۔ اس لئے کہ کتا درندہ ہے اور درندہ کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت ہے اس کو بچھانا منع ہے (ترمذی) درندہ کی کھال پر بیٹھنا منع ہے (ابو داؤد) پہننا منع ہے۔ (ابو داؤد) اس قافلے کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے جس قافلے میں درندہ کی کھال ہو (ابو داؤد) ان احادیث کی روشنی میں درندوں کی جلد کو مستثنیٰ کرنا لازمی ہے۔ بچوں کی طرف سے لفظ "قدم بوسی" نہ لکھا کیجئے۔ بلکہ اسلامی طریقہ پر سلام لکھ دیا کیجئے۔ غالباً آپ اس سے اتفاق کریں گے مولوی نور محمد صاحب کو جو جواب آپ نے لکھا ہے بہت خوب ہے۔ بے حد پسند آیا اللہ تعالےٰ آپ کے علم وفہم میں زیادہ ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت جناب محترم مسعود صاحب

السلام علیکم۔ شدید انتظار کے بعد کل آپ کا کارڈ مورخہ ۳۱ مئی ۶۲ء وصول
ہوا۔ حجۃ اللہ البالغۃ جلد اول کی جو عبارت میں نے نقل کی تھی اسکے بعد کی تحریر میں تو بیشک
تقلید کی برائی کا پہلو نکلتا ہے۔ مگر میں صرف اس حصہ تحریر کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ
جسمیں یہ لکھا ہے کہ یہ مذاہب اربعہ جو مدون ہو چکے ہیں یا تحریر میں آچکے ہیں تمام امت
یا وہ لوگ جو اس امت میں قابل اعتبار ہیں۔ سب اس زمانہ میں ان کی تقلید کے جائز
اور درست ہونے پر متفق ہیں اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو مخفی نہیں ہیں
تو یہ جو لکھا ہے کہ تمام امت نے اتفاق کر لیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے۔ کیا یہ اجماع
امت نہیں ہوا۔ بس اس کے متعلق میں جاننا چاہتا ہوں۔ اسی پر روشنی ڈالئے کہ یہ
اجماع امت ہے یا نہیں۔ کیوں کہ شاہ صاحب کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ امت
نے تقلید جائز ہونے پر اتفاق کر لیا ہے تو پھر یہ اجماع امت ہو گیا یا نہیں۔ شاید میں
نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ میری امت کا گمراہی پر اجماع نہیں ہوگا۔ شاید ترمذی کی
حدیث ہے۔ ایک مولوی نے مجھے ایک حدیث دکھلائی جو مشکوٰۃ میں موجود ہے۔
ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ "جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ پس جو شخص جماعت سے
الگ ہوا اس کو تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔" اس نے کہا کہ آپ جماعت کثیر چھوڑ کر الگ
ہو گئے۔ اس وقت جماعت کثیر تقلید کرنے والوں کی ہی جماعت ہے اگر آپ اس کو
جماعت کثیر نہیں مانتے تو پھر بتلایئے کہ وہ کونسی جماعت ہے جس کے بارے میں یہ
حدیث ہے۔ حدیث سب مسلمانوں کے لئے ہے یا نہیں۔ جو لوگ قیامت تک پیدا ہونگے
وہ بھی ان حدیثوں پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتے تو پھر یہ حدیث بیکار ہے اور

اگر کر سکتے ہیں تو پھر ہماری جماعت ہی جماعت کثیر ہے۔ میں نے دیکھا کہ مشکوٰۃ شریف
جلد اوّل میں یہ حدیث موجود ہے میں نے اس مولوی سے کہا کہ یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے
ابن ماجہ میں اصل حدیث دیکھنی چاہیئے کہ آیا محدثین نے اس پر جرح تو نہیں کی ہے۔
اور اس کا راوی کون ہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اس نے کہا
کہ ٹھیک ہے۔ آپ ابن ماجہ میں حدیث دیکھ کر اپنا اطمینان کر کے جماعت میں لوٹ
آئیے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ یہ کہیں کہ اس حدیث کے مخاطب صحابہ کرامؓ تھے تو اب تو
صحابہ کرامؓ نہیں ہیں اور مسلمانوں کو حکم ہوا ہے کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ تو اب ہماری
جماعت ہی جماعت کثیر ہے خوب غور کر لیجئے گا۔ مسعود صاحب اس حدیث کے بارے
میں ضرور لکھئے۔ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ مجھے
آپ کے جواب کا شدید انتظار رہے گا۔ اس مولوی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے
ہوئے کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔
حج کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ یہی عین ایمان ہے۔ ایمان کے بارے
میں جو حدیثیں آئی ہیں ان کو غور پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ یہی ایمان ہے۔ فرائض اور سنت
وغیرہ میں ہم سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ فجر کی دو سنت دو فرض ہم بھی پڑھتے ہیں
اور آپ بھی۔ ظہر، عصر کے چار فرض آپ بھی پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ مغرب کے
تین فرض آپ بھی پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ اور عشاء کے چار فرض آپ بھی پڑھتے
ہیں اور ہم بھی۔ توحید میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا پھر بھی آپ ہم کو اسلام سے خارج
سمجھتے ہیں۔ حضور کی نبوت اور رسالت پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ پھر کس جرم میں
آپ ہم کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تقلید کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں
کے قائل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں۔ اور ہم تقلید اس لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت
رہے۔ کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ جس طرح آپ کو جماعت سے

توڑ لیا گیا۔ کل کو شیعہ حضرات کی دلیلیں سن کر آپ شیعہ ہو جائیں گے۔ پرسوں قادیانیوں کی دلیلیں دیکھکر آپ قادیانی ہو جائیں گے۔ ایسی حالت کے متعلق حضور نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ قیامت سے پہلے قیامت کے قریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی رات کو مسلمان ہو گا پھر صبح کو کافر ہو جائیگا۔ اور صبح کو مسلمان ہو گا تو شام کو کافر۔ تمہارا وہ نام نہاد فرقہ جو اہل حدیث کہلاتا ہے تصوف کے خلاف ہے حالانکہ تصوف نام ہے تزکیۂ نفس کا۔ اور تزکیہ نفس وہی کر سکتا ہے جو پابند شریعت ہو۔ اور پابند شریعت بڑے بڑے بزرگ گزر چکے ہیں اور موجود ہیں اور ہوں گے۔ دیکھئے احمد علی صاحب لاہوری مرحوم۔ مدنی صاحب مرحوم۔ بادشاہ پیرؒ۔ حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ۔ وغیرہ۔ اور یہ سب لوگ مقلد تھے۔ جن کی کرامتوں سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چاند سے زیادہ روشن کرامتیں سرزد ہوئی ہیں اور ہونگی۔ لیکن آپ آج سب کو جھٹلا کر جنت کے ٹھیکے دار بن گئے ہیں۔ نہ بزرگوں اولیاء اللہ کا لحاظ نہ خیال۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کو تکلیف دے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔ کرامتوں کو جھٹلا کر سب کو اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ پھر مزید کہنے لگا کہ جناب یہ قرب قیامت ہے۔ آخری دور ہے لوگ جماعت سے نکل رہے ہیں اپنا اپنا دین بنا رہے ہیں خدا پناہ دے۔ اُس نے ایک واقعہ سنایا کہ ٹھٹھہ کے ایک بزرگ جو فوت ہو چکے ہیں جن کا نام محمد ہاشم تھا وہ جب روضۂ مبارک پر گئے تو وہاں پہنچکر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ روضۂ مبارک سے جواب آیا۔ وعلیکم السلام محمد ہاشم۔ اس وقت روضۂ مبارک پر بہت لوگ تھے اور محمد ہاشم نام کے بھی بہت لوگ تھے اور تقریباً سب ہی نے سلام عرض کیا تھا۔ اس لئے آپس میں اختلاف ہوا ہر محمد ہاشم کہنے لگا کہ مجھے جواب آیا ہے۔ پھر دوبارہ سلام عرض کیا گیا تو جواب آیا کہ وعلیکم السلام محمد ہاشم ٹھٹھوی۔ وہ کہنے لگا کہ بزرگ محمد ہاشم حنفی اور پکے حنفی تھے۔ ابھی تک

ان کے شاگرد اور خلیفہ ٹھٹھہ میں موجود ہیں۔ اگر حنفی اسلام سے خارج ہوتے تو حضورؐ کیوں نام لے کر جواب سلام دیتے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ مجھ سے سجاول میں نور محمد صاحب نے کہا تھا۔ کہ مولانا حسین احمد صاحب کو بھی روضۂ مبارک سے سلام کا جواب آیا تھا۔ مدنی صاحب پکے حنفی تھے۔ مگر جنات بھی آکر ان سے درس لیتے تھے۔ پھر اس مولوی نے کہا کہ حضورؐ بزرگ محمد ہاشم صاحب کی زندگی میں اپنے چاروں یاروں کو لے کر ٹھٹھہ آیا کرتے تھے۔ حنفیوں کی تو یہ شان ہے۔ ماسٹر صاحب آپ اپنی خبر منائیے۔ بتلائیے کہ کیا ایسا کوئی ولی باکرامت آپ کی جماعت میں بھی گذرا ہے ہمارے ہی بزرگ اہلحدیث تھے آپ بھی حنفی بزرگوں ہی کو اہلحدیث کہنے پر مجبور ہوں گے۔ آپ جماعت سے ٹوٹ کر اہل حدیث بن گئے۔ ایک خوبصورت سا نام اپنے لئے پسند کرلیا۔ مگر حاصل کیا ہوا، جماعت سے ٹوٹ گئے۔ جماعت کی نماز کے ثواب سے محروم ہو گئے۔ جمعہ کی نماز اور ثواب سے محروم ہو گئے۔ ذکر بھی چھوٹ گیا بلکہ اب تو اللہ کے ذکر کی مخالفت کرنے لگے اور اس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ سب مشرک اور کافر ہیں۔ نواب صاحب خدا سے ڈریئے۔ آپ انگریزی دانوں کی اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جنھوں نے چار پانچ اختلافی فروعی مسائل کو اپنا ٹریڈ مارک بنا لیا ہے۔ یہ جماعت انگریزوں نے اسلام میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی تھی۔ آپ کی نام نہاد جماعت سوائے مسلمانوں کو لڑانے کے اور کیا کام کر رہی ہے مگر دین کا محافظ خود اللہ ہے اور اللہ تعالےٰ نے دین مکمل کر کے حضورؐ کو واپس بلا لیا۔ حضورؐ نے یہ پیشن گوئی اور تاکید فرمادی کہ جماعت کثیرکی اتباع کرو۔ ہماری جماعت آج جس قدر اسلام کی خدمت کر رہی ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ کا نام نہاد فرقہ سوائے مسلمانوں کو لڑانے اور اماموں کو گالیاں دینے کے اور کیا کر رہا ہے۔ خود ہی سوچئے۔ آپ کو رنج اور غم ہے کہ کوئی آپ کی بات سنتا نہیں۔

آپ دنیا، اسلام سے کٹ کر الگ ہو گئے بلکہ گھر میں بند ہو گئے۔ اس مولوی کی گفتگو بڑی لمبی چوڑی تھی مگر میں نے مختصر کر دیا۔ جب اس نے بحث ختم کی تو میں نے اس سے کہا کہ آپ نے اپنی دانست میں خوب تقریر کی۔ آپ اپنی کثرت کا رعب جمانا چاہتے ہیں۔ حضور تو فرماتے ہیں کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی صرف ایک فرقہ بہشت میں جائے گا اور ۷۲ فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ یعنی اگر مثلاً ۷۳ آدمی ہوں تو صرف ایک آدمی بہشت میں جائے گا اور ۷۲ آدمی دوزخ میں جائیں گے۔ اس حدیث سے تو صاف معلوم ہوا کہ بہشت میں جانے والے اقلیت میں ہوں گے اور جہنم میں جانے والے اکثریت میں ہوں گے۔ اب آپ اپنی اکثریت پر خوب ناز کیجئے اور میں نے کہا کہ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر حضورؐ نے فرمایا بہشتی فرقہ وہ ہوگا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا۔ اور چونکہ آپ اکثریت میں ہیں اس لئے ضرور آپ کو حضورؐ اور صحابہؓ کے طریقے کے خلاف ہونا ہی چاہیے۔ بس آپ وہی کر رہے ہیں جو آپ کو اور آپ کی اکثریت والی جماعت کو کرنا چاہیے۔ اب رہی وہ حدیث کہ جماعت کثیر کی اتباع کرو تو جماعت کثیر سے مراد صحابہؓ کی جماعت ہے۔ بس حکم ہو رہا ہے کہ صحابہؓ کے طریقہ یعنی طریقہ محمدی کی اتباع کرو۔ اور یہ بات یہ نعمت آپ کو نصیب نہیں۔ کیوں کہ آپ نے دین اسلام کے چار ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ایک نے الگ الگ شریعت ٹھہرائی اور آپ کی اکثریت والی جماعت نے تو شریعت بنا کر دین اسلام کو نوچ ڈالا ہے اور پھر بھی بڑی دلیری سے اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہلاتے ہیں اور کرامتوں کا دعوے کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ مولوی میری بات سنکر کچھ گھبرا گیا اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ کہنے لگا کہ میں پھر کسی وقت آ کر آپ سے مناظرہ کروں گا تب تک آپ بھی حدیث وغیرہ دیکھ کر تیار رہیے مسعود صاحب وہ تو چلا گیا لیکن میں مناظرہ سے گھبراتا ہوں اور خود کو اس قابل نہیں پاتا کہ ہر سوال کا

جواب دیر سے لکھ رہا ہوں۔ مسعود صاحب تشریف لائے تھے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بہت خوشی
ہوئی۔ بلکہ حیرت ہوئی کہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا ہے۔ آپ مجھے کوئی ایسی چیز مرحمت فرمائیں بدوست
مجھے کچھ ہدایات ملتی رہتی ہیں۔ مجھے آپ کے خط کا شدید انتظار رہتا ہے مگر میرا خیال
ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس بھیجنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ طیب صاحب اور شاہ حبیب
صاحب آپ کو سلام کہتے ہیں۔ دوستوں کو اہلحدیث بزرگوں کو ہمارا سلام کہیئے
طیب صاحب سے کچھ لوگ خصوصاً ان کے رشتہ دار و احباب ان کے سخت مخالف ہو گئے
ہیں ان کے والد نے سر بازار ان سے جھگڑا کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے قدرت والے سے
طیب صاحب اپنے مسلک اہل حدیث پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ
اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ آجکل ہماری مسجد پر بدعتیوں کا قبضہ ہو چلا ہے ایک
بدعتی سخت قسم کا پیر لڑکا ہو کر آیا ہے اور دوسرا پیر انگریزی کا ماسٹر بھی آیا ہے دونوں
نے اپنی پارٹی بنالی ہے اور مسجد پر قبضہ کرلیا ہے۔ ہم لوگ گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔
دعا کیجئے کہ یہ دونوں بدعتی یہاں سے منتقل ہو جائیں یا راہ پر آجائیں۔ یہ حلقہ باندھ کر
ذکر کرتے ہیں اور یا دستگیر کے نعرے لگاتے ہیں یا غوث المدد پکارتے ہیں۔

میری طرف سے سب کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ بچے سب سلام عرض
کرتے ہیں۔

فقط خادم

نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت محترمی مکرمی نواب محی الدین خانصاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چک ۱۱۱ - ۱۴ ر جون ۱۹۶۲ء

کل آپ کا خط ملا جواب کل ہی لکھنے بیٹھ گیا تھا لیکن ایک صاحب تشریف لے آئے لہٰذا لکھ نہ سکا۔ مولوی نور محمد صاحب کا خط واپس ارسال ہے اب آپ اپنے سوالات کے جواب سنئے :-

شاہ ولی اللہؒ کی تحریر سے تقلید کا رد

(۱) شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ تقلید بھی ان مسائل میں سے ہے۔ جس میں بڑے بڑے لوگ ٹھوکر کھا گئے۔ اور غلط فہمی سے کچھ کا کچھ سمجھ گئے اور کچھ کا کچھ لکھ گئے۔ . . . . . غلط فہمی یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ تقلید جائز ہے اس پر اجماع ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ درحقیقت نہ یہ جائز ہے نہ اس پر اجماع ہے نہ اس میں مصلحتیں ہیں۔ ان بڑے بڑے علماء کو دھوکہ ہوا جو وہ ایسا سمجھے۔ یہ ہے شاہ صاحبؒ کا اصل منشاء اگر ان کا منشاء یہ نہ ہوتا۔ تو پھر بعد کی تحریر سے تقلید کی برائی کا پہلو کیسے نکل سکتا تھا۔ اور کس طرح ان کی پوری کتاب مجتہدانہ تحریر سے بریز ہوتی۔

(۲) ترمذی میں بے شک یہ حدیث ہے کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تقلید پر امت جمع نہیں ہوئی۔

(۳) ابن ماجہ میں حدیث ہے " اذا رأیتم اختلافاً فعلیکم بالسواد الاعظم " (جب اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو) امام

ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں۔ وفی الزوائد فی اسنادہ ابوخلف الاعمی واسمہ حازم بن عطاء وھو ضعیف وقد جاء الحدیث بطرق فی کلھا نظر " زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ابوخلف الاعمی جس کا نام حازم ہے ضعیف ہے۔ یہ حدیث اور بھی طرق سے مروی ہے لیکن سب میں ضعف ہے (حاشیہ ابن ماجہ ابواب الفتن جلد دوم ص۴۶۴) اس حدیث کا جواب درج ذیل ہے

بڑی جماعت کی پیروی کرو کا صحیح مفہوم

۱۔ یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا حجت نہیں۔

۲۔ درحقیقت اس کا تعلق سیاسی امور سے ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل صحیح احادیث کا مضمون اس پر دال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من رأی من امیرہ شیئا یکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت الامات میتۃ جاھلیۃ " (صحیح بخاری وصحیح مسلم) جو شخص اپنے امیر کی کوئی بات ایسی دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ صبر کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اطاعت امیر سے خروج کرے اور جماعت سے علیحدہ ہو جائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ (صحیح مسلم) جو شخص تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم سب ایک شخص کی امارت پر مجتمع ہو اور وہ تمہاری قوت کو توڑنا چاہے۔ یا تمہاری جماعت میں افتراق پیدا کرے پس اس کو قتل کر دو ایک

روایت میں یہ لفظ ہیں "کائنا من کان" خواہ وہ کوئی بھی ہو (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جہاں معاملات شوریٰ سے طے ہوتے ہوں وہاں سواد اعظم کی بات تسلیم ہوگی اقلیت یا فرد کی بات ماننے سے تفریق پیدا ہوگی مثلاً اگر سواد اعظم نے کسی کو امیر منتخب کرلیا۔ تو اب سواد اعظم کا ساتھ دینا ہوگا۔

۳۔ اس حدیث کا تعلق قطعاً دینی امور سے نہیں ہے اگر دینی امور سے ہو تو پھر ہر وہ مسئلہ جس پر سواد اعظم صاد کرے دینی مسئلہ بن جائیگا اور یہ الیوم اکملت لکم دینکم کے قطعاً منافی ہے

بڑی جماعت کی پیروی کرو کے الزامی جوابات

۴۔ اس زمانہ میں بریلویوں کی اکثریت ہے تو پھر دیوبندیوں کو چاہیے کہ بریلویوں میں شامل ہو جائیں۔

۵۔ تقریباً ہر زمانہ میں حنفی اکثریت میں رہے اور اب بھی اکثریت میں ہیں تو پھر یہ لوگ مالکیوں، شافعیوں۔ حنبلیوں کو دعوت کیوں نہیں دیتے کہ اس حدیث کی روشنی میں حنفی ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ تینوں فرقے اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے نہ کبھی تیار تھے اور نہ اب ہیں تو پھر وہ گمراہ کیوں نہیں۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ ڈالے جائیں اور وہ بھی اکیلے اکیلے جیسا کہ حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں ہے۔ ان گمراہوں اور دوزخیوں کو آج تک حق پر کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔!

۶۔ موجودہ زمانہ کے حالات و آثار سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ خدانخواستہ مستقبل قریب میں قادیانیوں یا پرویزیوں کی اکثریت ہو جائیگی۔ کیا اس زمانہ میں بھی حدیث عمل ہوگا یا نہیں؟

۷۔ ان کے بطلان پر ان کے مفہوم حدیث کے بطلان پر سب سے زیادہ اہم دلیل یہ ہے۔

• یہ تو ظاہر ہے کہ مقلدین عہد رسالت میں نہیں تھے۔ عہد صحابہ۔ عہد تابعین میں بھی نہیں تھے۔ ہر فرقے کی جب ابتدا ہوتی ہے تو ابتدا میں وہ فرقہ اقلیت ہی میں ہوتا ہے پہلے فرقے کا بانی۔ اکیلا ہوتا ہے۔ پھر دو ہوتے ہیں پھر تین اور اسی طرح فرقہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ مقلدین کے فرقے کی بھی آخر کوئی ابتداء ہے جو بقول شاہ ولی اللہ صاحب؟

چوتھی صدی ہے۔ تو پھر اس ابتدائی دور میں یقیناً وہ اقلیت میں ہوں گے اور غیر مقلدین اکثریت میں۔ مقلدین کی اقلیت اس وقت اس حدیث کی مخاطب ہوگی۔ یہ حدیث پکار پکار کر کہہ رہی ہوگی کہ اے مقلدین کی اقلیت اکثریت میں گم ہو جاؤ۔ اگر وہ گم ہو جاتے تو آج ان کا وجود نہ ہوتا۔ لیکن انھوں نے دوزخ میں جانا گوارا کیا اور اکثریت میں گم نہیں ہوئے۔ اس حدیث کے اس مفہوم کی روشنی میں وہ لوگ گمراہ۔ باطل پرست اور دوزخی ہوئے۔ یہ ہیں موجودہ مقلدین کے پیشرو۔ انھوں نے باطل پر رہ کر اپنے فرقہ کو باقی رکھا یہی اقلیتی فرقہ جو اس وقت باطل پر تھا بڑھتے بڑھتے اکثریت میں تبدیل ہوگیا۔ تو کیا اب یہ حق پر ہوگیا؟ اس حدیث کی رو سے تو مقلدین کی بنیاد ہی باطل پر ہے اور پھر بھی انھیں اپنی موجودہ اکثریت پر ناز ہے۔ العیاذ باللہ۔

۵ حق کے معاملہ میں اکثریت، اقلیت کوئی معیار نہیں بلکہ دلائل کی رو سے اقلیت کا حق پر ہونا زیادہ ظاہر ہے اور وہ دلائل یہ ہیں۔

۱- قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك كثرة الخبیث فاتقوا اللہ یا ولی الالباب لعلکم تفلحون (سورۃ مائدہ) کہدیجئے کہ خبیث اور پاک برابر نہیں ہو سکتے" اگرچہ خبیث کی کثرت تم کو اچھی ہی کیوں نہ معلوم ہو یا تعجب ہی میں کیوں نہ ڈالے۔ اے عقلمندوں اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۲- وقلیل من عبادی الشکور (سورۃ سبا) میرے بندوں میں شکر گذار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

۳- ان کثیراً من الخلطآء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت وقلیلٌ ما ھم (سورہ ص) اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی ہی کرتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ (یعنی مومنین صالحین کی تعداد قلیل ہوتی ہے)

۴۔ سورۃ ہود کے آخری رکوع اور سیقول کے آخری رکوع میں بھی اس کی آیات ہیں ملاحظہ فرمایئے گا۔

۵۔ ان کثیرا من الناس لفاسقون بیشک اکثر لوگ فاسق ہی ہوتے ہیں۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انما الناس کالابل المائۃ لاتکاد تجد فیھا راحلۃ (صحیح بخاری صحیح مسلم) آدمیوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ۔ قریب ہے کہ تم کو ایک بھی اونٹ سواری کے قابل نہ ملے۔ یعنی ناقص لوگوں کی اکثریت ہوگی۔

(۴) آئندہ جب کبھی ان مولوی صاحب سے گفتگو ہو تو ان سے پوچھئے کہ آپ نے جن عقائد اور اعمال کا ذکر کیا ہے یہ عقائد اور اعمال قادیانیوں کے بھی ہیں تو کیا وہ بھی مسلمان ہیں۔ پھر یہ کہ توحید کا آپ عرف زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ حقیقتاً آپ کے عقائد اور اعمال توحید کے منافی ہیں۔ "ولا یُشرِکُ فی حُکمِہٖ اَحَدًا (کہف) اَم لَھُم شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوا لَھُم مِّنَ الدِّینِ مَا لَم یَاذَن بِہِ اللہ (شوریٰ) اِتَّخَذُوا اَحبَارَھُم وَرُھبَانَھُم اَربَابًا مِّن دُونِ اللہِ (توبہ) وغیرہ آیات کی روشنی میں شریعت سازی اللہ کیلئے کا حق ہے۔ علماء کا شریعت سازی کرنا شرک ہے۔ اور کیونکہ تقلید کو جو کہ خیر القرون میں نہیں تھی رائج کر کے دین میں داخل کر لیا گیا ہے لہٰذا یہ لوگ شرک کے مرتکب ہوئے ہم ان کو ایسا نہ سمجھیں تو کیا کریں۔ ہم مجبور ہیں۔

پھر تقلید کے ساتھ شریعت سازی مستقل صورت میں مقلدین میں سرایت کرتی چلی گئی (۱) مثلاً شریعت میں امام بنانے کے لئے صرف چار چیزوں کا ذکر تھا یعنی سب سے بڑا قاری۔ اگر سب برابر ہوں تو سنت کا سب سے بڑا عالم۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو ہجرت میں سب سے زیادہ مقدم۔ اگر اب بھی برابری ہو تو عمر میں سب سے بڑا (صحیح مسلم)

لیکن انھوں نے اس میں متعدد چیزوں کا اضافہ کیا مثلاً اگر اب بھی برابر ہوں تو معتبر
ورنہ وہ جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ جسکی بیوی سب سے زیادہ
خوبصورت ہو۔ ثم الاکبر رأسا والاصغر عضوا (درمختار ۲) کسی
صحیح حدیث سے مرد و عورت کی نماز میں فرق ثابت نہیں ہوتا لیکن انھوں نے دونوں
کی نماز کی علیحدہ علیحدہ طریقہ مقرر کئے (۳) سر کے مسح کا طریقہ یعنی تین انگلیاں ملاکر
وسط سر سے پیچھے لیجائے اور ہتھیلیوں کو اطراف سر سے واپس آگے لانے ما انگوٹھے
اور انگشت ہائے شہادت اٹھی ہیں گردن کا مسح پشت کف سے کیا جائے۔ یہ تمام
طریقہ من گھڑت ہے۔ (۴) گاؤں والے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں۔ شہر والے
بھی شہر سے باہر جانور لیجا کر نماز عید سے پہلے ذبح کر سکتے ہیں۔ (ہدایہ) یہ تمام کی تمام شریعت
سازی ہے بلکہ حرام کو حلال کرنے کا حیلہ ہے۔ (۵) کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائیگی
درمختار (۶) او جامع فی ما دون الفرج ولم ینزل" تو روزہ نہیں
ٹوٹتا۔ (درمختار ۷) نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (درمختار)

غرض یہ کہ اس قسم کے ہزار ہا مسائل ہیں جس سے کتب فقہ مملو ہیں یہ سب
گھڑے گئے ہیں۔ گھڑنا بھی شرک ہے اور ان کو ماننا بھی شرک ہے اور گھڑنے والوں
کو خدا بنانا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ امام حق پر تھے لیکن موجودہ مذاہب اور تقلید
باطل اور شرک ہیں۔ امام ان سب سے قطعاً بری ہیں۔ نہ ان کے یہ مسائل نہ ان کا
یہ مسلک ہاں یہ بات اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ ان اماموں میں سے بھی اگر کسی کا قول
حدیث کے خلاف ہو تو اس قول کو ماننا شرک ہے۔ امام معذور ہوگا اور مقلد ماخوذ ہوگا۔

(۵) حدیث تو صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی صبح کو
مومن ہوگا اور شام تک کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح تک کافر ہو جائے گا لیکن
بے موقع و بے محل استعمال کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔

یبیع دینہ لعرض من الدنیا یعنی دین کو دُنیا کے مال کے عوض بیچ دیگا (صحیح مسلم) اور کیونکہ آپ کا اہلحدیث ہو جانا اللہ کے لئے ہے نہ کہ دُنیا کے لئے۔ لہٰذا یہ حدیث آپ پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔

اہلحدیث کوئی فرقہ نہیں ہے

(۶) اہلحدیث کوئی فرقہ نہیں ہے نہ اس فرقہ کا کوئی بانی ہے نہ امام نے اس فرقہ کی کوئی خاص کتابیں ہیں۔ ان کی کتابیں وہی ہیں جو دین کی اصل ہیں یعنی قرآن و حدیث۔ امام وہی ہے جس کو اللہ نے امام بنایا۔ اللہ کے بنائے ہوئے امام کی موجودگی میں دوسرے امام بنانا اور ان کی تقلید کرنا یہ بھی شرک ہے۔ لوگوں کے لئے امام کا بنانا اللہ کا کام ہے نہ کہ بندوں کا۔ (یہاں امام سے مراد دینی رہنما ہے نہ کہ خلیفہ یا عالم) قرآن و حدیث کی اتباع کرنے والے ہمیشہ سے ہیں۔ خیر القرون میں ان ہی کی اکثریت تھی اور عہد رسالت میں صرف یہی تھے۔

(۷) کوئی اہلحدیث تزکیہ نفس کا انکار نہیں کرتا۔ ہاں ان لوگوں کے من گھڑت تصوف و طریقت کا انکار کیا جاتا ہے۔

کرامت ولایت کا معیار نہیں

(۸) تقلید اول تو علم کا نام نہیں۔ بے علمی کا نام ہے۔ اصول فقہ مثلاً توضیح وغیرہ کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ لہٰذا اللہ کا ولی کبھی جاہل نہیں ہو سکتا۔ دوم تقلید بدعت ہے شرک ہے لہٰذا کوئی ولی اللہ مقلد بھی نہیں ہو سکتا۔ اب اگر کسی مقلد سے کرامات کا ظہور بھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندو سادھوؤں سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مقلد ولی مشہور ہو تو ہم اس کو ولی تسلیم نہیں کریں گے اور اگر وہ واقعی ولی ہو تو اس کو مقلد تسلیم نہیں کریں گے اس لئے کہ اجتماع ضدین باطل ہے۔ کرامت ولایت کا معیار نہیں۔ بلکہ اتباع رسول ولایت کا معیار ہے۔

میزان کبریٰ امام شعرانی میں ہے "ولایت پر جس کا قدم پہنچ گیا۔ وہ علماء کی تقلید نہیں کرتا۔ (الارشاد ص۲۳۵) مصنفہ ابو یحییٰ محمد۔

علامہ شیخ کردی اپنے رسالہ میں تحریر کرتے ہیں۔ مشائخ کا طریقہ اتباعِ سنت اور عدم تقلید ہے (الارشاد ص۲۳۸)

اس قسم کی اور بھی عبارتیں ہیں الارشاد ملاحظہ فرمایئے گا۔

(۹) اہلحدیث ہی میں اولیاء اللہ ہوئے اور اتنے ہوئے کہ ان کا شمار ناممکن ہے صحابۂ کرام تابعین عظام۔ ائمہ دین سب کے سب غیر مقلد تھے اور سب کے سب ولی۔ مشہور امام طریقت حضرت امام حسن بصریؒ کیا مقلد تھے؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اہلحدیث تھے اور اہلحدیث ہی کو ناجی فرقہ اور اہل حدیث شمار کرتے تھے (غنیۃ الطالبین) بلکہ انھوں نے حنفیوں کو گمراہ فرقوں میں شمار کیا ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی بھی اہلحدیث تھے رات کو دعا مانگا کرتے تھے اجعلنی فی زمرۃ اھل الحدیث یوم القیامۃ "اے اللہ مجھے قیامت کے دن اہلحدیث کی جماعت میں کیجیو" (تذکرۃ الصالحین مصنفہ مولانا شمس الدین اکبر آبادی جلد سوم ص۲۴۹) حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا قول مشہور ہے "ابوحنیفہ کہ بود کہ من قول او بمقابل قول رسول اللہ می آرم (نظامی بنسری از خواجہ حسن نظامی ص۲۸۴) یعنی ابوحنیفہ کون ہوتے ہیں کہ ان کے قول کو حدیث کے مقابلہ میں پیش کروں۔ غرض یہ کہ ہر معتمد علیہ ولی غیر مقلد تھا۔ کہاں تک لکھوں، رہا یہ کہ وہ مقلد کہلاتے ہیں تو یہ تو مقلدین کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ہر ایک کو بدنام کر دیتے ہیں حتیٰ کہ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ تک کو انھوں نے حنفی مشہور کر دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کے خاندان کے چشم و چراغ سب مقلد مشہور ہیں۔

(۱۰) محمد ہاشم ٹھٹھوی کو سلام کا جواب آنا وغیرہ یہ سب اوہام ہیں۔ ہمارے نزدیک حجت نہیں۔ حجت صرف قرآن و حدیث ہے۔

(۱۱) یہ اتہام ہے کہ اس جماعت کو انگریزوں نے اسلام میں پھوٹ ڈالنے

کے لئے بنایا تھا۔ یہ جماعت سید احمد صاحبؒ اور سید اسمٰعیل شہیدؒ کے زمانے سے ۱۹۴۷ء تک انگریزوں سے لڑتی رہی۔ ان کے آخری امیر مولانا فضل الٰہی صاحب پاکستان بننے کے بعد چنبڑ سے پاکستان چلے آنے جماعت مجاہدین کو توڑ دیا۔ چنبڑ سرحدی علاقہ میں ایک مقام ہے پورے ڈیڑھ سو سال تک یہ جماعت انگریزوں سے لڑتی رہا۔ پھانسیاں بھی ہوئیں۔ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ کالے پانی بھی بھیجے گئے۔ ہاں احیاء اسلام کا اس زمانہ میں صرف ایک مدرسہ تھا اور وہ دہلی میں تھا۔ اس کے مدمقابل ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کیا گیا۔ اس ہی سے تفریق کی بنیاد پڑی اور ڈوبتی ہوئی حنفیت کو سہارا مل گیا۔ اس مدرسہ نے دین کی خدمت تو خاک کی الٹا قرآن و حدیث کو رد کرنے کا مصالحہ تیار کیا۔

(۱۲) آپ اس مولوی سے یہ ہی مطالبہ کیجئے کہ ان چاراماموں کی تقلید لازم ہونے پر قرآن و حدیث پیش کرے۔ پھر زبان سے نیت کرنے کی حدیث پیش کرے گا۔ گردن کا مسح پشت کف سے کرنے کی حدیث پیش کرے۔ وغیرہ وغیرہ اگر نہ کر سکے تو کہتے کہ یہ تمہارا مذہب اسلام نہیں تمہارا گھڑا ہوا مذہب ہے لوگوں کی رایوں کا پلندا اور حیاسوز مسائل کا گہوارہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے آمین۔

طیب صاحب اور غلام حسین صاحب اور بچوں کو سلام کہئے گا۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

منجانب

بخدمت جناب محترم مسعود صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا بڑی خوشی ہوئی آپنے جو کچھ سمجھایا وہ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے بہترین دلائل سے آپ نے ہر چیز بیان فرمادی ہے۔

آپ کے سارے خطوط ہی بہترین دلائل سے بھرے ہوئے ہیں لیکن آپکے اس خط میں مجھے جو مزہ آیا وہ بیان نہیں کرسکتا۔ خط پڑھنے کے بعد مجھ پر ایک بے خودی کی کیفیت طاری رہی۔

میری زبردست خواہش ہے کہ میری اور آپ کی خط و کتابت جلد شائع ہوجائے آپکے سارے خطوط اب میں نعیم صاحب کو کراچی روانہ کر رہا ہوں تاکہ جلد کتاب شائع ہوجائے لیکن ایک بات اس خط میں تشنہ رہ گئی ہے وہ یہ کہ اس مولوی نے جو یہ کہا تھا کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں خدا کی وحدانیت توحید پر ایمان رکھتے ہیں حضور کی رسالت نبوت پر ایمان ہے۔ کلمہ گو ہیں ایمان کی جو شاخیں حدیثوں میں آئی ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ تو کیا پھر بھی ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اور اس کا جواب اس نے مانگا تھا جہاں میں خاموش ہوگیا تھا۔ اس پر بھی روشنی ڈالئے۔ مولوی اشرف جس سے میرا مناظرہ ہوا تھا چند روز ہوئے معلوم ہوا ہے کہ اس نے رفع الیدین شروع کردی ہے وہ اپنے کو اب محقق کہلاتا ہے مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ اتفاق سے دوسرے دن مولوی اشرف غلام اللہ آیا تھا۔ مجھ سے مسجد میں ملاقات ہوئی اس نے

کہا کہ میں اب محقق حنفی ہوں۔ اندھا مقلد نہیں ہوں۔ اندھی تقلید کے خلاف ہوں۔ جس طرح مولانا عبدالحی لکھنوی اور ثناء اللہ مرحوم وغیرہ محقق حنفی تھے یہ لوگ بڑے پائے کے محدث تھے لیکن حنفی تھے جیسے ملا علی قاری۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی وغیرہ کہا کہ اتنے بڑے بڑے محقق بزرگ جنہوں نے دین تحقیق کیا وہ سب امام اعظم کے ہی مقلد تھے کہا کہ آجکل کے نئے تعلیم یافتہ لوگ دو چار کتابیں پڑھ کر اجتہاد کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور محدث بن جاتے ہیں۔ دنیا کے سارے غیر مقلدوں کو میرا چیلنج ہے جو میرے مقابلے پر آئے گا میں ان کو منہ توڑ جواب دوں گا۔ غیر مقلد جتنے ہیں سب وہابی ہیں۔ میں نے کہا کہ جناب حضرت ثناء اللہ صاحبؒ تو اہلِ حدیث تھے آپ حنفی کا لقب ان کے نام کے ساتھ کیوں چپکا رہے ہیں کہنے لگا کہ وہ محقق تھے۔

میں نے اس سے بخاری شریف کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثوں پر تو ایک آدمی عمل نہیں کر سکتا کیونکہ اسمیں بہت سی حدیثیں ضعیف بھی ہیں کہنے لگا کہ بخاری کے دو تین استاد شیعہ تھے اس لئے اس پر شیعوں کا رنگ غالب ہے۔ اس نے بہت سی حدیثیں شیعوں کو خوش کرنے کے لئے لکھدی ہیں۔ ہم محقق لوگ تحقیق کرنے کے بعد ہی حدیث پر عمل کرتے ہیں کہا کہ حافظ ابن قیمؒ امام ابن تیمیہؒ ان لوگوں میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے ایک بات کا فرق ہے۔ ہم لوگ وسیلہ کے قائل ہیں اور وہ لوگ قائل نہ تھے کہا کہ حضرت خلیل الرحمٰن صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس کو رد کرنے والوں کے لئے دس ہزار روپیہ انعام مقرر کر رکھا ہے مگر آج

تک کسی غیر مقلد سے اس کا جواب بن نہیں پڑا۔ یہ غیر مقلد تو ہمارے
مقابلے پر آتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہ تو صرف جاہلوں کو پھانستے ہیں
یہ لوگ عقائد میں پکے "وہابی" ہیں۔ میں نے کہا کہ جب آپ نے تحقیق کر لیا
ہے تو پھر تحقیق کے بعد حنفی کیا معنی! یہ کیا تک ہے؟ کہیں مجسٹریٹ بھی
قیدی بن سکتا ہے۔ آپ جب محقق بن گئے تو آپ نے کیا تحقیق کیا
مولانا عبدالحیٔ صاحب نے تو یہ تحقیق فرمایا کہ فقہ کی کتابیں جھوٹی
حدیثوں سے بھری پڑی ہیں اور بہت سے مسئلے قرآن اور حدیث کے
خلاف ہیں کہنے لگا کہ اس کے باوجود وہ حنفی تھے۔ انہوں نے امام اعظمؒ
کا دامن نہیں چھوڑا۔ یہ ہے ایمان کی پختگی۔ اس کی بے جا منطق کا کیا
جواب ہو سکتا ہے؟ میں دم بخود رہ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ حنفیت
میں ایسی کیا بات ہے کہ تحقیق کے باوجود بھی آدمی اس سے چپکا رہتا
ہے کیا حنفیوں اور یا مقلدوں کے پاس ایسی کوئی خفیہ چیز موجود
ہے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ تحقیق کرنے کے بعد بھی تقلید نہیں
چھوڑتے ہیں بلکہ اہل حدیث ہونے کو برا سمجھتے ہیں آپ اس پر کچھ
روشنی ڈالیئے تاکہ یہ گتھی سلجھ جائے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
خدانخواستہ مجھے کوئی شک اپنے مسلک پر ہوا ہے ہمارا مسلک تو
ماشاءاللہ پاک وصاف ہے اور اس سے بہتر کوئی مسلک ہی نہیں
اور جب تک انسان اس مسلک پر نہیں آئے گا تب تک اس کا
معاملہ مشکوک ہے اور یہ بالکل بجا اور درست بلکہ حقیقت ہی ہے
مگر میں ان حنفیوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ جاننا چاہتا ہوں کہ تحقیق
کے بعد یہ حنفی کیوں کہلاتے ہیں۔ میرے ساتھی طیب صاحب کے

دل میں بھی وسوسہ آتا ہے انہوں نے اس کا اظہار مجھ سے کئی دفعہ کیا
انہی طیب صاحب کا لڑکا اسی مولوی اشرف کا شاگرد ہے ۔ اس
مولوی کے گاؤں میں رہتا ہے۔ مولوی اشرف نے اس کو خوب بھر دیا
ہے اس لئے اُس لڑکے نے باپ کو چھوڑ دیا ہے مولوی کے گوٹلے میں رہتا
ہے وہاں طیب کا سارا خاندان باپ وغیرہ سب طیب کے خلاف
ہو گئے ہیں گاؤں والے اور ان کے خاندان والے سب ان کو بے دین
اور وہابی کہتے ہیں نماز جمعہ کا تارک کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تو ولایتی تاثر
ڈاب کے پیچھے چل رہا ہے اور اس نے تجھ کو بے دین کر دیا ہے۔ یہاں پر
طیب صاحب تو ماشاء اللہ اپنے مسلک پر قائم ہیں لیکن اُس وسوسہ
کا اظہار انہوں نے کیا تھا جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کا
ہر خط میاں طیب کو سناتا ہوں وہ بڑے شوق سے سنتے ہیں اس لئے
آپ وضاحت سے اِس چیز پر روشنی ڈالیئے۔

دوران قیام سجادل میں مولوی نور محمدؒ صاحب نے مجھ سے کہا تھا
کہ امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ تک حدیثوں کی روایت کرنے والے کم تھے اس
کے بعد راوی بڑھ گئے اور راویوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے الفاظ
حدیث قائم اور محفوظ نہیں رہ سکتے ضرور کمی بیشی ہو جاتی ہے اس لئے
ہم حفاظتِ دین کی خاطر امام صاحب کے قول پر عمل کرتے ہیں اور امام
صاحب کے اقوال کو ان کے شاگردوں نے محفوظ کر لیا تھا۔ یہی وجہ
ہے کہ ہم تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں۔ کوئی شخص ہمارے امام کی شان
میں بے ادبی کرے گا تو ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ یہی بات
مولوی اشرف نے بھی دہرائی۔ تو کیا ان کی ہٹ دھرمی کا یہی راز ہے

اور کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے۔ سجادل میں میں تبلیغی اجتماعوں میں تقریر کیا کرتا تھا۔ لیکن مولوی نور محمد نے مجھ کو منع کر دیا کہ وعظ اور تقریر کرنا ہمارا یعنی عالموں کا کام ہے۔ آپ وعظ و تقریر نہیں کر سکتے آپ کے وعظ اور تقریریں ایمان کیلئے خطرہ ہیں آئندہ سے آپ وعظ اور تقریر نہ کیا کیجئے بلکہ صرف نماز روزے کی تاکید کیا کیجئے۔ مجھے ان کی یہ بات ابھی تک یاد ہے مجھے اس بات سے بڑا دکھ ہوا تھا میں نے ان سے کہا تھا کہ میں بھی تو قرآن اور حدیث ہی کے احکام بتلاتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ خود واقف نہیں ہیں تو دوسروں کو کیا بتلائیں گے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ہم کو قرآن و حدیث کے احکام بتلانے کا حق نہیں ہے۔

کل ایک شخص میرے پاس آیا کہنے لگا کہ میں اہلِ حدیث بننے کے لئے تیار ہوں آپ ایک مسئلہ مجھے بتلا دیجئے وہ یہ کہ ایک آدمی ہے وہ جنبی ہے اس کا جانور مر رہا ہے۔ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اب وہ کیا کرے جانور کو ذبح کرتا ہے تو نماز جاتی ہے اگر غسل کرتا ہے پاک ہونے کے لئے تو جانور مر جاتا ہے اس بارے میں حدیث دکھلائیے۔ حدیث نہ ملے تو آپ کو پھر فقہ کی طرف آنا پڑے گا۔ جس سے آپ کو فقہ کی اہمیت کا اندازہ ہو جائیگا۔ اس کے ساتھ اور بھی لوگ تھے معلوم ہوتا ہے کہ شرارتاً کسی نے اس کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ میں حدیث دیکھ کر بتلا دوں گا اور اگر حدیث میں نہ ملے گا تو پھر اہلِ ذکر سے پوچھ کر بتلا دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ نہیں ہے کہ حنفی فقہ میں ہی دیکھو یا حنفی ہی سے پوچھو یا شافعی ہی کو پوچھیں جو بھی اہلِ ذکر ہو اس سے پوچھ کر بتلاؤں گا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کے چہرے پر ڈاڑھی نہیں ہے آپ ڈاڑھی مونڈتے ہیں۔ آپ ڈاڑھی مونڈتے

کا مسئلہ فقہ میں بتلا دیں میں ابھی حنفی بنجانے کو تیار ہوں۔ آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں فقہ میں نماز نہ پڑھنے کی اجازت دکھا دیں میں ابھی حنفی ہونے کو تیار ہوں۔ جب آپ نماز نہیں پڑھتے تو پھر جانور کے مرنے کا آپ کو کیا افسوس ہے اور حنفی فقہ جس کا آپ بار بار فخریہ ذکر کرتے ہیں کیا چیز ہے۔ کیا وہ کوئی آسمانی کتاب ہے جس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ہم کو اللہ اور رسولؐ نے حکم دیا ہے۔ ہم تو احکام شریعت کو شریعت کے خزانہ ہی میں ڈھونڈینگے اور وہ خزانہ قرآن و حدیث ہے یا صحابۂ کرام کا عمل دیکھینگے یا اہلِ ذکر سے پوچھیں گے پھر وہ لوگ یہ کہکر چلے گئے کہ اچھا آپ حدیث دیکھ کر دلیل کے ساتھ جواب دینا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سب ان لوگوں کی شرارت ہے۔ ان سے بات کرنا یا بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ ان کو اپنی اصلاح تو منظور ہے ہی نہیں۔ تحقیق کرنا ہی نہیں چاہتے خواہ مخواہ فساد کی نیت سے آتے اور پریشان کرتے ہیں۔ اس لیئے میں نے اب یہ سوچا کہ خاموش رہنا چاہیئے اور کسی سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ کل رات ہی کا قصہ ہے کہ ایک شخص میرے پاس ایک حدیث لے کر آئے کہ دیکھئے جناب یہ حدیث ہے لکھا ہے کہ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا! مبارک ہو۔

کہنے لگے پھر آپ مت پڑھئے۔ میں نے کہا میں ضرور پڑھوں گا آپ مجھے کیسے روک سکتے ہیں۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا کہ دیکھئے حضرت امام شافعیؒ برحق ہیں وہ پڑھتے ہیں۔ اسلیئے میں بھی پڑھتا ہوں۔ آپ شافعی حضرات کو رد کیئے۔ مالکی حنبلی اہلِ حدیث سب پڑھتے ہیں جا کر ان سب کو

رد کئے اور میرا مذہب تو قرآن وحدیث ہے اس لئے میں تو حدیث پر عمل کروں گا آپ کی نرالی منطق پر نہیں چلوں گا۔ پھر وہ چلا گیا۔ چونکہ اس کا ارادہ محض شرارت ہے اس لئے میں نے اس سے ایسی گفتگو کی اس میں فائدہ یہ ہے کہ لوگ شرارت نہیں کریں گے۔ خواہ مخواہ دق نہیں کریں گے۔ آپ میرے نام کے ساتھ اہلحدیث لکھا کیجئے۔ یہ بھی ایک قسم کی تبلیغ ہے یا اگر آپ کی نظر میں لکھنا مناسب نہ ہو تو نہ لکھیئے میں انشاءاللہ کل کراچی آؤں گا۔ باقی خیریت۔ طیب صاحب بھی ساتھ ہوں گے۔ بچے وغیرہ سب کراچی چلے گئے ہیں۔ طیب صاحب غلام حسین صاحب سلام کہتے ہیں۔

فقط

نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم!

کچھ دن قبل ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا غالباً ملا ہوگا میں طیب صاحب کے ہمراہ کراچی گیا تھا۔ کراچی میں ایک صاحب نے مجھے ایک کتابچہ دیا جس کا نام فیوض الحرمین (مترجم) ہے یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ قرآن محل (محمد سعید اینڈ سنز) نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے تو معاملہ ہی برعکس ہو جاتا ہے بعض باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ ایک اہلحدیث صاحب کو میں نے یہ کتاب دکھائی (کراچی میں) تو انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ یہ کتاب فوراً واپس کر دیجیئے۔ فضول کتاب ہے۔ بے کار ہے۔ ہرگز نہ پڑھیئے وغیرہ۔

میں نے کہا کہ جناب میں اس کا قائل نہیں ہوں میں تو اس کی تحقیق کروں گا کہ آیا یہ حوالہ جات جو اس کتاب میں دیئے گئے ہیں صحیح ہیں یا نہیں اگر میں ایسا کروں گا تو میرے دل میں وسوسہ رہیگا۔ مگر باوجود کوشش کے وہ کتب مجھے دستیاب نہ ہو سکیں جنکا حوالہ دیا گیا تھا میں بعض باتیں آپ کے مطالعہ کیلئے نقل کر رہا ہوں۔ براہ کرم اس پر روشنی ڈالیئے کہ آیا یہ حوالہ جات صحیح ہیں کیونکہ اگر ان کو صحیح مان لیا جائے تو شاہ صاحب کی دیگر تصانیف غلط ہو جاتی ہیں اور اگر صحیح نہیں ہیں تو اس کا منہ توڑ جواب جلد شائع ہونا چاہیئے تاکہ بندگانِ خدا تباہی سے بچ جائیں اقتباسات

مندرجہ ذیل ہیں :-

فیوض الحرمین ۔ مترجم اردو ۔ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ؒ ۔ مترجم :- مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے اور مسائل فروعیہ میں قطعاً حنفیؒ تھے ۔ خود ہی مقلد نہ تھے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ مقلد ہی رہنے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتوں میں سے ایک وصیت چاروں مذاہب کے ساتھ مقلد رہنے کی فرمائی ہے اور اس بات کی کہ ان سے باہر نہ ہوں اور ان میں بقدر طاقت ہم آہنگی پیدا کروں ۔

(فیوض الحرمین)

ان مذاہب اربعہ میں سے خاص کر مذہب حنفی کو اپنانے اور حنفی بننے کی حضرت شاہ ولی اللہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے ایاک ان تخالف القوم فی الفروع فانہ تناقض لمراد الحق (فیوض الحرمین) (خبردار فروعات میں قوم کی مخالفت سے بچنا کیونکہ یہ مراد حق کے خلاف ہے)

یہ حضرت شاہ صاحب کی اپنی شہادت ہے کہ میں حنفی ہوں اور اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے ۔ مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں کہ ان کا سارا طریقہ حنفی تھا اور یہ بدعت نقمہ ہے اور اسی پر سلف اور خلف رہے ہیں ۔ فی ذکر الصحاح السنۃ نواب صاحب نے صرف یہ نہیں بتایا کہ شاہ ولی اللہؒ حنفی تھے بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ ایسے دو شخص اس میں متفق نہیں کہ جن کا قلب ایمان سے

مطمئن ہے بلکہ پورے خاندان شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالعزیز شاہ عبدالحق اور شاہ اسماعیل شہید کے بارے میں فرمایا کہ لوگ ان ہستیوں کو وہابی کہتے ہیں حالانکہ یہ گھرانہ سارا کا سارا حنفی ہے" ھم بیت علم الحنفیہ" ایک بات پر اور وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں "خاندان او حنفی بود"

شاہ محمد اسماعیل شہید اور شاہ عبدالحی اس خاندان کے چشم و چراغ اور مولانا سید احمد بریلوی کے مریدین میں سے ہیں۔ سید صاحب اور ان کے صاحبین کے بارے میں انگریزی ناپاک سیاست نے دوسرے الزامات کے علاوہ یہ بھی الزامات لگائے ہیں کہ وہ حنفی نہیں ہیں امام ابو حنیفہ کے مقلد نہیں ہیں۔ سید صاحب نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے ایک بیان میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مسلک ظاہر کیا ہے کہ آباد و اجداد سے حنفی المسلک ہیں۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی کشف الحجاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز اور شاہ محمد اسحٰق حنفی تھے اور شہید بھی سنی حنفی تھے غرض کہ شاہ صاحب کے خاندان کا ایک ایک فرد حنفی تھا مقلد تھا اور مقلد بھی امام ابو حنیفہ النعمان کے تھے۔ غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحقیق الکلام میں حضرت شاہ کو حنفی تسلیم کیا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں شاہ صاحب کو غیر مقلد بتلانا علم کی دنیا میں بہت بڑی غیر ذمہ دارانہ بے باکی ہے۔ ہندوستان میں امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ شاہ صاحب نے صرف اسی چیز پر اکتفا نہیں کیا کہ تقلید شخصی واجب ہے بلکہ یہ بھی واضح فرما دیا کہ مذاہب تو چار ہیں

اور چاروں حق ہیں مگر ہندوستان میں صرف امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب
ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب انسان بے علم ہندوستانی شہروں اور ماوراء
النہر کا رہنے والا ہو وہاں کوئی عالم شافعی۔ مالکی۔ حنبلی نہ ہو تو اس پر
امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب سے
نکلنا حرام ہے کیونکہ اس وقت وہ اپنی گردن سے شریعت کا پٹہ نکال
دیتا ہے اور وہ بے کار و مہمل رہ جائیگا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں
کہ فقہ حنفی میں صرف شخصی رائے نہیں ہے بلکہ یہاں امام ابو حنیفہؒ کے
ساتھ امام ابو یوسف اور امام محمد بھی ہیں اور یہ دونوں امام صاحب
کے شاگرد ہیں ان تینوں میں سے جس کا قول ارشاد نبوت کے زائد قریب
ہو اسی پر فتویٰ ہے اور بس۔ اگر کسی مقام پر یہ تینوں خاموش ہوں
تو احناف میں سے کسی کے قول کو اپنا لیا جائے اسی کا نام حنفیت ہے
اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات میری خود تراشیدہ نہیں ہے
بلکہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ مذہب حنفی
میں بہترین طریقہ ہے (فیوض الحرمین) اور شاہ صاحب ہی فرماتے
ہیں کہ امام بخاریؒ اور دوسرے محدثین کی جمع کردہ احادیث کے حنفیت
ہی زائد قریب ہے۔ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی
جمعت ولقحت فی زمان البخاری واصحابہ (فیوض الحرمین)
یہی کتاب فیوض الحرمین جس پر چند سطور بطور مقدمہ لکھی جا رہی ہیں جس
کے ترجمہ کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مولانا کو عطا فرمائی ہے۔ شاہ
صاحب نے اسی کتاب کے اختتام پر مذاہب کی حقیقت سے بحث کی ہے
پہلے مذہب کی حقیقت کا مطلب بتلایا ہے کہ معنی حقیقۃ المذہب

ان تکون احکامه مطابقة لما قاله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ولما کان علیه القرون المشهود لها۔

(فیوض الحرمین)

اس کے بعد متصلاً تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب پتے کی بات بھی سنو وہ یہ کہ مجھے نظر آیا کہ حنفی مذہب میں ایک بڑا گہرا بھید دیکھ لیا کہ مذہب حنفی کا آج دوسرے مذاہب کے بارے میں پلڑا بھاری ہے۔ (فیوض الحرمین)

میں چاہتا ہوں کہ اس کا جواب ضرور لکھا جائے ورنہ نئے لوگ اس کو پڑھ کر گمراہ ہو جائیں گے اس کا جواب آپ ضرور لکھیں۔ اس تحریر کے پڑھنے کے بعد تو مجھے تقلید سے اور نفرت بھی ہو گئی۔ میں گنہگار انسان ہوں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی مشکل آسان فرما سکتے ہیں ان کے پاس کوئی کمی نہیں ہے آپ سے دعا کا طالب ہوں۔ میری طرف سے اہلِ حدیث حضرات کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

خادم

نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود چک لالہ مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۶۲ء

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب صاحب مدظلہ،

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں کراچی جا رہا ہوں اس لئے میں نے قصداً جواب میں تاخیر کی۔ اب آپ کا دوسرا خط ملا آپ کا واپس آنا معلوم ہوا۔ آپ تو غالباً موسم گرما کی تعطیلات میں گئے ہوں گے پھر اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں وباللہ التوفیق

(۱) مولوی صاحب نے کہا تھا کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ خدا کی وحدانیت پر ہمارا ایمان ہے۔ حضور کی رسالت پر ایمان ہے وغیرہ وغیرہ تو کیا پھر بھی ہم مسلمان نہیں ہیں؟

بہت سے کلمہ گو بھی مشرک ہوتے ہیں

اس سوال کا جواب میں نے اس خط میں دیا تھا غلطی ہوئی کہ میں نے اوپر سوال نقل نہیں کیا تھا۔ خراب پھر لکھتا ہوں۔

جواب! جی ہاں! ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ مسلمان نہیں ہیں اس لئے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ہے۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (یعنی بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہوتے ہیں (سورہ یوسف)

دوسری آیت میں ارشادِ باری ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝

(الانعام) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا ان ہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت پر ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام بہت گھبرائے کہ ہم میں ایسا کون ہے جو ظلم سے بالکل محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ط بے شک شرک ظلم عظیم ہے (صحیح بخاری) یعنی اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ امن وہدایت ان کے حصے میں ہے جو ایمان لانے کے بعد شرک نہ کریں اور کیونکہ آپ کلمہ گو ہونے کے باوجود شرک کرتے ہیں لہذا نتیجہ ظاہر ہے۔

تقلید بدعت ہے۔ یہ دین میں اضافہ ہے۔ دین میں کمی بیشی اللہ کا کام ہے کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا۔ اس کو واجب قرار دیا۔ لہذا آپ شرک کے مرتکب ہوئے۔

آپ کے ہاں شریعت سازی ہوئی۔ مسائل گھڑے گئے۔ مثلاً چوہا کنوئیں میں گر جائے تو اتنے ڈول نکالو۔

(۲) ایک درہم سے کم نجاستِ غلیظ معاف ہے۔ نماز ہو جائے گی۔

(۳) شہر والے نماز عید سے پہلے اس طرح قربانی کر سکتے ہیں کہ جانور کو شہر کے باہر لیجا کر ذبح کر دیں وغیرہ وغیرہ اور کیونکہ آپ ان مسائل کو واجب التعمیل تسلیم کرتے ہیں لہذا اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ (شوریٰ) کے ماتحت شرک کے ماتحت ہوئے۔

(الف) آپ لوگ احادیث صحیحہ کے خلاف اپنے مذہب کو تسلیم کرتے ہیں مثلاً حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کی ایک رکعت طلوع آفتاب

سے پہلے پا لے۔ اسے نماز مل گئی (صحیح بخاری) لیکن آپ کے مذہب میں ہے کہ وہ نماز نہیں ہوتی اس سے بڑھ کر شرک اور کفر کیا ہوگا اس قسم کے بے شمار مسائل ہیں۔

ب۔ سوال مرقومہ بالا میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر بریلویوں، مرزائیوں، رافضیوں، منکرین حدیث اور جملہ فرقِ باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب بھی مسلمان ہیں۔ ؟

مقلد محقق نہیں ہو سکتا

(۲) مولوی اشرف علی صاحب نے کہا کہ میں محقق حنفی ہوں، اندھا مقلد نہیں ہوں جس طرح مولانا عبدالحئی اور مولانا ملا علی قاری، شاہ ولی اللہ صاحب محقق حنفی تھے...... غیر مقلد جتنے ہیں سب وہابی ہیں... دنیا کے سارے مقلدوں کو میرا چیلنج ہے۔

جواب۔ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوا کہ وہ محقق بھی ہیں اور مقلد بھی یعنی مجموعہ ضدین ہیں ــــ تقلید کی تعریف:۔ (۱) التقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول او یفعل معتقد الحقیقۃ فیہ من غیر نظر وتامل فی الدلیل کان ہذا المتبع جعل قول الغیر او فعلہ قلادۃ فی عنقہ من غیر مطالبۃ الدلیل (حاشیہ حسامی) تقلید دوسرے انسان کے قول و فعل کی پیروی کا نام ہے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہی حقیقت ہے بغیر اس کے کہ وہ خود دلیل کو دیکھے اور اس میں غور کرے۔ گویا یہ مقلد ایسا ہے کہ اس نے غیر کے قول یا فعل کو اپنی گردن کا قلادہ (پٹہ) بنا لیا ہے۔ بغیر اس بات کے کہ وہ دلیل کا مطالبہ کرے (۲) التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ تقلید دوسرے شخص کی بات پر بغیر دلیل جانے عمل کرنے کا نام ہے (مسلم الثبوت)

فقہ کی تعریف = العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتہا یعنی احکام شرعی کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننا (مسلم الثبوت) قریب قریب یہی الفاظ توضیح میں بھی ہیں۔

فقہ کی تعریف = دوسرے لفظوں میں معرفۃ النفس ما لہا وما علیہا انسانی فرائض کی معرفت (توضیح)

فالمعرفۃ ادراک الجزئیات عن دلیل فخرج التقلید۔ اور معرفت کے معنی ہیں کہ مسائل کو دلیل سے سمجھا جائے پس تقلید اس علم (فقہ) سے خارج ہے (توضیح) یعنی مقلد کو دلائل کی معرفت نہیں ہوتی لہٰذا وہ فقیہ یعنی عالم نہیں ہو سکتا۔ لا یقال علی المقلد لتقصیرہ عن الطاقۃ یعنی فقیہ کا لفظ مقلد کے لئے نہیں بولا جا سکتا اس وجہ سے کہ ۔۔ دلائل کی معرفت کی طاقت نہیں رکھتا۔ (توضیح) ۔۔۔ تقلید اور فقہ کی تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مقلد علم سے کورا ہوتا ہے اس کو فقیہ نہیں کہہ سکتے لیکن محقق کے لئے دلائل کی معرفت کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ محقق کس بات کا۔ لہٰذا جونہی دلائل کی معرفت اسے حاصل ہوئی ۔۔ مقلد نہیں رہا لہٰذا ایک ہی شخص مقلد بھی ہو اور محقق بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اجماع ضدین باطل ہے ۔۔۔ (توضیح مسلم الثبوت حسامی حنفی اصول فقہ کی کتابیں ہیں فقہ کی کتابیں دوسری ہیں۔)

بہت سے علماء اہلحدیث کو مقلدین نے مقلد مشہور کر دیا ہے :۔

اور لوگ تو غیر حنفی مشہور ہیں لیکن مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حنفی کہنا انصاف کا خون کرنا ہے ساری زندگی ان کی تقلید کی تردید[1] میں گزری اور پھر بھی وہ حنفی ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔ بہرحال اس بات سے اتنا تو ثابت ہوا کہ کوئی شخص کتنا ہی بڑا غیر مقلد کیوں نہ ہو یہ اسے مقلد بنائے بغیر نہیں چھوڑتے۔ ہزاروں علماء دین ایسے ہیں جو غیر مقلد تھے لیکن سب مقلد مشہور ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولانا عبدالحی کا اہلحدیث ہونا خود ان کی عبارتوں سے ظاہر ہے اب بھی اگر کوئی ان کے مقلد ہونے پر مصر ہے تو خیر ہم اس کے اصرار سے اسکو تسلیم بھی کر لیں تو ہم پر اس کا کیا اثر ہوگا مقلدین کی فہرست میں ایک دو کا اضافہ ہو جائیگا لیکن ہمارا اصول جہاں ہے وہیں رہیگا۔ کہ واجب الاطاعت صرف قرآن و حدیث ہے کوئی مانے نہ مانے

(۳) ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثوں پر تو ایک آدمی عمل نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں ۔۔

---

[1] مولانا موصوف کی تصنیفات در ردِ تقلید ہم سے منگائیے۔

جواب :۔ کیا ثبوت ہے کہ یہ قول مولانا ثناء اللہ کا ہے ان کی سینکڑوں تصنیفات ہیں لیکن کہیں انھوں نے یہ نہیں کہا کہ صحیح بخاری میں ضعیف احادیث بھی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے منسوخ کہا ہو اور یہ ضعیف سمجھے ہوں۔ اسلئے کہ منسوخ کا ذکر تو آ سکتا ہے۔ لیکن عمل ناسخ پر کیا جاتا ہے۔ عمل منسوخ پر نہیں ہوتا۔ اور یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ مثلاً صحابہ کے شراب پینے کا واقعہ اور پھر شراب کی حرمت کا نازل ہونا تو بے شک یہاں صرف حرمت پر عمل ہوگا نہ شراب پینے لگ جائیں۔ کوئی جاہل ہی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ منسوخ پر عمل بھی کرنا چاہیئے۔

صحیح بخاری میں تو صرف سات ہزار احادیث ہی ہیں مسند امام احمد میں تو پچاس ہزار احادیث ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث نہیں لکھی جب تک اس پر عمل نہیں کیا حتیٰ کہ پچھنے بھی لگوائے اور پھر پچھنے لگانے کی حدیث بیان کی۔ اب اگر پچاس ہزار احادیث پر ایک آدمی عمل کر سکتا ہے تو سات ہزار پر عمل کرنا کیا مشکل ہے۔ پھر یہ لازم ہی کب ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے تو نجات ہو گی۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرض لیا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص ساری عمر قرض نہ لے تو کیا وہ گنہگار ہے۔ یا پچھنے نہ لگوائے تو وہ مجرم ہے۔ یا لوکی کھانے کا اسے اتفاق نہ ہو تو اس کا اسلام ناقص ہے۔

(۱۴) امام بخاریؒ کے دو تین استاد شیعہ تھے۔ اس لئے ان پر شیعیت کا رنگ غالب ہے۔ انھوں نے بہت سی حدیثیں شیعوں کو خوش کرنے کے لئے لکھ دی ہیں۔"

جواب :۔ یہ بہتان عظیم ہے کیا صحیح بخاری میں ازواج مطہرات صدیق اکبر

عمر فاروق وغیرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل نہیں ہیں۔ کیا صحیح بخاری میں شیعوں کے مسائل کی تردید نہیں ہے۔ مثلاً وضو میں پیر دھونے کو بڑے شد و مد سے ثابت کیا ہے۔ حضرت علیؓ کے فضائل کا ذکر اگر شیعیت ہے تو سبحان اللہ ہم سب کو مبارک ہو ہم بھی سب شیعہ ہیں ۔۔۔۔۔ امام نسائیؒ کو تو فضائل علیؓ بیان کرنے پر مارا گیا۔ غرض یہ کہ اگر کوئی استاد حبِ علیؓ میں غلو کرتا ہے یا ان کو افضل ترین امت سمجھتا ہے لیکن اور کوئی بیہودگی نہیں کرتا۔ کسی کی شان میں گستاخی کو کفر سمجھتا ہے۔ سچ بولتا ہے اور سچ کی حمایت کرتا ہے تو ایسا شخص اگر شیعہ کہلائے تو کیا اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس کی بات کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہو۔ اگر امام بخاریؒ کا کوئی اس قسم کا استاد ہو تو مضائقہ نہیں۔ آخر امام ابو حنیفہؒ بھی تو مرجیہ مشہور ہیں اور ان ہی کی خاطر احناف کو مرجیوں کی ۲ دو قسمیں کرنی پڑی ہیں۔ مرجیہ اہلِ سنت۔ مرجیہ اہلِ بدعت اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ اہلِ سنت ہوتے ہوئے تفضیلِ علی کا قائل ہو تو کیا شیعوں کی دو قسمیں نہیں ہو جائیں گی شیعہ اہلِ سنت، شیعہ اہلِ بدعت۔ یہ ہے تفصیل اس بات کی کہ امام بخاریؒ کے دو تین استاد شیعہ تھے۔ درحقیقت وہ شیعہ تھے نہیں ہاں مشہور کر دیئے گئے یا کسی نے محض تعصب یا عدم تحقیق سے شیعہ کہہ دیا یہ بات قطعاً غلط ہے کہ امام بخاریؒ گمراہ فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے احادیث اخذ کرتے تھے اور انہیں حجت سمجھتے تھے۔

(۵) "علامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔"

جواب:۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ وہ سخت قسم کے غیر مقلد تھے۔ وہ علم دین کے آفتاب و مہتاب تھے۔ کجا وہ اور کجا یہ حافظ ابن قیم کی کتاب

اعلام الموقعین تقلید کی تردید سے مالا مال ہے اور وہ شاگرد ہیں علامہ ابن تیمیہؒ کے۔

(۲) کیا حنفیوں مقلدوں کے پاس ایسی کوئی خفیہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ تحقیق کرنے کے بعد بھی تقلید نہیں چھوڑتے۔"

تقلید کیوں نہیں چھٹتی

جواب:- حقیقت یہ ہے کہ وہ تقلید نہیں چھوڑتے ہیں لیکن اس کا اظہار آپ کے سامنے نہیں کرتے یعنی وہ آپ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اپنی کمزوری کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو خوش کرنا نہیں چاہتے۔ اس کو وہ اپنی شکست کے مترادف سمجھتے ہیں۔ ان کا دل جو کچھ جانتا اور مانتا ہے وہ زبان پر نہیں آتا۔ وہ جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرتے ہیں جس طرح یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچاننے کے بعد بھی آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ نہ وہ اس حقیقت کا اعتراف عوام کے سامنے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہیں عوام سے خوف ہوتا ہے ان سے ان کے دنیاوی فائدے وابستہ ہوتے ہیں جو اعتراف کے بعد کالعدم ہو جاتے ہیں۔ گویا اس طرح بمصداق آیات کریمہ آخرت کے بدلے دنیا کو خرید رہے ہیں۔ جس طرح بادشاہ ہرقل سوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ آپ کے پاس پہنچنے اور آپ کے پیر دھونے کی تمنا کی لیکن حکومت جانے کے خوف سے ایمان قبول نہیں کیا اور اسلامی فوجوں کے خلاف نبرد آزما ہوتا رہا۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس کا جواب بہت خوب دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ:- جب یہ معلوم ہو جائے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے اور ایک جم غفیر علماء کا اس پر عمل کرتا ہے اور اس کا مخالف صرف قیاس یا اجتہاد

سے کوئی بات کہتا ہے تو ایسی حالت میں حدیث کی مخالفت کرنے کا کوئی سبب نہیں۔ الا نفاق خفی او حمق جلی سوائے خفیہ نفاق کے یا ظاہر حماقت کے (عقد الجید)

امام ابو حنیفہ کی جمع کردہ احادیث کہاں گئیں

(۷) امام ابو حنیفہ کے زمانہ تک حدیث کے روایت کرنے والے کم تھے بعد میں راوی بڑھ گئے لہذا الفاظ قائم اور محفوظ نہ رہ سکے ضرور کمی بیشی ہوئی اسی لئے ہم امام صاحب کے اقوال پر عمل کرتے ہیں اور امام صاحب کے اقوال کو ان کے شاگردوں نے محفوظ کر لیا تھا یہی وجہ ہے کہ ہم تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں۔

جواب:- راویوں کے بڑھ جانے سے حدیث غیر محفوظ نہیں ہوتی مثلاً اگر کسی حدیث کو ہم اپنی سند سے سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائیں۔ تو یہ ضرور ہے کہ ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقریباً بیس پچیس راوی ہوں گے لیکن وہ روایت غیر محفوظ کیسے ہو جائے گی جبکہ وہ امام مالک رح امام بخاری رح۔ امام مسلم کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ اگر امام صاحب کے زمانے میں احادیث محفوظ تھیں تو پھر وہ غیر محفوظ کیسے ہو سکتی ہیں اور اگر محفوظ نہیں تھیں اور امام صاحب اور ان کے شاگردوں نے بھی محفوظ نہیں کیں اور بعد میں راویوں کی کثرت کے باعث وہ ضائع ہو گئیں تو کیا یہی وہ اسلام ہے جس پر ہیں اور ان کو ناز ہے۔ افسوس کہ امام صاحب کے شاگردوں نے امام صاحب کے اقوال کو تو محفوظ کیا اور احادیث کو ضائع ہونے دیا۔ اگر ہم اس کو تسلیم بھی کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ صحیح بخاری کی احادیث غیر محفوظ ہیں حالانکہ علماء احناف نے متفقہ طور پر

اسے تسلیم کیا ہے حتی کہ مولانا انور شاہ صاحب نے تو اس کے قطعی الصحت ہونے کا اعتراف کیا ہے جو ان کی کتاب شرح صحیح بخاری میں موجود ہے۔

(۸) کیا ہم کو قرآن وحدیث کے احکام بتلانے کا حق نہیں ہے نور محمد صاحب نے فرمایا کہ سوائے عالموں کے کوئی تقریر نہیں کر سکتا۔

جواب:- کیوں نہیں ہے۔ ہاں تقریر کرنے کا حق صرف دو آدمیوں کو حاصل ہے۔ امیر کو یا مامور کو۔ لیکن یہ نہ یہاں کوئی امیر ہے نہ مامور ہے لہٰذا ہر شخص کو مَبْلَغُوا عَنِّيْ پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے۔ جب خلافت قائم ہو جائیگی تو پھر دیکھا جائیگا۔ کیونکہ مولوی نور محمد صاحب نہ امیر ہیں نہ مامور لہٰذا انہیں بھی تقریر کا حق نہیں پہنچتا گویا وہ بھی حدیث کے خلاف تقریر کرتے ہیں۔

(۹) ایک آدمی جنبی ہے۔ اس کا جانور مر رہا ہے۔ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اب وہ کیا کرے۔

جواب:- ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تو یہ پوچھتے تھے کہ کیا ایسا ہوا ہے اگر وہ کہتے کہ نہیں تو جواب دیتے کہ جاؤ جب ایسا ہے تو سوال کرنا میں کہتا ہوں یہ مسئلہ فرضی ہے نہ ایسا ہوا ہے نہ انشاء اللہ آئندہ ہوگا جب اللہ نے اس مسئلے کے حل کرنے کیلئے کوئی قانون ہمیں نہیں دیا تو ہمیں کیا حق ہے کہ پہلے مسئلہ گھڑیں اور پھر اس کا جواب گھڑیں گویا ہم قانون ساز ہیں کہ کوئی قانون وضع کر دیں اور جب کسی شخص کو ایسا معاملہ پیش آئے تو ہمارے وضع کردہ قانون پر عمل کرے۔ یہ شریعت سازی انہی کو مبارک ہو۔ ہمارا تو صرف اتنا کام ہے کہ قرآن یا حدیث میں اس مسئلہ کا حل ہو تو جواب دیدیں ورنہ خاموش رہیں۔

ہم کیوں اپنے آپ کو قانون ساز بنا کر گنہگار ہوں جس کو ایسا معاملہ پیش آئے گا وہ جانے اس کا ایمان اور اجتہاد جانے جو اس کی سمجھ میں آئے وہ خلوص کے ساتھ کرے وہ انشاء اللہ مجرم نہیں ہوگا لیکن اگر وہ ہمارے گھڑے ہوئے قانون پر عمل کرتا ہے تو مشرک ہوگا لہٰذا ہم تو ایسے فضول مسائل سے اجتناب کرتے ہیں۔

رائے اور فتوے بازی کی مذمت

آپ انکی شرارتوں سے نہ گھبرایئے استقامت سے گامزن رہئے۔ آپ اگر خاموش ہوگئے تو تبلیغ رک جائیگی آپ اللہ کے بھروسہ پر کام جاری رکھئے گا۔ اللہ آپ کی مدد فرمائیگا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (سورۂ محمدؐ) انکی شرارت بے شک آپ کو ناگوار گذرتی ہے لیکن اسی میں بہتری ہے۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیرٌ لکم ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو (بقرہ)

آپ اگر کسی وقت بحث میں خاموش بھی ہو جائیں تو اس سے مغموم نہ ہوں اس لئے کہ آپ نے کب کہا کہ میں عالم ہوں۔ ہمہ داں ہوں ذیل میں دارمی شریف کے حوالے سے صحابہ اور ائمہ تابعین کے کچھ اقوال نقل کر رہا ہوں وہ سوالات کیلئے آپ کے کام آئیں گے۔ ان سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے ائمہ کرام کتنے سادہ لوگ تھے۔ فقہی موشگافیاں وہاں نہیں تھیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ جب تم ہم سے کوئی بات قرآن یا حدیث کی پوچھوگے تو ہم بتائینگے اور نئی باتیں جو تم نے نکالی ہیں وہ ہماری قدرت سے باہر ہیں

(۲) قتادہؒ مشہور تابعی امام فرماتے ہیں۔ میں نے تیس برس سے کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہی۔

(۳) امام ابو ہلالؒ تابعی فرماتے ہیں۔ میں نے چالیس برس سے کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہی

(۴) حضرت امام عطاءؒ فرماتے ہیں۔ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ دنیا میں میری

رائے کی فرمانبرداری کی جائے" انہی امام عطاءؒ کے متعلق امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔"

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فتویٰ دینے سے زیادہ یہ کہتے تھے کہ میں نہیں جانتا۔

(۶) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "فتویٰ صرف قرآن وحدیث سے دو۔ ان کے علاوہ کوئی بات کروگے تو خود بھی ہلاک ہوگے اور دوسروں کو بھی ہلاک کروگے"

(۷) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "جو شخص تمام مسئلوں میں فتویٰ دے وہ دیوانہ ہے۔"

(۸) امام شعبیؒ فرماتے ہیں "میں نہیں جانتا" کہنا آدھا علم ہے اگر قیاس کروگے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کروگے۔"

(۹) حضرت علیؓ فرماتے ہیں "جب مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے جو میں نہیں جانتا تو اس بات میں کلیجہ کے لئے سب سے زیادہ ٹھنڈی بات یہ ہے کہ میں کہوں آللہ اعلم"

۱۰۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں۔ اگر لوگ حدیث رسولؐ سنائیں تو اس کو اختیار کرو اور جو بات اپنی رائے سے بتائیں تو اس کو پاخانے میں ڈالدو۔"

(۱۱) امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں "میں تجھ سے حدیث رسولؐ بیان کرتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں یہ کہتے ہیں۔ اب تجھ سے بات نہ کروں گا۔"

(۱۲) حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں تو اس میں قرآن کے ساتھ اشارے کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ قرآن جانتے تھے" آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر اسے ختم کرتا ہوں۔"

آپ فرماتے ہیں جس کو فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت ہے اسکو دوزخ پر زیادہ جرأت ہے (دارمی)

اب آپ کے دوسرے خط کا جواب لکھتا ہوں۔ آپ نے خود عبارتیں نقل کی

ہیں وہ فیوض الحرمین کی تو معلوم نہیں ہوتیں بلکہ مترجم کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ اگر فیوض الحرمین کی ہوتیں تو مضمون اسطرح ہوتا کہ میں مقلد ہوں حالانکہ عبارت میں اسطرح ہے کہ "شاہ صاحب مقلد تھے" اب یہ بتائیے کہ مترجم نے اپنی طرف سے لکھاہے یا شاہ صاحبؒ کی کسی کتاب کا حوالہ دیاہے؟ نواب صدیق حسنؒ کا حوالہ اگر صحیح ہے تو نواب صاحبؒ کو غلط فہمی ہوئی۔ میں شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ تینوں کو ان کی عبارت سے غیر مقلد ثابت کر سکتا ہوں۔ پھر نواب صاحبؒ کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اب اگر قاری عبدالرحمٰن صاحب یا کوئی اور ان کو حنفی کہتا ہے تو کہنے والے تو ان کو بریلوی بھی کہتے ہیں۔ اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی ہر ایک ان کو اپنا بناتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کی کتاب حجۃ اللہ، عقد الجید کیا کہتی ہے، تفسیر عزیزی، تنویر العینین کیا کہتی ہے؟ کیونکہ حنفی ان کو حنفی کہتے ہیں لہذا اہلحدیث اس سے فائدہ اٹھا کر یہ کہدیا کرتے ہیں کہ دیکھئے فلاں حنفی عالم یہ کہتا ہے وہ حق کی طرفداری کرتاہے اور تم انکار کرتے ہو۔ حالانکہ حقیقتاً انکو حنفی ماننا نہیں ہے۔

کیونکہ شاہ صاحبؒ ہندوستان میں تحریک اہلحدیث کے بانی اول ہیں۔ شاہ صاحب کی عبارت حنفی مذہب میں ایک بڑا گہرا بھید ہے...... پلڑا بھاری ہے" سمجھ میں نہیں آئی آگے پیچھے سے پوری عبارت ہو تو کچھ مطلب سمجھ میں آئے۔ میں انشاءاللہ اس کا جواب لکھنے کیلئے تیار ہوں فی الحال "دلوا سلام" کا جواب تیار کر رہا ہوں اس کے بعد آپ سے عرض کروں گا یہاں کتب خانہ نہ ہونے سے بڑی دقت پیش آتی ہے طبیب صاحب سلمہ کو سلام کہئے گا۔ ان کی غائبانہ محبت قابل قدر ہے میں بھی ان سے ملنے کا متمنی ہوں اللہ آرزو پوری کرے آمین.......
جس صاحب کو بھی سلام کہئے گا۔ اپنے اہل وعیال کو بھی سلام کہئے گا۔

فقط خادم مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب نواب
ہیڈ ماسٹر۔ مڈل اسکول غلام اللہ۔ ضلع ٹھٹھ

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہ

السلام علیکم

ابھی آپ کا خط عین انتظار کی حالت میں ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کا خط آنے میں تاخیر ہو جانے کے سبب میں سمجھتا تھا کہ شاید آپ مسلسل استفسارات سے خفا ہو گئے ہیں۔ لیکن خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جواب آیا عین پریشانی کے عالم میں آکر مسرت بخشا۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے میں نے خوب پڑھا اور خوب سمجھا۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ سے خط و کتابت میں میری خوب اصلاح ہوئی اور ہو رہی ہے۔ میرے اہل و عیال کراچی میں تھے ان کو لانے کیلئے میں کراچی گیا تھا۔ اس لئے جلد واپس ہو گیا کہ ۱۰ر جولائی ۶۲ء کو اسکول کھولنا تھا۔ کراچی میں محترم عبدالغفار صاحب سے ملاقات کی نسیم صاحب سے ملاقات کی اور مختلف اہلحدیثوں کی مساجد میں نماز پڑھیں۔ آپ کے بھائی جناب محمود صاحب سے بھی ملاقات اور بحث ہوئی۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ وہ آئندہ حدیثوں پر عمل کرنے کی کوشش کرینگے۔ خداوند تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے آمین۔ عبدالسلام صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ طیب صاحب بے چارے ایک غریب آدمی ہیں ایک زمیندار کے ہاری ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی توفیق عطا فرمائی ہے کہ قرآن و حدیث پر جان دیتے ہیں۔ ہماری عدم موجودگی میں یہاں کے حالات انتہائی خراب ہو گئے۔ مولوی سلیم صاحب کے ساتھ سب لوگ روانہ ہو گئے۔ مولوی سلیم نے کہا جو کوئی بھی تم لوگوں سے دین کی بات کرے اس کو مارو۔ سب کو

مارپیٹ کی چھٹی دیدی۔ مولوی سلیم نے اعلان کیا کہ میں عنقریب نواب صاحب کو یہاں سے نکال دونگا۔ اتفاق سے اس دن میں کٹھمنڈو گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو سارے کیفیت معلوم ہوئی۔ طبیب صاحب کے باپ نے طبیب صاحب سے علیحدگی اختیار کر لی۔ طبیب صاحب کا لڑکا بھی ان سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ وہ مولوی اشرف کے پاس فقہ حنفی پڑھتا ہے۔ اب میں اور طبیب صاحب یہاں تقریباً نظر بند ہو کر رہ گئے ہیں۔ غرض پریشانیاں معراج کو پہنچ گئی ہیں۔ دوسری طرف بحمدا دل کو سکون حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہے کہ وہ مجھے ان بدعتوں کے ہاتھوں رسوا نہ فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کراچی میں میری سسرال میں میرے سالے جن پر پرویزیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا اور جو مجھ سے ناراض تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ ان سے رات دو بجے تک بحث ہوتی رہی خدا کے فضل و کرم سے آخر میں وہ قائل ہوئے۔ نہ صرف اہمیت حدیث سے واقف ہوئے بلکہ فرقہ پرستی سے بھی علیحدگی اختیار کی۔ میری لڑکی بھی آئی ہوئی تھی وہ جب واپس ہوئی تو اس نے سجاول میں اپنے شوہر کے پاس حنفی نماز پڑھنے سے انکار کیا اور رفع الیدین سے نماز علی الاعلان پڑھنے لگی اس کے شوہر یعنی میرے داماد نے مجھے لکھا کہ رفع الیدین سے نماز بے شک پڑھے مگر سختی اور شدت چھوڑ دے۔ میرے داماد نے ماشاءاللہ تسلیم کیا کہ تقلید شخصی بے شک بدعت ہے۔ مگر یہ لکھا کہ میں چونکہ ان لوگوں میں تعلیم پا رہا ہوں اور میں اپنے بڑوں کے زیر پرورش ہوں اس لئے شدت سے ڈرتا ہوں وغیرہ۔ باقی سب خیریت ہے میری طرف سے سب کی خدمات میں سلام عرض ہے بچے بھی سلام عرض کرتے ہیں۔

فقط خادم نواب ۲۲/۷/۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب ثواب :-

بخدمت شریف عالیجناب محترم مسعود صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ وصول ہوا۔ اپنی پریشانیوں کی وجہ سے میں بروقت جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمایئے یہاں میری مخالفت حد درجہ بڑھ گئی ہے جس کا اظہار میں نے اپنے پہلے خط میں بھی کیا تھا۔ طیب صاحب ماشاءاللہ اپنی جگہ مضبوط ہیں روزانہ آتے ہیں اور آپ کو سلام لکھنے کیلئے کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انشاءاللہ سردیوں میں راولپنڈی چلیں گے۔ غلام حسین صاحب نے ہمارے پاس آنا چھوڑ دیا ہے۔ آجکل ■ اپنی شادی کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ دینِ حق پر قائم ہیں۔ ایک حاجی صاحب میرے پاس آئے تھے۔ دو گھنٹہ تک مجھ سے بحث کرتے رہے۔ بالآخر خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے دینِ حق قبول کر گئے اور بدعت سے توبہ کیا۔ تقلیدِ شخصی سے توبہ کی اور خوشی خوشی چند کتابیں مسلکِ اہلحدیث کی مجھ سے لے کر گئے۔ خدا کا شکر ہے۔ پھر دو چار روز کے بعد ایک حنفی مولوی جس کو یہ پتہ چلا تھا کہ ایک ماسٹر اہلحدیث غلام اللہ میں رہتا ہے تو وہ مجھ سے ملنے آیا اور اسکول پہنچا۔ میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا کہ شاید پھر کوئی فتنہ آیا۔ اس مولوی نے کوئی تین گھنٹہ مجھ سے ہر پہلو پر بحث کی۔ اس نے یوں بحث شروع کی کہ ہماری فقہ کی کتابوں پر آپ بہتان باندھتے ہیں کہ کتا نجس نہیں ہے گدھا پاک ہے وغیرہ وغیرہ میں نے کہا کہ جناب کتا اور گدھا آپ کو مبارک ہو ہم کسی پر بہتان نہیں باندھتے۔ آپ کی فقہ کی کتابیں میری لکھی ہوئی نہیں ہیں جنہوں نے لکھا ہے ان سے جا کر پوچھئے۔ میں تو آپ سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے

اپنا نام محمدی کے بجائے حنفی کیوں رکھا ہوا ہے اس پر روشنی ڈالئے وہی پرانا جواب کہ وہ بزرگ تھے وغیرہ وغیرہ اس پر بحث ہوتی رہی پھر نماز کا مسئلہ آیا میں نے کہا کہ جناب آپ کا فرقہ کہتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو گے تو نماز نہیں ہو گی جہنم میں جلائے جائیں گے۔ دوزخ کی آگ منہ میں ڈالی جائیگی۔ اور شافعی کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے نہ پڑھو گے تو نماز نہ ہو گی۔ اب کونسی چیز صحیح ہے۔ نہ پڑھنا بھی اور پڑھنا بھی صحیح دونوں صحیح کیسے ہو سکتے ہیں اب اس جھگڑے کا فیصلہ کس سے کرائیں۔ کیا آپ کے مقلد عالموں سے پوچھیں وہ تو وہی بتائیں گے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے آپ ہی فرمائیں کہ اس بارے میں خداوند قدوس جل جلالہ کا ارشاد اور حکم کیا ہے۔ اس پر وہ مولوی گڑ بڑا گیا۔ ادھر ادھر کی ہانکنے لگا۔ پھر میں نے قرآن کی آیت اس کو سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے وقت سب کو چھوڑ دو اور اپنے جھگڑے کو خدا اور رسول کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کرا لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور حکم تاکیدی ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھو ورنہ نماز نہ ہو گی۔ آخر میں خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ مولوی تائب ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر حنفیت سے توبہ کی اور کچھ کتابیں مجھ سے لے کر گیا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے وہ جس کو توفیق دینا چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ وہ غفور الرحیم ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس علاقہ میں چار پانچ آدمی اہلحدیث ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد ایک بدعتی ہیڈ کلرک جس کا شاید پہلے کبھی خط میں میں نے ذکر کیا تھا۔ پرسوں رات میرے پاس آیا۔ دین کی بحث شروع ہوئی کہنے لگا کہ غوث پاک نے اپنی کتاب میں دین کے کئی فرقے ہونے کا ذکر کیا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
وہ سب بہشت میں چلے جائیں گے۔ میں نے ان کو آپ کی گفتگو سنائی [illegible] کہ وہ ضرور
ہی بہشت میں چلے جائیں گے۔ [illegible] کوئی پرواہ [illegible] ہوا ہے یک گاؤں
ہے اور [illegible] اس کی تصدیق کرتی کہ وہ ضرور بہشت میں جائیں گے
اور تم کو بھی لے جائیں گے۔ لیکن یہ نہیں [illegible] کر چلا گیا۔ یہ ہر وقت یا غوث
مدد کے نعرے لگاتے بیٹھتے لگا ہے۔ اس نے یہاں مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کا بیڑہ
اٹھایا ہے۔ اس کی ایک جماعت بنی ہوئی ہے ہر وقت یا غوث کے نعرہ لگاتا
ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بڑی آسانی سے اس کی بات مان لیتے ہیں
اور سیدھی سچی بات قرآن وحدیث کی نہیں مانتے۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو
کیا ہو گیا ہے۔ سکریٹری یونین کونسل نے مجھ سے کہا کہ آپ کی نماز میں سوائے
دو چار کے اور کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ آپ کو سبق لینا چاہیئے اور ہماری
جماعت میں شریک ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ خدا بچائے تمہاری جماعت سے
خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ حق والے تھوڑے ہوں گے۔ آپ اپنی کثرت پر
اکڑتے ہیں حالانکہ حدیث و قرآن شاہد ہیں کہ دوزخی زیادہ ہوں گے اور
بہشتی کم۔ لیکن وہ بھی نہیں مانا کہنے لگا۔ کہ جناب میں عاقل و بالغ ہوں میں سمجھتا
ہوں کہ میں حق پر ہوں۔ ایک پرائمری بریلوی ذہنیت کا ماسٹر برسوں مجھ سے

شرارتاً کہنے لگا کہ آپ کے پاس درمختار ہے میں نے کہا جی نہیں میرے پاس اس کا رد ہے قرآن وحدیث کہنے لگا کہ آپ تو اہل حدیث ہو کر رہ گئے، میں نے کہا کہ اس لئے آپ کی نظروں میں گر گئے اور مسلمان بھی نہیں رہے بولا کہ مسلمان تو ہیں مگر پھر آگے نہ بول سکا۔ غرض یہی مناظرانہ رنگ روز رہتا ہے مگر جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق دیتے ہیں وہ تسلیم کر لیتے ہیں اور اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا داماد راہ راست پر آگیا ہے اور تقلید شخصی کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کے آگے سر جھکا دیا ہے۔ اب میں چند باتیں آپ سے دریافت کرتا ہوں محض اپنی معلومات کیلئے وہ یہ کہ ....

شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ نے اپنی کتابوں صراط مستقیم اور شفاء العلیل وغیرہ میں تصوف کے بارے میں جو لکھا ہے تو کیا یہ بھی پیری مریدی کرتے تھے۔ کراچی میں عبد الستار صاحب امام جماعت غرباء اہل حدیث امام کی بیعت کو لازم بتلاتے ہیں۔ خط طویل ہو گیا ہے اس لئے ختم کرتا ہوں۔ بچے سب سلام کہتے ہیں۔ طیب صاحب بھی سلام کہتے ہیں سب اہلحدیث حضرات کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

خادم نواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   چک لالہ ۱۸ اگست ۱۹۶۲ء

آپ کا خط مورخہ ۱۱ اگست ملا۔ خیریت و حالات سے آگاہی ہوئی اللہ تعالیٰ
آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائے آمین۔ غلام اللہ کس طرف واقع ہے کراچی سے آتے
وقت دریائے سندھ عبور کرنا پڑتا ہے یا نہیں۔ ٹھٹھہ سے کتنی دور ہے۔ سجاول
سے آپ کتنی دور ہیں۔ کیا کبھی سجاول جانا ہوتا ہے یا نہیں؟ وہاں کے علماء
اور علیم الدین صاحب سے ملنا ہوتا ہے یا نہیں؟ اب کس طرح ملتے ہیں صبح
وشام یہ دعا پڑھا کیجیے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو بتائی تھی۔ انہوں نے اس
کو پڑھا چند روز میں ان کی پریشانیاں دور ہو گئیں (ابوداؤد) آپکی مناظرانہ
سرگرمیاں معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ اللھم زدہ فزدہ انشاء اللہ آپ
کی تبلیغ سے بہت سے لوگ مسلمان ہوں گے۔

حق والے قلیل ہوتے ہیں

کثرت و قلت پر بحث کرتے ہوئے
آپ نے جو فرمایا کہ ۷۲ آدمی دوزخ میں
جائیں گے تو ایک آدمی بہشت میں جائے گا۔ یہ بات صحیح نہیں اس لئے کہ اس کا
جواب مخالف اس طرح دے سکتے ہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ کا ایک
ایک آدمی ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ناجی فرقہ میں ایک ہزار آدمی ہوں وہاں ۷۲ فرقوں

کے آدمی ملاکر بھی ۲۰۰ یا ۳۰۰ سے زائد نہ ہوں۔ ہاں وہ حدیث آپ پیش کرسکتے ہیں جس میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ ۱۰۰۰ آدمیوں میں سے ۹۹۹ کو دوزخ کے لئے نکالو۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیتیں حسب فرمائش لکھ رہا ہوں۔

(۱) قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ (سورہ مائدہ رکوع ۱۳ پارہ ۷) کہدیجئے ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ ناپاک کی کثرت تعجب میں کیوں نہ ڈالے۔

(۲) وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (سورہ سبا۔ رکوع ۲ پارہ ۲۲) میرے شکر گذار بندے تھوڑے ہوتے ہیں۔

(۳) وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ (سورہ ص رکوع ۲ پارہ ۲۳)

بہت سے شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

(۴) اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْھُمْ (سورہ ہود۔ رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

(۵) تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ (سورہ بقرہ۔ رکوع ۳۲۔ پارہ ۲)

ان آیات میں آیت (۳) بڑی معرکۃ الآراء ہے اس کو بہت اچھی طرح یاد کرلیجئے۔

حدیث:۔ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِائَۃِ لَا تَکَادُ تَجِدُ فِیْھَا رَاحِلَۃً

یعنی لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ۔ قریب ہے کہ تجھ ایک بھی سواری کے لائق نہ مل سکے۔ (بخاری و مسلم) ترمذی میں اتنا زائد ہے کہ اَوْ لَا تَجِدُ فِیْھَا اِلَّا رَاحِلَۃً یا تجھ کو سو میں سے صرف ایک ہی سواری کے قابل مل سکے۔

تصوف واوراد۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح کی کتاب شفاء العلیل

میں نے پڑھی ہے۔ معلوم نہیں کس زمانہ کی تصنیف ہے۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۲ میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "در زمن سید الطائفہ جنید بغدادیؒ رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازاں رسم بیعت" یعنی حضرت جنید بغدادیؒ کے زمانہ میں خرقہ پوشی کی رسم نکلی اور رسم بیعت اس کے بعد رائج ہوئی۔ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں: "تبع تابعین تک مشائخ کا تعلق تلامذہ کے ساتھ بیعت اور خرقہ پوشی کے ذریعہ سے نہ تھا صرف صحبت کے ذریعہ سے تھا ہر ایک شخص بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کرتا تھا اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتا تھا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ومنہا ان لا یتکلم فی ترجیح طرق الصوفیۃ بعضہا علی بعض ولا ینکر علی المغلوبین منہم ولا علی المتؤولین فی السماع وغیرہ ولا یتبع ھو نفسہ الا ما ھو ثابت فی السنۃ

صوفیوں کے طرق میں گفتگو نہ کرے کہ بعض کو بعض پر ترجیح دے۔ مغلوب الحال پر انکار نہ کرے نہ ان پر جو سماع وغیرہ کے بارے میں تاویل کرتے ہیں لیکن خود کسی چیز کی پیروی نہ کرے سوائے اس کے جو ثابت ہو سنت سے۔

(القول الجمیل فی بیان سواء السبیل فصل تا سع) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: وکذلک الاشتغال باوراد المشائخ الصوفیۃ و مقالاتہم لیس ینفع ذلک اصلاً.... ولیلزم الطاعات المنقولۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دون ما یؤثر عن غیرہ۔

یعنی مشائخ وصوفیاء کے اوراد و مقالات میں اشتغال کرنا یہ اصلاً نفع بخش نہیں ہے بلکہ ان عبادات کو لازم پکڑنا چاہئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کو چھوڑ دے جو دوسروں سے منسوب ہیں۔

(تفہیمات جلد اول ص۱۸)

مندرجہ بالا اقتباسات تو بہت اچھے ہیں۔ معلوم نہیں شفاء العلیل میں مسامحت کیوں ہوگئی۔ غالباً اوائل عمری کی تصنیف ہوگی۔ کیونکہ بہر حال وہ پہلے حنفی ہی تھے اور ان کا خاندان والد وغیرہ سب حنفی ہی تھے۔ اب وصیت نامے کے اقتباسات سنئے۔ "وصیت دیگر آنست کہ دست در دست مشائخ این زمان کہ بانواع بدعت مبتلا ہستند ہرگز نباید داد و بیعت بالیشان نباید کرد" (دوسری وصیت یہ ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ جو انواع واقسام کی بدعات میں مبتلا ہیں ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے اور نہ ان کی بیعت کرے) پھر کرامات، طلسمات نیز نجات سے ہوشیار کرتے ہوئے وجد و حال کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعض سادہ لوح وجد کو بھی کرامات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ قوۃ بہیمیت کے سبب واقع ہوتا ہے۔ "بسیارے از سادہ لوحان را دیدہ ایم کہ چوں این اعمال را از شیخ فرا گرفتہ اند آنرا عین کرامات میدانند چارہ کار آنکہ کتب حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی وکتب فقہ حنفیہ و شافعیہ رانجواند و عمل بر ظاہر سنت پیش گیرد" (ایسی حالت میں کتب حدیث وکتب فقہ حنفیہ و شافعیہ کا مطالعہ کرے اور عمل ظاہر سنت پر کرے) پھر لکھتے ہیں کہ اگر شوق صادق ہو تو کتاب عوارف سے آداب نماز و روزہ و اذکار معمولات اوقات حاصل کرے۔ "و رسائل نقشبندیہ را در طریق پیدا کردن یاد داشت" (طریق پیدا کرنے کے لئے رسائل نقشبندیہ کو یاد رکھے) پھر لکھتے ہیں ان دونوں کتابوں میں یہ مضمون اتنے روشن ہیں کہ کسی مرشد کی تلقین کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مرشد مل جائے تو "بادے صحبت دارد" اس کی صحبت اختیار کرے) (شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ بیعت کرے بلکہ صحبت اختیار کرے) پھر لکھتے ہیں "انتہائے صوفیہ غنیمت کبریٰ است و رسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد این سخن بر بسیاری گراں خواہد بود" اگرچہ ہر معاملہ میں کمال نہ رکھتا ہو

تو اسکی اچھی باتیں حاصل کرے اور ناقص باتوں کو ترک کر دے۔ صوفیہ کی نسبت غنیمت کبریٰ ہے (وہ) ان کی رسوم کو ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہ بات بہت سوں پر گراں گزرے گی)۔ (شاہ صاحب کی یہ عبارت کچھ غیر واضح سی ہے)۔ "وصیت دیگر باید دانست کہ میاں ما و اہل زمان اختلاف سنت صوفی منشان گویند۔ ۔ ۔ ۔ متکلمان گویند۔ ۔ ۔ وما میگوئیم مطلوب باعتبار صورت نوعید انسان بجز شرع نیست" (یعنی ہم میں اور اہل زمان میں اختلاف ہے۔ صوفی کہتے ہیں۔ ۔ ۔ متکلمین یہ کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ انسانیت کا مطلوب سوائے شرع کے اور کچھ نہیں) وصیت نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہر روز قرآن و حدیث پڑھے اگر پڑھ نہ سکتا ہو تو سنے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عوارف اور رسائل نقشبندیہ کیسی کتابیں ہیں کیونکہ ان کی طرف شاہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ نقشبندی طریق کی بنیاد سنت کی پابندی پر رکھی گئی تھی۔ بعد میں کیا کیا ہوا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

صراط مستقیم غالباً پوری شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی لکھی ہوئی نہیں۔ کچھ حصہ اس میں مولوی عبدالحیٔ کا ہے۔ مولانا اسمٰعیل صاحبؒ لکھتے ہیں "وارادۃ وتقلید شخص معین از مجتہدین و مشائخ در ارکان دین نہ" (ارادت (مرید ہونا) تقلید شخصی دین کے ارکان میں سے نہیں ہے) (ایضاح الحق) پھر لکھتے ہیں "وعنوان و شعار خود محمدیت وتسنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بمذہب خاص وانسلاک درطریقہ مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل دکانین عطارین باید شمرد وخود را از مسلکان جند محمدیؐ (یعنی اپنا عنوان و شعار محمدیؐ اور سنت قدیم کو بنائے نہ کسی مذہب خاص یا طریقت کے مخصوص مسلک کو اختیار کرے اور ان کو شعار بنائے بلکہ ان کو عطار کی دکان شمار کرے اور خود کو محمدیؐ لشکر کا رکن سمجھے (ایضاح الحق) صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔ "تشریح قوائے باطنہ انسانیہ کہ

عامل اخلاق و ملکات است و تنقیح اصول حکمت عملیہ از سیاست منزلیہ و مدینہ اصلا از شارع ماثور نیست بلکہ آنجناب منقول است ہمیں کتاب و سنت است و بس و دعوت آنجناب بہ حجت و برہان و سیف و سنان بہ ہمیں ہر دو چیز بودہ و در اشاعت ہمیں ہر دو چیز (یعنی صوفیت و سلوک مروجہ کے طریقہ احادیث سے ثابت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو صرف کتاب و سنّت منقول ہے اور آپ کی دعوت و اشاعت حجت و برہان۔ سیف و سنان کے ساتھ ان ہی دو چیزوں کے لئے تھی) (مطرق الحدید ص ۵۶)

حضرت شہید علیہ الرحمۃ ایک اور جگہ لکھتے ہیں "تعین اوراد و اذکار و ریاضیات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و تعین اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیہ والتزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است (ایضاح الحق ص ۳۷) یعنی اوراد و اذکار کا تعین۔ ریاضتیں، گوشہ نشینی چلّے۔ من گھڑت نوافل۔ جہری و خفی اذکار کے طریقے۔ ضربیں لگانا۔ گنتی مقرر کرنا برزخی مراقبے اور عبادت شاقہ کا التزام سب حقیقی بدعات کی قسم سے ہیں)

ان دونوں بزرگوں کے مندرجہ بالا اقوال اب آپ کے سامنے ہیں اور وہ کتابیں بھی آپ کے سامنے ہیں یعنی صراط مستقیم اور شفاء العلیل۔ یہ دونوں کتابیں میرے پاس نہیں ورنہ میں حل کرنے کی کوشش کرتا۔ میرا گمان یہی ہے کہ غالباً یہ اوائل عمری کی تصنیفات ہیں یا صراط مستقیم کا قابل اعتراض حصہ ان کا نہیں ہے بلکہ مولوی عبدالحیٔ صاحب کا ہے۔

بیعت کی حقیقت بیعت کی کئی قسمیں ہیں (۱) اسلام قبول کرتے وقت بیعت کرنا۔ یہ سنت سے ثابت ہے (۲) کسی بھی مسلم سے اس کا بزرگ کسی وقت بھی اس سے بیعت یا عہد لے سکتا ہے کہ

آئندہ فلاں فلاں کام کرنا یا نہ کرنا۔ یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ خلافت امارت۔ جہاد پر بیعت یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ (۴) کسی مسلم کا بزرگ کے پاس آکر عہد کرنا یا بیعت کرنا کہ فلاں فلاں کام کروں گا یا فلاں کام نہیں کروں گا۔ اور پھر ان بیعت لینے والوں اور بیعت کرنے والوں کا مختلف ٹولیوں میں بٹ جانا، مختلف طریقے وضع کر لینا وغیرہ وغیرہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔

بقول مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی بیعت اصولاً (۳) کے ضمن میں آتی ہے۔

اہلحدیث متوجہ ہوں

اب میں دو ایک باتیں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ ویسے یاد تو آپ کو بھی ہوں گی اور عمل بھی آپ کا ان پر ہوگا۔ تاہم میں بطور یاد دہانی آپ کو لکھ رہا ہوں اس لئے کہ دوسرے کے لکھنے سے کچھ توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور کیونکہ میں اس کا تجربہ کر چکا ہوں کہ دوسرے کی توجہ مبذول کرانے سے وہ بات ذہن میں مضبوط ہو جاتی ہے۔ عمل میں چستی پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ اب آپ ماشاء اللہ مومن ہیں، مسلم ہیں، مبلغ ہیں۔ لہٰذا بہت زیادہ ضرورت ہے کہ آپ کی باطنی اور ظاہری دونوں حالتیں مزکیٰ و مصفا ہوں۔ تزکیہ نفوس یعنی باطنی صفائی فرائض نبوت میں سے ہیں۔ ہر نبی لوگوں کے باطن کی صفائی کرنے پر مامور ہوتا ہے خشیت الٰہی، تقویٰ قلب میں پیدا ہونا چاہیئے۔ کبر، حسد، بغض، وغیرہ تمام رذائل خبیثہ سے قلب پاک ہونا چاہیئے۔ یہ باتیں میں نے ضمناً لکھدی ہیں کیونکہ اس کا اصل ذریعہ والہانہ اتباع سنت ہے۔ لہٰذا یہ باتیں تو امید ہے کہ آپ میں موجود ہونگی۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ اور نیک صحبت اس کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہے۔ آمدم برسر مطلب مجھے جو بات کہنی ہے وہ ظاہری پاکیزگی

ہے اور اسی پر زور دے رہا ہوں۔ اس لئے کہ کہاں باطنی پاکیزگی اور کہاں میں ! غیر مسلم جو چیز دیکھتا ہے وہ آپ کا ظاہر ہے اور اس ظاہر میں دو چیزیں ہیں جن پر اس کی خاص نظر ہوتی ہے۔ اخلاق اور نماز۔ مبلغ کے لئے اخلاق بہت ضروری ہے بس آپ آپ خلق محمدی کا نمونہ بن جائیں۔ تحمل برداشت، تواضع، انکسار، پیدا کیجئے۔ کوئی برا بھلا کہے جواب نہ دیجئے۔ زیادتی کرے محبت سے پیش آئے۔ اس کے کسی بزرگ کے لئے اہانت آمیز کلمہ منہ سے نہ نکلئے۔ نہ اپنے بزرگوں کی غلطی پر طعن کیجئے۔ بعض اہلحدیثوں میں گستاخی اور بے ادبی نمایاں ہوتی ہے اس سے بالکل بچئے۔ اور ایسے لوگوں سے بچئے۔ یہ بدنام کرنے والے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی بزرگ کی لغزش پر کچھ کہتا ہو تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان کی اتباع پر مامور نہیں۔ اللہ انہیں معاف فرمائے ہم تو اتباع رسول پر مامور ہیں۔ دوسری چیز نماز ہے جس کو دیکھکر کشش ہوتی ہے یا نفرت۔ غیر مسلم یا مخالف نماز کو خاص طور پر دیکھتا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ بعض لوگ صرف بعض اہلحدیثوں کی نمازوں کو دیکھکر متنفر ہو کر بھاگے ہیں۔ آتے آتے واپس ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ ماشاء اللہ آپ اہلحدیث ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان بعض اہلحدیث کے مشاہدہ کی بنا پر کوئی ایسی چیز آپ میں نہ آجائے جو لوگوں کی نفرت کا باعث ہو۔ نماز کو زینت کی چیزوں کے ساتھ ادا کیجئے نماز میں کندھا کھولنے کی ممانعت ہے۔ (صحیح بخاری) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد "ہر مسجد میں زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ احق ان تزین لہ۔ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لئے زینت کی جائے (بیہقی) یہ بھی ارشاد ہے کہ جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ دونوں کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ (بیہقی) یعنی قمیص اور پاجامہ۔ خالی بنیان پہن کر نماز پڑھنا بد تہذیبی ہے۔ پھر کندھے بھی

نہیں ڈھکتے۔ بعض لوگ کہنی یا بازو پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں یہ خلاف سنت
ہے۔ کلائی پکڑنا سنت ہے۔ (ابو داؤد) بعض لوگ ہاتھوں کو اتنا اوپر اور بے ہنگم
طریقے سے باندھتے ہیں کہ عجیب ہیئت بن جاتی ہے۔ پھر کندھوں کو اوپر کر کے
کانوں سے ملا لیتے ہیں۔ یہ بڑا مکروہ منظر ہوتا ہے۔ ہاتھوں کو سینے پر یعنی دل
کے قریب رکھنا چاہیے۔ کندھے نیچے ہونے چاہئیں۔ نماز میں سکون ہونا چاہیے
(صحیح مسلم) ہاتھ سکون و وقار سے اٹھیں اور کانوں کے قریب پہنچ کر ساکن
ہو جانے چاہئیں۔ نہ یہ کہ نات تک اٹھیں۔ یا جیسے کوئی مکھی مار رہا ہے یا
جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں اٹھتی ہیں۔ یا جیسے کوئی ہاتھ پھینک رہا ہے۔
ٹانگوں کے درمیان موزوں فاصلہ ہو۔ ٹانگیں نہ چیریں۔ جماعت میں پیر اچھی طرح
ملائیں۔ ورنہ فاصلہ زیادہ ہو جائے گا۔ کندھے نہیں ملیں گے۔ آپ کے دوسرے
پیر سے آپ کے پاس والا آدمی ملائے گا۔ سجدہ میں جاتے وقت ایکدم دھڑ
سے نہ جا پڑیں۔ وقار کے ساتھ گھٹنوں پر ہاتھ رکھکر پہلے گھٹنے ٹکائیں اور اٹھتے
وقت اس کا عکس التحیات میں بعض لوگ انگشت شہادت کو بڑے زور سے
گھماتے ہیں۔ یہ بے ثبوت ہے۔ کبھی کبھی آہستہ آہستہ چلائیں۔ لیکن سلام تک
اٹھائے رہیں یہ سنت ہے اور یہ سب کام اللہ کے خوش کرنے کے لئے کئے جائیں۔ آپ
کا خط مورخہ ۱۲ اگست بھی پہنچا۔ بچے، عورتیں جو مٹکوں سے پانی لیتے ہیں وہ مستعمل
کیسے بن سکتے ہیں۔ بچوں کے ہاتھ پاک ہیں تو پانی پاک ہے۔ عورت کے غسل
یا وضو سے بچا ہوا پانی استعمال نہیں کرنا چاہیے اور وہ بھی غالباً نامحرم عورت کا
بچا ہوا پانی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کا بچا ہوا پانی استعمال کر لیا
کرتے تھے۔ مستعمل پانی کا مسئلہ احناف کے ہاں ہے یعنی وضو یا غسل کرتے
وقت جو پانی بدن سے لگ کر بہتا ہے وہ ناپاک ہے اسی بناء پر وہ ان قطرات

کو بھی ناپاک کہتے ہیں جو وضو یا غسل کرتے وقت ہاتھ یا سر سے گرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں ہاتھ ڈال کر ہی چلو لیا کرتے تھے۔ ذرّ بذرّ یں برتن میں ضرور پڑتی ہوں گی۔ طیب صاحب۔ غلام حسین صاحب۔ اہل و عیال و جملہ مسلم حضرات کو سلام کہئے۔ کراچی آنے کا کوئی امکان نہیں۔ دُعا کیجئے۔ یہ خط کئی دن ہوئے لکھنا شروع کیا تھا اور روزانہ تھوڑا تھوڑا لکھ کر پورا کر سکا ہوں۔ وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ آج ۵ ؍ اگست کو ختم کر رہا ہوں۔ اس بات کا ملال ہے کہ خط دیر میں ارسال کر رہا ہوں۔ میں نے غالباً آپ کو لکھا تھا کہ شاہ صاحب پیر جھنڈا یہاں تشریف لائے تھے۔ ملاقات ہوئی تھی۔ وہ خود غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔ مولانا اسمٰعیل ذبیح صاحب راولپنڈی والے بھی ساتھ تھے۔ پیر صاحب کا علم بڑا وسیع ہے۔ کیا مولانا اسمٰعیل ذبیح صاحب کی تقریر بھی آپ نے حیدر آباد میں سُنی۔ کیونکہ دونوں صاحبان ہی حیدر آباد کے جلسہ میں مقرر تھے سُنا ہے کہ اس جلسے کے نتیجے میں وہاں کئی آدمی اہلحدیث ہو گئے۔

فقط

خادم مسعود

منجانب نواب

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ ادائی جواب میں بے حد تاخیر ہوئی جسکی وجہ میری پریشانیاں ہیں۔ غلام اللہ ٹھٹھہ سے ۱۲ میل پر واقع ہے۔ کراچی یا سجاول دونوں طرف سے ٹھٹھہ آنا پڑتا ہے پھر ٹھٹھہ سے جدا بس جاتی ہے۔ میں تقریباً ایک سال سے سجاول نہیں گیا اور نہ جانے کا خیال ہے۔ وہاں کے علماء وغیرہ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ وہاں کے علماء اور جہلاء میرے سخت مخالف ہو گئے ہیں۔ اور یہاں تو مخالفت ہے ہی۔ میرے کراچی کے رشتہ دار سب مجھ سے الگ ہو گئے ہیں اور یہاں غلام اللہ میں ان ضدی ملاؤں سے سخت جنگ ہو رہی ہے۔ ایک مولوی صاحب نے طیب کے لڑکے کے ذریعہ ایک "منع فاتحہ خلف الامام" نام کتاب بھیجی۔ طیب کے لڑکے نے وہ کتاب لاکر چپکے سے طیب کے بکس میں رکھدی۔ طیب نے اس کتاب کو پڑھا پھر میرے پاس لے آیا۔ وہ کتاب میں نے شروع سے آخر تک پڑھی۔ کتاب بڑی زہریلی ہے اس میں اہلحدیثوں کے مذہب کو چوپٹ کر کے رکھدیا گیا ہے اس کتاب کو جو کوئی پڑھتا ہے اس کو اہلحدیث سے نفرت ہو جاتی ہے۔ دو تین دن تک طیب بھی اس کتاب سے کافی متاثر نظر آئے۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے سنبھل گئے۔ مجھے تو اس کتاب کا اور کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ میں نے جواب میں لکھا کہ فاتحہ خلف الامام منع ہے تو پھر شافعی کیوں پڑھتے اور فرض سمجھتے ہیں۔ اور تم ان کو اپنا حقیقی بھائی کیوں تسلیم کرتے ہو۔ وہ پڑھیں تو جائز اور ہم پڑھیں تو ناجائز یہ کیسی منطق ہے۔ پہلے اپنے بھائی کو اس فعل ناجائز سے روکو پھر ہم سے الجھنا۔ اب اس کتاب کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں کتاب یوں شروع

کرتا ہے۔ سیدنا امام اعظم رح کے صدقے میں کتاب شروع کرتا ہوں۔
بائیس احادیث مستند اور سینکڑوں صحابہؓ دعمل صحابہؓ سے لکھے جاتے ہیں۔
ثبوت فاتحہ کی سات حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ اہل
حدیثو! تم ایک حدیث پر عمل کرتے ہو اور چھ کے تارک ہو۔ جس سے تم
نام نہاد اہلحدیثوں کا دعوے عمل بالحدیث باطل ہو گیا۔ تم بخاری شریف کے
متعلق دعوے تو بڑا لمبا چوڑا کرتے ہو مگر امتحان کے وقت میدان چھوڑ کر بھاگ
جاتے ہو۔ بخاری کو چھوڑ کر بیہقی کا سہارا لیتے ہو۔ آپ کی مثال اس آیت میں
موجود ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض ۔ پارہ
اول۔ ایک جگہ لکھتا ہے کہ تم اعتراض کرتے ہو کہ معمر نے جو حدیث بخاری میں
روایت کی ہے وہ وہمی تھی۔ بھلا امام بخاری نے وہمی کی روایت کیوں نقل کی۔
کیا ان کو اس کا حال معلوم نہ تھا۔ حدیث نمبر۳ عمرو بن شعیبؓ میں صرف فاتحہ
اور علاوہ کی ممانعت ہے حدیث نمبر۴ میں فاتحہ اور اس سے زیادہ کا
حکم ہے۔ ان چاروں حدیثوں میں احکام مختلف اور جدا گانہ ہیں۔ اس کے علاوہ
نمبر۵ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی دل میں پڑھنے کی ہے۔ نمبر۶ میں جو امام بخاری
کی سکتوں میں پڑھنے کی ہے۔ ساتویں میں جو حضرت علیؓ کی ہے اس میں امام کے
پیچھے نماز سری میں دو سورتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔ اب یہ سات حدیثیں ہیں
جو الگ الگ حکم دیتی ہیں۔ آپ کا عمل کس حدیث پر ہے۔ عمل تو ایک ہی پر ہو گا۔
تو تم چھ کے تارک ہوئے۔ تو پھر کس قاعدے سے عامل بالحدیث بن گئے۔ حدیثوں
کی روشنی میں تمہارا دعوے باطل ثابت ہو رہا ہے۔ حدیث عبادہؓ میں
مقتدی کا ذکر نہیں ہے۔ تم نام نہاد باطل دعوے کرنے والے لکھتے ہو کہ یہ غلط
ہے۔ جب دلیل عام ہوتی ہے تو اس کے تمام افراد اس میں داخل کرتے ہیں

چنانچہ اس حدیث میں امام مقتدی منفرد سب داخل ہیں۔ حدیث عبادہؓ میں تو تم نے تینوں کو داخل کر لیا کیوں کہ تم کو وہاں اسکی ضرورت تھی اور حدیث عمرو بن شعیبؓ میں مقتدی کو علیحدہ کر دیا کیوں کہ یہاں تم کو اس کی ضرورت نہ تھی اس لئے دلیل خاص ہو گئی۔ یہ تمہارے گھڑے ہوئے خواص ہیں جس کو چاہا عام کر دیا جس کو چاہا خاص کر دیا۔ حالانکہ عمرو بن شعیبؓ کی حدیث میں امام مقتدی منفرد کا ذکر نہیں ہے۔ یہ تمہارا اپنا اجتہاد ہے۔ تمہاری اپنی خواہش کی اتباع ہے۔ حدیث نمبر ۴ کو کہتے ہو کہ ضعیف ہے حالانکہ تمہاری عقل تمہارا ایمان ضعیف ہے حالانکہ یہ بخاری کی حدیث ہے جسکے تم پیرو ہو۔ اگر جزء القراۃ بخاری کی حدیثوں کو غلط بتاؤ گے تو امام بخاری کی کتاب کا نام لفظ صحیح بدل دینا ہوگا پھر اس کے بعد کون سی کتاب صحیح ہوگی جس کو تم صحیح بتاؤ گے حدیث ۵ میں کہتے ہو کہ ابوہریرہؓ کو مدینہ کی گلیوں میں منادی کا حکم نہیں تھا۔ ذرا دیکھو جزء القراۃ بخاری ص۱۶

قال ابو عثمان النهدی نا سمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج منادا فی المدينة ان لا صلوة الا بقرأن ولو بفاتحة الكتاب فما زاد۔ دیکھو مدینہ میں منادی کا حکم تھا یا کہ نہیں۔ روایت نمبر ۶ کے بارے میں کہتے ہو کہ امام بخاری کے زمانہ میں تو چل میں آیا والی نماز نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ تکبیر تحریمہ اور قراۃ کے درمیان سکتہ ہوتا تھا۔ حالانکہ یہ دعا ثنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے ہے۔ ہمارا امام تمہاری طرح مقتدی کا تابع نہیں ہوتا۔ بلکہ مقتدی امام کے تابع ہوتا ہے۔ نماز میں رکوع اور سجدہ میں تین بار تسبیح واجب ہے۔ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ ص۳۱۱ میں۔ مگر آپ کی شریعت جدا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی جو بہت عبادت کرے گی یعنی لمبے رکوع اور سجود کرے گی۔ تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نماز

روزوں سے حقیر سمجھو گے۔ لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ اسی لئے ہم اہل سنت جماعت سنت کے مطابق رکوع سجدہ کرتے ہیں کیونکہ جماعت میں ضعیف کمزور سب ہوتے ہیں اسی لئے ہمارے آقائے نامدار نے ہلکی نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ مسبوق کے بارے میں تم اہلحدیث ہونے کا دعوے کرنے والے جاہل یہ کہتے ہو کہ جب امام رکوع میں جائے تو مسبوق نہ جائے۔ بلکہ جلدی سے فاتحہ پڑھ کے پوری کرلے پھر جائے۔ حالانکہ ہمارے آقائے نامدار کا حکم ہے کہ امام کی اقتدا کرو امام اسی لئے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔ اور جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو۔ مگر تم گندم نما جو فروش اپنا اجتہاد چلاتے ہو۔ صحابہ کرامؓ سورہ فاتحہ پڑھتے تھے لیکن یہ آیت نازل ہوئی کہ جب پڑھا جائے تو خاموش رہو۔ تب چھوڑ دیا۔ پہلے نماز میں صحابہ کرامؓ آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ جمعہ کے خطبہ میں اناج خریدنے بازار جایا کرتے تھے تو آیت پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ میں نازل ہوئی۔ اور منع کیا گیا۔ دیکھو پارہ اول رکوع ۱۸ جس میں دونوں فعلوں سے روکا گیا ہے۔ فاتحہ کی سورت میں واضح دلیل قول امام احمدؒ میں دیکھو حضرت ابو ہریرہؓ فاتحہ کو دل میں پڑھنے کا حکم دیتے۔ کیونکہ آیت سورہ اعراف کا احترام تھا۔ علامہ عینی شرح بخاری ۶۲ جلد سوم میں لکھتے ہیں یعنی شیخ عبداللہ بن یعقوب نے کتاب کشف الابرار میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ ان کے باپ زید اسلم نے کہا کہ اصحاب حضورؐ سے دس صحابیؓ قرأت فاتحہ خلف الامام سے سخت منع کرتے تھے ۱۔ حضرت صدیق

اکبرؓ ۲ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت سعد بن وقاصؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ مگر تم لوگوں کی مثال اس آیت کے مصداق ہے۔ وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بہا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا تم علم کا تمیرہ ہو۔ صرف دلیلوں کو ضعیف کہنا جانتے ہو۔ ایک طرف علیؓ کے قول کو ضعیف کہتے ہو۔ دوسری طرف اسی کے قول کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہو۔" اقتباسات ختم ہوئے۔

ان خیالوں میں الجھا ہوا تھا کہ میرے داماد کا خط ملا۔ جس کے پڑھنے سے بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے اس طرح لکھا کہ گویا اس کو مجھ سے کوئی لگاؤ ہی نہیں ہے۔ اس خط کے لفافہ پر مدرسہ شمیہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نے خط یوں شروع کیا کہ "جناب عالی! آپ ہم احناف کو رفع الیدین نہ کرنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ بیسیوں حدیثوں میں ترک رفع یدین ثابت ہے۔ میں چند حدیثیں آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اگر چاہو تو اور بھی بھیج سکتا ہوں۔ آپ ان حدیثوں کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ متروک شدہ چیز پر اصرار کر کے امت میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔ آپ بھی ان حدیثوں پر عمل کر کے رفع یدین ترک کر دیجئے۔ تو امت محمدی انتشار سے بچ جائے گی اور ہم کو خوشی ہوگی۔ وغیرہ۔" خط کا مضمون ختم ہوا۔ آپ ان کو دیکھئے اور پھر مجھے لکھئے کہ کیا یہ احادیث صحیح ہیں۔ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے خط و کتابت میں نے بند کر دی ہے۔ یہ بھی مجھے لکھئے کہ جس طرح حنفی چاروں اماموں کے مذہبوں کو حق پر سمجھتے ہیں کیا شافعی وغیرہ بھی ان کو حق پر سمجھتے ہیں۔

پھر دوسرے دن مجھے گوجرانوالہ سے فیض علی شاہ حنفی عالم کا خط موصول

ہوا۔ یہ عالم پہلے سجادل میں تھا جس نے مجھ سے ایک خط آپ کو لکھوایا تھا کہ حنفی مذہب تنکوں کا بنا ہوا نہیں ہے اور مدلل جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن پھر جواب نہ دے سکا تھا۔ پھر وہ سجادل سے چلا گیا تھا اب پورے ایک سال کے بعد گوجرانوالہ سے خط لکھا ہے کہ "غیر مقلد کا جواب تقلید" تو اس موضوع پر معلومات کرنے سے بہت مواد ملا۔ مگر مجھے فرصت نہیں ہے کہ جواب دے سکوں۔ ادھر مولوی اشرف نے حقیقۃ الفقہ کتاب کے جواب میں اعلان کیا کہ اس کتاب میں جس قدر حوالجات ہماری فقہ کی کتابوں کے دیئے گئے ہیں سارے حوالجات غلط ہیں۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ محض وہابیوں نجدیوں کا ہم اہل سنت جماعت پر بہتان ہے۔ وغیرہ۔ براہ کرم روشنی ڈالئے کہ کیا یہ حوالجات غلط ہیں۔؟

غرض آجکل یہی طوفان بدتمیزی میرے چاروں طرف امنڈا ہوا ہے اور مجھ پر چاروں طرف سے دباؤ ڈالا جارہا ہے۔ حنفی عالم میرے پاس ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی چلا آتا ہے اور بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں میرے متعلق نفرت کی جاتی ہے۔ کوئی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ بعض دفعہ میں ایسا گھبرا جاتا ہوں کہ چاہتا ہوں کہ بھاگ جاؤں۔ عجیب مخمصے میں پھنسا ہوا ہوں۔ پریشانیوں سے دماغ اس قابل نہیں رہا کہ دلجمعی سے بحث و مباحثہ کرسکوں۔ آپ ہمارے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ اب میں چند سوالات آپ سے کرتا ہوں۔ براہ کرم تفصیلی جواب دیجئے۔

۱۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ علماء وارث انبیاء ہیں تو اس سے کیا مراد ہے۔

۲۔ طحاوی شریف۔ دار قطنی، نیل الاوطار کیا یہ کتابیں مستند ہیں۔ کیا ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔ دیلمی۔ ترغیب ترہیب۔

۳۔ دلائل الخیرات کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

۴۔ تفسیر قرآن سے کیا مراد ہے۔ ترجمہ پر بھروسہ کیا جائے یا تفسیر، تفسیر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے کیا اس کو صحیح مان لیا جائے۔

۵۔ شرح حدیث سے کیا مراد ہے۔ حدیث کے ترجمہ معنی پر عمل کریں یا شرح دیکھنی ضروری ہے۔ اگر بغیر شرح دیکھے عمل نہیں کیا جاسکتا تو پھر کس کی شرح مستند ہے۔

۶۔ ابوداؤد میں رفع الیدین کے باب میں علامہ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے کہ رفع الیدین مستحب ہے فرض و واجب نہیں ہے۔ اس کا کیا یہ مطلب نہیں ہوا کہ اگر نہ کریں تو نماز ہو گئی۔

ابوداؤد جو ابھی نئی سعید اینڈ سنز والوں نے شائع کی ہے۔ جگہ جگہ علامہ وحید الزماں صاحب کی شرح کے نیچے نوٹ لکھا ہے کہ یہ آپ کا قول ہے جو غیر مستند ہے۔ اس طرح ایک جگہ طلوع آفتاب سے قبل ایک رکعت ملنے سے فجر کی نماز ہو جانے کے بارے میں علامہ نے لکھا کہ حنفیوں کا اجتہاد اس کے خلاف ہے جو غلط ہے۔ ان کو اس حدیث کی روشنی میں اپنے امام کا قول ترک کر دینا چاہیے۔ جو دلیل حنفی پیش کرتے ہیں وہ اس حدیث کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس پر سعید صاحب نے نیچے نوٹ لکھا ہے کہ دلیل بھی لکھ دیتے تاکہ فیصلہ ہو جاتا کہ آپ سچ کہتے ہیں یا حنفی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور وہ کونسی دلیل ہے جو حنفی پیش کرتے ہیں اور اس طرح نوٹ لکھنے سے کیا حدیثوں کے بارے میں شک و شبہ نہیں پیدا ہو جاتا۔ ساری سنن ابوداؤد شریف میں اس طرح نوٹ ڈال کر علامہ کی شرح کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہمارے اہلحدیث مسلمانوں نے بھی اس کا کوئی جواب دیا ہے۔ بچے سب سلام عرض کرتے ہیں میری طرف سے سب اہلحدیث بھائیوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ طیب صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط - تراب - دہلی ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — چک لالہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار

آپ کا خط مورخہ ۲۷ ستمبر وصول ہو کر کاشف حالات ہوا

احادیث صحیحہ میں کوئی تضاد نہیں
ہر صحیح حدیث قابل عمل ہے

اب آپ کے سوالات کے جوابات لکھتا ہوں و باللہ توفیق۔

سوال (۱) ثبوت فاتحہ کی سات حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں؟

جواب :۔ بالکل غلط ہے۔ کوئی تضاد نہیں ہے۔

سوال :۔ (۲) اہلحدیثو تم ایک حدیث پر عمل کرتے ہو اور چھ کے تارک ہو؟

جواب :۔ ساتوں میں کوئی تضاد نہیں لہٰذا ہمارا عمل سب پر ہے۔ ہمارے ہاں یہ اصول ہی نہیں کہ آیات واحادیث کو ٹکرا کر ان آیات واحادیث کو ساقط کردیں کوئی بھی عمل کے قابل نہ رہے اذا تعارضا تساقطا حنفیوں کا اصول ہے۔

سوال :۔ (۳) بخاری کو چھوڑ کر بیہقی کا سہارا لیتے ہو۔

جواب :۔ بخاری کو چھوڑنے کا الزام ہے ہاں ہمیں کسی امام سے بغض نہیں۔ اگر امام بیہقی بھی کوئی صحیح حدیث روایت کرتے ہیں تو ہم اسے قبول کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ہمارے خصم کی حدیث ہے۔ ہم اس کو رد کرنے کی کوشش نہیں کرتے اگر بظاہر تضاد بھی ہوتا ہے تو تطبیق دے کر دونوں صحیح احادیث پر

عمل کرتے ہیں۔ ساقط کسی کو نہیں کرتے۔

سوال (۴) تم اعتراض کرتے ہو کہ معمر نے جو حدیث بخاری میں روایت کی ہے وہ وہمی تھے۔ بھلا امام بخاری نے وہمی کی روایت کیوں نقل کی کیا ان کو اس کا حال معلوم نہ تھا۔

جواب:- معمر کے وہم کی طرف امام بخاریؒ ہی نے اشارہ فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ وعامة الثقات لم يتابع معمرًا فی قوله فصاعدًا مع انه قد اثبت فاتحة الكتاب۔ قوله فصاعدًا غير معروف یعنی عام ثقات اہلحدیث معمر کے قول "فصاعداً" کی متابعت نہیں کرتے حالانکہ سورہ فاتحہ کا وجوب تو ثابت ہے لیکن "فصاعداً" غیر معروف ہے (کتاب القرات ص۳) امام بخاری کے اس قول سے ثابت ہوا کہ معمر کا انفراد ہے۔ تمام ثقہ محدثین نے یہ جملہ کہ "سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھنا فرض ہے" روایت نہیں کیا۔ لہٰذا اس جملہ میں شذوذ واقع ہوا اور یہ بھی ایک قسم کا ضعف ہے۔ دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ معمر کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اتنا ہی جتنا امام بخاریؒ نے لکھا ہے پھر امام بخاریؒ نے اس جملہ "فصاعداً" کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے دونوں حدیثوں میں تطبیق دیدی ہے اور دونوں کو قابل عمل بنا کر پیش کر دیا ہے۔ کسی کو ساقط نہیں کیا وہ لکھتے ہیں "الا ان يكون كقوله لا يقطع اليد الا فی ربع دينار فصاعدًا وقد يقطع اليد فی دينار و فی اكثر من دينار" یہ اس حدیث کے مثل ہو سکتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر ربع دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں اور تحقیق ہاتھ دینار میں بھی کاٹا جاتا ہے۔ اور دینار سے زیادہ میں بھی (کتاب القرأت ص۲) گویا جس طرح چوتھائی

دینار کم سے کم چوری کی مقدار ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اس سے کم پر نہیں۔
اسی طرح سورہ فاتحہ کم سے کم مقدار ہے جس سے نماز ہوتی ہے اس سے کم ہو تو
تو نماز نہ ہوگی۔ یا پھر اس سے بھی زیادہ ہو تو ہو جائے گی جس طرح چوتھائی دینار سے
زیادہ کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک "فصاعداً" کا یہ مطلب
ہے۔ کتنی اچھی تطبیق ہے۔

سوال (۵) عمرو بن شعیبؓ کی حدیث میں صرف فاتحہ کا حکم اور علاوہ کی ممانعت ہے؟

جواب :۔ عمرو بن شعیبؓ کی حدیث یہ ہے "کل صلوٰۃ لا یقرأ فیہا
بام الکتاب فہی مخدج" یعنی ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے
ناکارہ ہے (کتاب القرأت ص۱۷) اس میں تو علاوہ کی ممانعت کہیں نہیں ہے۔ ہاں
حکم صرف فاتحہ کا ہے اس لئے کہ وہ نماز کا جزو لازم ہے۔ اس کو ترک کیا ہی
نہیں جا سکتا۔

سوال (۶) حدیث نمبر ۱۲ میں فاتحہ اور اس سے زیادہ کا حکم ہے؟

جواب ۔ ہمیں زیادہ کا حکم بھی تسلیم ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فاتحہ
ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ زیادہ
پڑھنا ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری نہیں۔ مقتدی کے لئے صرف سورۂ فاتحہ
لازمی ہے زیادہ پڑھنا لازمی نہیں بلکہ امام کی جہری قرأت کے دوران پڑھنے
کی ممانعت ہے۔

سوال (۷) اس کے علاوہ حدیث نمبر ۵ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی دل
میں پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب :۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں مقتدی کا ذکر صراحتاً موجود ہے
لہٰذا مقتدی کو دل ہی میں پڑھنا چاہیے۔ بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کون کہتا ہے۔

اور کس حدیث میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے، جس سے حدیث ٹکراتی ہو۔ بلکہ احادیث میں مقتدی کو بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت ہے لہذا سب احادیث ایک دوسرے کی موافقت کرتی ہیں ٹکراؤ تو تقلید کی کرشمہ سازی ہے۔

سوال (۸) حدیث نمبر ۷ میں سکتوں میں پڑھنے کا حکم ہے؟

جواب :۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی کو امام کے سکتوں میں پڑھنا چاہئے اور جب امام پڑھے تو اس کو سننا چاہئے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے۔

سوال (۹) حضرت علی کی حدیث ۷ میں امام کے پیچھے سری نماز میں دو سورتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔

جواب :۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی سری رکعات میں فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت بھی پڑھ سکتا ہے۔ حضرت علیؓ کے الفاظ ہیں: اذا لم یجھر الامام فی الصلوات فاقرأ بام الکتاب وسورۃ اخری الخ۔ یعنی جب امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ بھی پڑھو اور سورۃ بھی اور آخری رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھو۔

سوال (۱۰) اب یہ سات حدیثیں ہیں جو الگ حکم دیتی ہیں آپ کا عمل کس حدیث پر ہے؟

جواب :۔ ہمارا عمل ساتوں پر ہے۔ ہر ایک حدیث کا الگ محل ہے۔ سورۂ فاتحہ ہر شخص کے لئے لازمی ہے (حدیث عبادہ بن صامتؓ وغیرہ) امام ومنفرد کو سورۂ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھنا چاہئے (حدیث ابو سعیدؓ و ابو ہریرہؓ وغیرہ) مقتدی کو جہری رکعات میں سورہ فاتحہ سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ (حدیث عبادہؓ وغیرہ) مقتدی بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہئے۔ بلکہ دل میں پڑھنا چاہئے۔ (حدیث ابو ہریرہؓ وغیرہ) مقتدی کو سری رکعات میں فاتحہ پڑھنی

چاہئے اور دوسری سورت بھی (حدیث علیؓ) مقتدی کو جہری رکعات میں بھی سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ (حدیث عبادہؓ وغیرہ) لیکن امام کے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ امام کے سکتات میں (حدیث سکتہ) تمام احادیث اپنے محل پر ہیں۔ کسی میں کوئی تعارض نہیں۔ سب پر عمل کرنا شانِ ایمان ہے۔

سوال نمبر (۱۱) حدیث عبادہؓ میں مقتدی کا ذکر نہیں۔

جواب: حدیث عبادہؓ میں خطاب ہی آپؐ نے مقتدیوں سے فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ لا تقرؤا بشیٔ من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن فانه لا صلوٰة لمن لم يقرأ بها یعنی جب میں بلند آواز سے قرآت کروں تو قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو۔ سوائے سورۂ فاتحہ کے اس لئے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی (ابو داؤد)

سوال (۱۲) حدیث عبادہ میں تو تم نے تینوں کو داخل کر دیا کیونکہ تم کو وہاں اسکی ضرورت تھی اور حدیث عمرو بن شعیب میں مقتدی کو علیحدہ کر دیا کیونکہ یہاں تم کو اسکی ضرورت نہ تھی۔

جواب:۔ حدیث عبادہؓ میں حکم عام ہے اور خطاب خاص ہے۔ لہٰذا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مقتدی اور غیر مقتدی کو اس میں شامل کر دیا۔ ہمارا کیا قصور ہے؟ حدیث عمرو بن شعیب میں اگرچہ حکم عام ہے لیکن عبادہؓ کی حدیث نے جو نمبر ۱ میں اوپر درج کی گئی ہے مقتدی کو اس سے علیحدہ کر دیا۔ لہٰذا یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی سے ہم نے خاص کیا۔ ہم خود کچھ نہیں کرتے ہیں جو آپؐ کہہ دیتے ہیں ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہم قیاس آرائی نہیں کرتے۔ حدیث سے حدیث کو خاص کرتے ہیں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ پھر عمرو بن شعیب کی حدیث میں دوسری سورت کا ذکر ہی کہاں ہے؟

یہ حدیث نمبر۵ میں اوپر درج ہے۔ اس میں صرف سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے یعنی اس میں اور حدیث عبادۃ میں کوئی فرق ہی نہیں۔ ایک ہی مضمون ہے لہذا اعتراض ہی لغو ہے۔ غالباً ان کا اشارہ حدیث ابو سعیدؓ کی طرف ہے جو نمبر۱ میں مذکور ہے جواب اس کا وہی ہے جو اوپر نقل ہوا یعنی مقتدی کو اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی خاص کر دیا ہے اور وہ یہ کہ مقتدی بعض حالات میں تو سورۃ پڑھ سکتا ہے اور بعض حالات میں نہیں (حدیث عبادۃؓ ۱۱ و حدیث علیؓ نمبر۹)

سوال (۱۳) حدیث نمبر۱۴ کو کہتے ہو کہ ضعیف ہے حالانکہ یہ بخاری کی حدیث ہے جس کے تم پیرو ہو؟

جواب۔ ہم ضعیف نہیں کہتے بلکہ حدیث عبادۃؓ سے اس کو خاص کرتے ہیں۔ مصنف کا بخاری کی حدیث سے کیا مطلب ہے۔ اگر اس سے صحیح بخاری مراد ہے تو بالکل غلط ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں بلکہ جزء القرأت میں ہے یہ امام بخاریؒ کی دوسری کتاب ہے۔ امام بخاریؒ نے کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن جو درجہ صحیح بخاری کو ملا وہ کسی کو نہیں۔ بہرحال ہم تو ہر صحیح حدیث کے پیرو ہیں خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

سوال (۱۴) اگر جزء القرأت کی حدیثوں کو غلط بتاؤ گے تو امام بخاری کی کتاب کا نام لفظ صحیح بدلنا ہو گا۔

جواب۔ جزء القرأت کی حدیث ضعیف ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث ضعیف ہو۔ صحیح کی شرط تو صرف صحیح بخاری کے لئے ہے۔ ورنہ امام بخاریؒ کی دوسری کتابوں میں ضعیف حدیثیں بھی ہوتی ہیں۔ عجیب منطق ہے کہ فلاں کتاب میں حدیث ضعیف ہے تو صحیح بخاری ضعیف ہو گئی محض دھوکہ دیا گیا ہے اور جاہل ہی اس سے دھوکہ کھا سکتے ہیں نہ کہ عالم اور مقصد

یہی ہے اور کچھ نہیں۔

سوال (۱۵) حدیث ۵ کے متعلق کہتے ہو کہ ابو ہریرہؓ کو مدینہ کی گلیوں میں منادی کا حکم نہیں تھا؟

جواب۔ کون کہتا ہے؟

سوال (۱۶) ہمارا امام تمہاری طرح مقتدی کا تابع نہیں ہوتا؟

جواب۔ تمہارے یہاں بھی امام تابع ہوتا ہے۔ تم ہی نے آگے جا کر لکھا ہے کہ جماعت میں کمزور ضعیف سب ہوتے ہیں لہذا امام ہلکی نماز پڑھائے۔ مقتدی کی تابعیت نہیں تو اور کیا ہے۔ تم ہی کہتے ہو کہ امام کے لئے مستحب ہے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات پڑھے تاکہ مقتدی بآسانی تین مرتبہ پڑھ سکیں۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی عورت کا لحاظ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں نماز کو طول دینا چاہتا ہوں لیکن بچے کے رونے کی آواز کان میں آتی ہے تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں مبادا اسکی ماں کی پریشانی کا باعث ہو (بخاری) لیجئے امام الائمہ امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تو تابع ہونے سے عار محسوس نہ کریں لیکن حنفی امام کو عار محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی ظہر کی پہلی رکعت اتنی طویل ہوتی تھی کہ اقامت کے بعد جانے والا پیشاب پاخانہ کے لئے جاتا اور واپس آکر وضو کر کے پہلی رکعت شامل ہو جاتا۔ (بخاری) یہ کس کی تابعیت تھی پھر عشاء کی نماز میں آپ لوگوں کا انتظار کرتے تھے۔ اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے اگر کم ہوتے تو تاخیر کر پڑھتے۔ پھر سکتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ لہذا امام پر لازم ہے کہ وہ سکتے کرے اس میں اب آپ مقتدی کی تابعیت کہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کہیں۔ ہم ایسے طعن سے نہیں ڈرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سکتے کرتے تھے۔ وقفے کرتے

اور انہی سکتوں اور وقفوں میں صحابہ سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے (حدیث عمرو بن شعیب کتاب القرأت امام بیہقی) (وحدیث سکتات عن سمرہ بن جندبؓ ابو داؤد وغیرہ) لہذا ان سکتوں کی رعایت برائے مقتدیان اللہ کے رسولؐ کی سنت ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں اور جو مقتدیوں کی رعایت نہ کرے یعنی مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکتہ نہ کرے اسے بدعتی سمجھتے ہیں۔ سنئے عبداللہ بن عثمانؒ فرماتے ہیں۔

قلت لسعید بن جبیر اقرأ خلف الامام قال نعم وان سمعت قرأته انهم قد احدثوا ما لم یکونوا یصنعونه ان السلف کان اذا امّ احدهم الناس کبر ثم انصت حتی یظن ان من خلفه قد قرأ فاتحة الکتاب ثم قرء فانصتوا) یعنی میں نے (مشہور تابعی امام) سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے بھی قرأت کروں فرمایا ہاں قرأت کرو اگرچہ تم اس کی قرأت بھی سن رہے ہو۔ ان لوگوں نے تو یہ بدعت نکالی ہے جو پہلے لوگ نہیں کرتے تھے۔ بے شک ہمارے سلف (صحابہؓ) میں سے جب کوئی امام بنتا تھا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر خاموش رہتا تھا یہاں تک کہ وہ یہ گمان کر لیتا تھا کہ اب سب مقتدیوں نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی ہوگی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا تھا اور مقتدی خاموش رہتے تھے (جزء القرأت امام بخاری ص۳۷) گویا تمام صحابہ کرام مقتدیوں کے تابع تھے ان کی قرأت کے لئے طویل سکتے کرتے تھے۔ الغرض مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکتے کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم، آپ کی سنت، آپ کے صحابہ کی سنت۔ اب جو اس پر عمل کرتا ہے وہ خوش قسمت ہے اور جو عمل نہیں کرتا۔ وہ بقول حضرت سعیدؒ بدعتی ہے۔ اور جو طعنہ بھی دے تو پھر وہ ذرا دل کو ٹٹول کر دیکھے کہ کیا کسی گوشہ میں ایمان کی کوئی رمق بھی باقی ہے یا نہیں۔؟

سوال:۔ (۷) حضورؐ نے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی لمبے رکوع سجود کرے گی

.... الخ

جواب :- آپؐ کا یہ فرمان خارجیوں کے متعلق ہے۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو پہچانا۔ اور ان کے لاکھوں افراد کو تہ تیغ کیا۔

سوال (۱۸) تم اہلحدیث ہونے کا دعوے کرنے والے جاہل یہ کہتے ہو کہ جب امام رکوع میں جائے تو مسبوق نہ جائے بلکہ جلدی سے فاتحہ پڑھ کے رکوع کرے۔

جواب :- غلط ہے۔ امام رکوع میں جائے تو فوراً رکوع میں جائے۔ ہاں تم یہ کہتے ہو کہ امام نماز پڑھتا ہے تو پڑھنے دو تم شامل نہ ہو۔ بلکہ اپنی نماز شروع کردو۔ یعنی سنت فجر۔ اچھا یہ بتاؤ کہ امام سلام پھیردے تو مسبوق امام کی متابعت کرے یا نہیں؟ اگر نہیں کرے تو تمہارا امام قاعدہ کہاں گیا؟

سوال (۱۹) صحابہ کرامؓ سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو تب چھوڑ دیا۔

جواب :- جھوٹ بے سند و بے ثبوت ہے۔ صحابہ کرامؓ تو سعید بن جبیرؓ کے زمانہ میں بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ان کے امام مقتدیوں کی قرأت کے لئے طویل سکتے کرتے تھے جیسا کہ اوپر بحث ۱ میں گذرا۔

سوال (۲۰) کشف الاسرار میں ہے کہ دس صحابی مثلاً خلفاء اربعہ وغیرہ فاتحہ خلف الامام سے منع کرتے تھے؟

جواب :- جھوٹ ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں یہ روایت نہیں ہے کشف الاسرار والے نے من گھڑت بات لکھ کر دھوکہ دیا ہے یا انھوں نے غلط حوالہ دے کر عوام الناس کو دھوکہ دیا ہے۔ اہلحدیث ایسے دھوکے میں نہیں آتے۔

اس کتابچہ کے متعلق سوالات ختم ہو گئے۔ ایک دو مرتبہ شروع میں مجھے بھی ایسی

کتابوں سے دھوکہ ہوا تھا۔ لیکن اب تو ہر چیز اللہ کے فضل و کرم سے روز روشن کی طرح عیاں ہے اب میں بہ آسانی سمجھ جاتا ہوں کہ کہاں کہاں فریب سے کام لیا گیا ہے مگر بیچارے جاہلوں کا کیا حشر ہوگا! انہیں کیا خبر کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ تو کشف الابرار جیسی کتابوں کا نام سن کر ہی مرعوب ہو جاتے ہوں گے۔ ایسے جاہلوں کو متنبہ کرنا آپ کا ہمارا فرض ہے آگے اللہ مالک ہے۔

رفع یدین کے سلسلے میں جو احادیث آپ کے داماد نے لکھی ہیں ان کا جواب سنیئے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو چھ جگہ لکھا ہے اور دھوکہ یہ دیا ہے گویا یہ چھ حدیثیں ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا جواب پہلے کسی عریضے میں دے چکا ہوں غالباً آپ کے پاس محفوظ ہوگا۔ امام ابن حبانؒ نے لکھا ہے کہ اہل کوفہ کی یہ سب سے اچھی دلیل ہے حالانکہ یہ بھی بہت ضعیف ہے۔ اس میں کئی علتیں ہیں۔ جو اسے باطل بنا رہی ہیں (نیل الاوطار) امام نووی نے لکھا ہے کہ اس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے (خلاصہ) امام شافعیؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ ائمہ دین نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ نے اسے غیر محفوظ بتایا ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث ان معنوں اور ان لفظوں کے ساتھ صحیح نہیں امام محمد نے اپنی مؤطا میں اس کو نقل نہیں کیا حالانکہ یہ ان کی سب سے بڑی دلیل تھی اور کوفہ ہی میں پرورش پا رہی تھی۔ پھر اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کا انفراد ہے اور یہ ان کی بھول ہے۔ اسی طرح چند اور بھولیں ان سے ہوئی ہیں۔ مثلاً رکوع میں تطبیق کرنا سجدہ میں ہاتھ بچھانا۔ جماعت میں دو مقتدیوں کو امام کے برابر کھڑا کرنا وغیرہ۔ خود حنفی بھی یہ باتیں تسلیم نہیں کرتے۔ بس اسی طرح ہم عدم رفع تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ ان کا بیان جمہور صحابہ کے بیان کے خلاف ہے۔ ابراہیم نخعیؒ کا یہ کہنا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

بے ثبوت ہے اور ان کا یہ کہنا کہ حضرت وائل رضؓ نے صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا بھی احادیث کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ابراہیم نخعی کے ان دونوں قولوں کی سخت تردید کی ہے ہم ایسے بے ثبوت اقوال سے مرعوب نہیں ہوتے خواہ کہنے والا کوئی ہو۔

دوسری حدیث انھوں نے براء بن عازب رضؓ کی نقل کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ ثم لا یعود پھر نہیں کرتے تھے۔ امام ابوداؤدؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام احمدؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث واہیات ہے۔ یزید بن ابی زیاد نے اس میں "ثم لا یعود" بڑھا دیا ہے ایک زمانہ تک وہ اس جملہ کو بیان نہیں کرتے تھے پھر کرنے لگے امام سفیان کہتے ہیں کہ میں نے پہلے یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے سُنی تھی اس میں "ثم لا یعود" نہیں تھا بلکہ یہ تھا کہ آپؐ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے جب یزید بوڑھے ہو گئے تو کوفہ والوں نے ان کو یہ لفظ تلقین کئے اور انھوں نے کہنا شروع کر دیا۔ امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ تمام حفاظ حدیث نے جنھوں نے یہ حدیث یزید سے ان کی جوانی میں سُنی تھی یہ لفظ بیان نہیں کئے۔ پھر ان میں سے چند حفاظ کے نام لکھے ہیں امام ابوداؤد نے بھی یہی لکھا ہے اور انھوں نے بھی چند اور حفاظ کا نام تحریر کیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ یزید نے علی بن عاصم کے سوال پر خود ان لفظوں کا انکار کیا ہے اور صاف کہا ہے کہ "لا احفظہ" یہ مجھے یاد نہیں۔ الغرض کوفہ والوں کی سازش سے وہ غلطی میں مبتلا ہو گئے اور ان لفظوں کو متن حدیث میں شامل کر دیا۔ اور اصلی الفاظ نکال دیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس کہ اس حدیث کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

تیسری دلیل حضرت عمرؓ کا فعل ہے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں "قد روی عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم من غیر وجہ انہ

ما فع "یعنی حضرت عمرؓ سے کئی سندوں میں یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ (بخاری جزء رفع الیدین ص۵) امام حاکم نے بھی فرمایا ہے کہ عدم رفع کی روایت شاذ ہے اس سے حجت قائم نہ ہوگی صحیح یہ ہے کہ حضرت عمرؓ رفع یدین کرتے تھے حضرت عمرؓ کی عدم رفع کی روایت کو ثوری نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس میں "ثم لایعوذ" نہیں ہے۔ "ثم لایعوذ" کو صرف حسن بن عیاش نے روایت کیا ہے اور وہ متکلم فیہ ہیں۔ ثوری ان سے اوثق ہیں۔ پھر اس میں شبہ انقطاع بھی ہے۔ حضرت عمرؓ کے تو بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ (مسند امام احمد) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز سکھائی تو رفع یدین کیا۔ نماز کے بعد فرمایا اس ہی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور اس ہی طرح پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے پھر صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کی تصدیق کی۔ (بیہقی خلافیات) یہ روایت متصل اور صحیح ہے۔ (تسہیل القاری) امام تقی الدین کہتے ہیں اس کے رجال معروف ہیں۔

چوتھی دلیل حضرت علیؓ کا عدم رفع :-

امام شافعیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثابت نہیں۔ امام عثمان دارمیؒ فرماتے ہیں۔ فہذا قد روی من ہذا الطریق الواھی یہ واہیات سند سے ہے۔ (بیہقی) امام بخاریؒ نے اس پر جرح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں حضرت سفیان ثوری (جو عدم رفع کے قائل مانے جاتے ہیں) نے اس حدیث کا انکار کیا ہے (کتاب القرأتؒ) حضرت علیؓ تو خود رفع یدین کے راوی ہیں ان کی صحیح روایت ابوداؤد ترمذی میں ہے آپ کے داماد نے یہی چار دلیلیں نقل کی ہیں۔ اب علی العموم ان کے متعلق امام بخاریؒ اور تمام محدثین کا فیصلہ سنیئے۔ ولم یثبت عند اہل العلم عن احد من اصحابہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ — یعنی

اہل علم کے نزدیک کسی صحابی کے ترک رفع یدین کی روایت ثابت نہیں (کتاب القرأت صلا) آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ولم یثبت عند اهل النظر ممن ادرکنا من اهل الحجاز واهل العراق .... فلم یثبت عند احد منهم علم فی ترک رفع الایدی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا عن احد من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ۔ یعنی حجاز اور عراق کے جن اہل نظر سے ہماری ملاقات ہوئی ان میں سے کسی کے نزدیک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے عدم رفع کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں اور نہ کسی صحابی کے عدم رفع کے متعلق کوئی روایت ثابت ہوئی۔ لیجئے خود عراقی علماء نے ان احادیث کو غیر ثابت مانا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔ عدم رفع کی یہی چند احادیث تھیں جو انھوں نے نقل کیں باقی احادیث تو سب موضوع ہیں یا بے محل ہیں۔ باقی جوابات انشاء اللّٰہ دوسرے خط میں دوں گا۔ اور بہت سے لوگوں کو ایسے ہی طویل خط لکھنے پڑتے ہیں۔ ان لوگوں کو ابھی جواب دینا باقی ہے میں بہت مجبور رہوں۔ معاف کیجئے گا اور دعا کیجئے گا۔ اللّٰہ تعالےٰ آپ کی اور میری پریشانیوں کو دور فرمائے۔ (آمین) طیب صاحب و دیگر مسلم حضرات کو سلام کہہ دیجئے گا۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ چک لالہ مورخہ ۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء

قبل ازیں ایک لفافہ ارسال کیا تھا۔ ملاحظہ سے گذرا ہوگا اب آپ کے باقی سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

سوال (۱) کیا شافعی وغیرہ بھی حنفیوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔؟

جواب۔ یہ چاروں ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ ایک زمانہ تک بڑے بحث ومباحثے اور آپس میں خونریزیاں ہوتی رہیں۔

سوال (۲) کتاب العلم الحدید آپ نے دیکھی ہے؟

جواب:۔ یہ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ نتائج التقلید پڑھی ہے اور اس میں جو سخت کلمات آئے ہیں ان کا جواب خود مصنف نے تمہید میں دے دیا ہے' ان کے علماء نے آیتیں گھڑیں۔ حدیثیں گھڑیں اور ان کو اپنی کتابوں میں لکھا۔ اب اس کا جواب سوائے اس کے وہ کیا دے سکتے ہیں کہ نہیں یہ آیتیں اور حدیثیں گھڑی نہیں گئیں بلکہ موجود ہیں یا یہ کہ ان علماء سے ذہول ہوگیا۔ پہلا جواب تو قطعاً صحیح نہیں۔ دوسرے جواب کی گنجائش ہے۔ الغرض ان علماء کا قرآن وحدیث سے نابلد ہونا ظاہر ہے۔ اب اگر اس کتاب میں کچھ ہوگا بھی تو وہ بس اسی قدر کہ جاہلوں کو دھوکا دیا گیا ہوگا۔ بہرحال جواب تو ہر چیز کا ہوتا ہے۔ غلط ہو یا صحیح

سوال (۳) کیا حقیقۃ الفقہ کے حوالے غلط ہیں۔؟

جواب۔ غلط نہیں ہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بعض حوالے عربی کتب میں نہ ملتے ہوں اس لئے کہ حنفی تراجم سے نقل کئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض اقتباسات

مترجم کے ہوں اور نام عربی کتاب کا دے دیا گیا ہو۔ اور یہ انھوں نے مقدمہ میں لکھدیا ہے کہ کیونکہ تراجم کے نام سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اس لئے میں اصل کتاب کا نام لکھوں گا۔ جو مشہور ہے اور مسئلہ ان تراجم سے اردو میں نقل کرونگا۔ ان حوالجات کا مقابلہ میں تراجم سے نہیں کر سکا کیونکہ تراجم دستیاب نہیں ہوئے۔ عربی میں دیکھا تو صفحات نہ مل سکے۔ بہرحال کیونکہ میں فقہ کے مسائل سے واقف ہوں اس لئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اکثر حوالہ صحیح ہیں اور اسی بناء پر باقی حوالجات بھی جن سے میں واقف نہیں ہوں ضرور صحیح ہوں گے۔

سوال (۴) یہ کہا جاتا ہے کہ علماء وارث انبیاء ہیں تو اس سے کیا مراد ہے

جواب:- یہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے حدیث ہی میں اس کے آگے اس کی تشریح ہے۔ وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر یعنی انبیاء ورثہ میں علم چھوڑ جاتے ہیں پس جس نے یہ علم حاصل کیا اس نے بھرپور حصہ پالیا (ابوداؤد۔ احمد۔ دارمی)

سوال (۵) طحاوی۔ دارقطنی۔۔۔ کیا یہ کتابیں مستند ہیں؟

جواب۔ کتب احادیث کے پانچ طبقات ہیں۔ پہلا طبقہ، بخاری، مسلم، موطا مالک پر مشتمل ہے۔ ان میں جتنی مستند حدیثیں ہیں سب بالکل صحیح ہیں دوسرے طبقہ میں۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ اور ترمذی شامل ہیں اس طبقہ میں صحیح احادیث کی کثرت ہے اور کچھ حدیثیں ضعیف بھی ہیں۔ تیسرا طبقہ، مسند احمد، دارقطنی۔ بیہقی طحاوی وغیرہا پر مشتمل ہے ان میں بہت سی احادیث صحیح ہیں اکثر ضعیف ہیں اور بعض موضوع بھی ہیں۔ چوتھا طبقہ دیلمی۔ ابن عدی۔ شاہین وغیرہ پر مشتمل ہے اس طبقہ میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ بعض ضعیف اور اکثر موضوع ہوتی ہیں۔ پانچواں طبقہ خرافات کا پلندہ ہے جن میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ۔ ان

میں شاعرانہ لن ترانیاں۔ صوفیا کے بیانات، میلاد خوانوں کی گپیں ہوتی ہیں۔ نیل الاوطار بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ یہ منتقی الاخبار کی شرح ہے شارح ہر حدیث پر وضاحت سے بحث کرتے ہیں۔ صحیح ہے یا ضعیف مطلب کیا ہے وغیرہ وغیرہ ترغیب و ترہیب اسی نوعیت کی کتاب ہے جس نوعیت کی مشکوٰۃ شریف ہے۔ ترغیب میں ہر قسم کی حدیثیں ہیں لیکن امام منذری نے مقدمہ میں ہر حدیث کی صحت و ضعف کی علامت خود بتادی ہے لہٰذا دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کتاب بھی بہت عمدہ ہے اور امام منذری کی تالیف ہے۔

سوال (۶) دلائل الخیرات کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس کا پڑھنا بدعت ہے۔

سوال (۷)، تفسیر قرآن سے کیا مراد ہے۔ ترجمہ پر بھروسہ کیا جائے یا تفسیر پر؟ تفسیر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے کیا اسے صحیح مان لیا جائے۔

جواب۔ اصل چیز تو ترجمہ ہی ہے اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ تفسیر اس ترجمہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے آیات کے معانی اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ بعض لفظی ترجمے سمجھ میں نہیں آتے تو ان کی وضاحت کے لئے دوسری آیات، احادیث۔ شان نزول وغیرہ لکھے جاتے ہیں اور اس طرح اس آیت کا صحیح مفہوم سامنے آجاتا ہے اور یہی اصل تفسیر ہے۔ باقی لن ترانیاں، فقہی موشگافیاں لغو اور گمراہ کن ہوتی ہیں۔ تفسیر کی ہر بات صحیح نہیں ہوتی۔ بلکہ تفسیروں میں بعض احادیث موضوع بھی ہیں۔ اس وقت سب سے اچھی تفسیر نواب صدیق حسن خاں کی تفسیر ہے یا پھر تفسیر احسن التفاسیر۔

سوال (۸) شرح حدیث سے کیا مراد ہے۔ حدیث کے ترجمہ پر عمل کریں یا شرح دیکھنی ضروری ہے؟

جواب :- شرح سے مراد یہ ہے کہ اس کے مطالب و معانی پر بحث کی جائے اس سلسلہ کی مختلف احادیث کو جمع کیا جائے۔ اگر ان میں تعارض ہو تو اس تعارض کو دفع کیا جائے اور ہر ایک کا موقع محل بتایا جائے۔ صحت و ضعف پر بحث کی جائے۔ شرح دیکھ لینا اچھا ہوتا ہے ورنہ صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی کتابوں کا تو صرف ترجمہ بھی کافی ہے۔ نہ ان میں صحت و ضعف کا جھگڑا ہے۔ نہ ناسخ و منسوخ کا۔ ہر چیز صاف ہے اور جو چیز ان کے خلاف ہے وہ یا تو ضعیف ہوتی ہے یا اس کا محل دوسرا ہوتا ہے۔ مستند شرحیں یہ ہیں۔ فتح الباری۔ نیل الاوطار۔ عون المعبود وغیرہ۔

سوال (۹) علامہ وحیدالزماں نے لکھا ہے کہ رفع یدین مستحب ہے فرض و واجب نہیں۔

جواب :- یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے جب اس کا ترک نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ کسی صحابی سے تو پھر ترک کیسے جائز ہوا۔ عبداللہ بن عمرؓ تو اس کے تارک کو کنکریاں مارا کرتے تھے (کتاب رفع الیدین امام بخاری) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ راشد فرماتے ہیں کہ ہمیں بچپن میں اسکے ترک پر (مدینہ منورہ میں) تنبیہ کی جاتی تھی (ان کا بچپن صحابہ کے دور میں گذرا تھا) (حوالہ مذکور)

سوال (۱۰) سنن ابو داؤد میں نوٹ لکھ کر علامہ کی شرح کو رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا ہمارے اہلحدیث علماء نے بھی اس کا کوئی جواب دیا ہے۔

جواب :- روز نئی نئی کتابیں طبع ہوتی رہتی ہیں کس کس کا جواب لکھا جائے اس قسم کی بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنے مسلک سے باز نہیں آتے انہی لایعنی دلائل کو دہراتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بغیر طاقت کے بند ہوتا نظر نہیں آتا۔ اور طاقت ہمارے پاس ہے نہیں علم ہے اسے یہ لوگ پڑھتے نہیں اپنی کتابیں پڑھتے ہیں بلکہ ان کے علماء ان کو ان کتابوں سے پہلے ہی برگشتہ کر دیتے ہیں لہذا

پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

سوال (۱۱) طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت ملنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ حنفی اسے نہیں مانتے وہ کون سی دلیل پیش کرتے ہیں۔

جواب:۔ وہ کوئی دلیل پیش نہیں کرتے بلکہ محض قیاس سے اس کو رد کر دیتے ہیں۔

سوال:۔ (۱۲) جب بدعتی اپنے بزرگوں کی کرامتیں وغیرہ بیان کرے تو کیا ہم اسکی بات کو رد کر دیا کریں۔؟

جواب:۔ اگر اس کرامت میں شرعی قباحت نہ ہو تو رد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر اس سے شرک وغیرہ کی تائید ہوتی ہو تو پھر بے شک اسکی تردید بحسن و خوبی کر دینی چاہئے۔ ہاں اگر آپ اس بزرگ کی کرامت کا اعتراف کریں تو اس کی دو صورتیں ذہن میں رکھئے (۱) اگر وہ بدعتی تھا تو اس کی کرامت ایسی ہوگی جیسے ہندو سادھوؤں کی کرامت۔ لہٰذا اسکی کرامت سے ہم پر کوئی اثر نہیں پڑتا (۲) اگر بدعتی نہیں تھا تو پھر اس کو اہلحدیث شمار کیجئے اور اسکے علاوہ اس کو کسی اور فرقہ سے منسوب کرنے کی تردید کیجئے۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مسعود　　　بخدمت جناب نواب صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　　　چک لالہ ۱۳ر نومبر ۱۹۶۲ء

آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۶۲ء ملا۔ خیریت معلوم ہوکر اطمینان ہوا۔ آپ کی تبلیغ سے جماعت حقہ میں روز افزوں ترقی معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی اللھمّ زدہ فزدہ۔ ھذا تاویل رؤیای قد جعلھا ربی حقًا۔ اب آپ اطمینان سے اپنا کام جاری رکھئے۔ انشاء اللہ آپ کو دنیا میں بھی کامیابی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی۔ آپ کے داماد کا خط پڑھا۔ جوابات درج ذیل ہیں:۔

تقلید

(۱) تقلید شخصی بدعت ہے اور ہر بدعت دین میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا ہر بدعت شرک ہے۔

(۲) تقلید کی وجہ سے غلط فتووں پر عمل ہوتا ہے اور آیت وحدیث کو رد کردیا جاتا ہے۔ خواہ تاویل سے یا کسی اور بہانے سے۔ آیت وحدیث کی موجودگی میں اسکے خلاف فتویٰ پر عمل صریح ضلالت اور کھلا شرک ہے۔

(۳) تقلید کی وجہ سے فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اور جو گتھم گتھا ان تقلیدی فرقوں میں ہوتی رہی ہے۔ تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں حتیٰ کہ ان جھگڑوں کی وجہ سے کعبہ میں چار مصلّے قائم کرنے پڑے۔ کیونکہ قرآن کی رو سے فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ بلکہ فرقہ بندی کو اللہ تعالیٰ نے منجملہ ایک عذاب کے شمار کیا ہے اور یہ فرقے اس کو رحمت سمجھتے ہیں۔ اور یہ صریح کفر ہے۔ اور قرآن کی مخالفت۔ آیت یہ ہے۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّھُمْ یَفْقَھُوْنَ ۔ (سورہ انعام رکوع ۸) کہدیجئے اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجدے یا تمھارے پیروں کے نیچے سے یا تمہیں فرقے فرقے بنادے اور ایک دوسرے کی مخالفت کا مزہ تم کو چکھائے دیکھئے ہم کس طرح آیات کو پھیرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

زیارت نبویؐ اگر کسی حنفی کو زیارت نبویؐ سے مشرف ہونا منقول بھی ہو تو ہم اسکی صحت تسلیم نہیں کرتے۔ ہوسکتا ہے کہ جس طرح کرامات وخرافات بعض اصلی یا نقلی اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور صریحاً غلط بلکہ بعض تو حقیقتاً کفر ہیں اسی طرح یہ قصے بھی گھڑ لئے گئے ہوں اور پیراں نمی پرند مریداں می پرانند والا قصہ نہ ہو۔

دوم۔ ہمارا ایمان قرآن وحدیث پر ہے لہٰذا کسی گمراہ فرقہ کے کسی فرد کے متعلق ایسے قصے سننے میں آنا تو کجا اگر ہمارے دیکھنے میں بھی آجائیں تو اس کو اپنی آنکھ کی خطا کہیں گے اور ہمارا ایمان قرآن وحدیث پر رہے گا نہ کہ عینی مشاہدہ پر بعض عینی مشاہدے صریحاً غلط ہوتے ہیں مثلاً ریگستان میں سراب کا دکھائی دینا ریل گاڑی میں جب وہ چل رہی ہو دور کی چیزوں کا ریل گاڑی کی سمت دوڑتی ہوئی معلوم ہونا۔ چاند کا ہمارے ساتھ چلنا اور اس قسم کی کئی اور مثالیں ہیں۔ آنکھ خطا کرسکتی ہے لیکن قرآن وحدیث کا خطا کرنا ناممکن اور ایسے موقع پر آنکھ کو خطا وار ٹھہرانا بے ایمانی کی دلیل ہے۔

سوم:۔ جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شبیہ تھی۔ ہاں اگر انھوں نے بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبقید حیات دیکھا ہوتا جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے دیکھا تھا اور پھر اسی شکل میں وہ خواب میں دیکھتے تو یقین ہوسکتا تھا

کہ آپؐ ہی ہیں اس لئے کہ اس صورت میں آنا شیطان کے لئے ناممکن ہے۔ لیکن دوسری صورت میں آکر دھوکے دے جانا عین ممکن ہے اور یہی ہوتا ہے۔ یہاں نے تو ہمیشہ فساق و فجار اور بدعتیوں کو ہی دیکھا کہ وہ اپنے مشرف ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ وہ کچھ بھی کہا کریں ہم قطعی اس کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اگر وہ فرضی داستان بھی نہ ہو تو شیطان کا کرشمہ ضرور ہے۔ بزرگوں کے واقعات میں ایسا ملتا ہے کہ اس نے ان بزرگوں کے سامنے اپنے آپ کو خدا ظاہر کیا اور جو اس کے بہکائے میں آ گئے وہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم خدا کے دربار میں حاضر ہیں۔ اور عقدہ کشائی بعد میں ہوئی۔

بس ان ہر سہ معیار پر محمد ہاشم صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کے واقعات کو رکھا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی باتیں غیر مسلموں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ کوئی عجوبہ چیزیں نہیں کہ ان کی وجہ سے ایمان کو خراب کیا جائے۔ مولوی قاسم صاحب نے حیات نبوی اور ختم نبوۃ کے سلسلے میں جو کچھ کہا وہ اب کسی پر پوشیدہ نہیں رہا۔ حتیٰ کہ حیات النبیؐ کے مسئلہ پر علمائے دیوبند میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا۔ جس کو رفع کرنے کی غرض سے مولوی طیب صاحب تشریف لائے اور صلح کرا کے گئے۔ اگرچہ اختلاف کی نوعیت باقی ہے لیکن اختلاف کا اعلان و تبلیغ روک دی گئی۔ ختم نبوۃ کے سلسلہ میں ان کی عبارتیں قادیانیوں کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئیں۔ ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ خاموش رہیں لیکن یہ نہیں کر سکتے کہ ان کو بزرگ مان کر راہ حق کو چھوڑ بیٹھیں۔ اگر وہ خود راہ حق پر ہوتے پھر بھی ان کی غلطی کا اتباع حرام تھا نہ یہ کہ وہ راہ حق پر ہوں ہی نہیں۔ پھر بھی ان کی غلطی کو سراہنا کیا معنی۔ ان کا قصور یہ ہی کیا کم ہے کہ دھلی کے کتاب و سنت کے مدرسہ کے مقابلے میں حنفی مذہب کی حفاظت کی خاطر انھوں نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا۔ اب اس کو کتاب و سنت کا بغض کہئے یا حنفی مذہب کی عصبیت و حمیت ...

رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں؟ یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے جب کہ عدم رفع کی کوئی روایت صحیح نہیں اور اگر صحیح بھی مان لی جائے تو عبداللہ بن مسعودؓ کی بھول متصور ہوگی۔ اس لئے کہ ان سے اس قسم کی کئی اور بھولیں منسوب ہیں جن بھولوں پر کسی کا عمل نہیں بلکہ وہ منسوخ اور غیر صحیح سمجھی جاتی ہیں۔ اگر دونوں طرح جائز بھی ہو تو دونوں طرح سنت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ترک عمل کوئی عمل ہی نہیں جس کو سنت کہا جائے سنت تو عمل ہوتا ہے ترک عمل کو صرف جائز تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں کہہ سکتے۔ اس لحاظ سے بھی رفع یدین کا درجہ عدم رفع یدین سے بڑھ جاتا ہے۔ اگر صرف اولویت کا فرق ہوتا تو پھر حنفی اس سے اتنا کیوں چڑتے؟

فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی اختلاف بہت شدید ہے ایک کے ہاں فرض عین۔ دوسرے کے ہاں پڑھے تو قرآن کی مخالفت۔ منہ میں انگارے بھرے جائیں۔ یوں کہیے کہ یہ لوگ اب ڈھیلے پڑتے جا رہے ہیں۔ اس لئے اس قسم کی نئی باتیں کرنے لگے ہیں۔

اب آپ کے خط میں مندرجہ سوالات کے جوابات سنئے

(۱) بوہرہ فرقے کے عقائد کا کوئی خاص علم تو نہیں۔ بہرحال یہ بھی شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ بعض بوہرے سنی بھی ہوتے ہیں۔ طاہر سیف الدین صاحب بوہروں کے امام ہیں۔ بوہروں میں ایک اور فرقہ بھی ہے جس کے امام آغا خاں ہیں ان کے عقائد بہت خراب ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ سیف الدین صاحب کو سیدنا ان کے فرقہ والے کہتے ہیں نہ کہ ہم۔

(۲) شیعہ فرقے نے کہاں غلطی کی ہے؟ یہ فرقہ عبداللہ بن سبا یہودی کی ایجاد ہے۔ جس نے اہل بیت کی محبت کے بہانے بہت سی غلط باتیں دین میں داخل

کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ کو غاصب کہا۔ منافق کہا۔ اہل بیت کے فضائل میں احادیث گھڑیں اور قرآن کا ایک فرضی حصہ بھی تسلیم کیا جو امام مہدی غائب لے کر آئیں گے۔ شروع شروع میں یہ لوگ سیاسی اختلاف کے ساتھ رونما ہوئے لیکن آہستہ آہستہ ان کا ایک مذہب بن گیا۔

(۳) فدک ایک باغ تھا جو بغیر لڑے فتح ہوا تھا۔ یہ باغ بطور فے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں رہا۔ یعنی بہ حیثیت حاکم کے آپ کا اس پر تصرف تھا۔ حضرت فاطمہؓ یہ سمجھیں کہ یہ حضورؐ کا مال ہے لہٰذا ہمیں ترکہ ملنا چاہئے حضرت ابوبکرؓ نے حدیث سنادی کہ "انبیاء کا کوئی وارث نہیں جو کچھ وہ چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔" حضرت فاطمہؓ اس پر خاموش ہو گئیں اور پھر بات نہ کی۔ حضرت عائشہؓ کا خیال ہے کہ ناراضگی کی وجہ سے بات نہیں کی۔ حالانکہ اس میں حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہونے کی تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فیصلہ نبویؐ سے خفا ہو گئیں تو یہ کیسے ممکن ہے۔ بہرحال حضرت عائشہؓ کا یہی خیال تھا اور اسی بنا پر وہ سمجھیں کہ جنازہ میں بھی شریک نہیں کیا۔ صحیح بخاری میں یہ سب باتیں ہیں۔ صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو آپؓ کے انتقال کی خبر نہ کی۔ یہ نہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے وصیت کی تھی کہ وہ نہ آنے پائیں۔ یہ غلط ہے رات کا دفنت تھا (بخاری) اسی وجہ سے شاید حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع نہ کی گئی۔ بہرکیف حضرت عائشہؓ نے اپنا گمان ظاہر کیا ہے۔ دوسری کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض نہیں تھیں۔ بلکہ خوش تھیں۔ اور اگر بالفرض محال ہم فرض بھی کر لیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض تھیں تو کس بات پر؟ فیصلہ نبوی سننے پر۔ اگر فیصلہ نبوی سنکر وہ دل میں تذبذب اور رنجش محسوس کریں تو پھر ایمان کی خیر نہیں۔ قرآن کی آیت صاف ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا الخ شیعہ صاحبان سے کہئے کہ انھوں نے فیصلہ نبوی تسلیم نہیں کیا لہٰذا اب آپ ان کا ایمان ثابت کیجئے؟

سرسید احمد خاں عقیدتاً و عملاً اہل حدیث تھے لیکن تفسیر کے سلسلے میں ان سے چند فاش غلطیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے ایمان تک میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً فرشتوں کا انکار وغیرہ۔ مولانا مودودی عقیدتاً تو اہل حدیث کے قریب معلوم ہوتے ہیں لیکن عملاً وہ حنفی ہی ہیں اور کچھ اسی انداز سے سوچتے ہیں۔ حدیث کے معاملہ میں ان کا موقف بہت خطرناک ہے۔

فقط

مسعود

فتاویٰ ستاریہ کامل

از شیخ الحدیث حضرت الفاضل والدِ محترم مولانا ابو محمد عبد الستار صاحب (سقی اللہ ثراہ وجعل جنّت مثواہ) اس فتاویٰ کے چاروں حصے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ فتاوے کیا ہیں ایک گہرا سمندر ہے جو حق کے متلاشی کی پیاس بجھا کر اسے سیراب کرتا ہے۔ آپ کو کسی بھی مسئلہ میں راہِ حق معلوم کرنا ہو تو ان مسائل کے مجموعے کو اٹھا کر دیکھئے انشاء اللہ سورج کی طرح حق مسئلہ با دلائل بالتفصیل سامنے آجائے گا۔

اس فتاویٰ کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی دیگر کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ میرے محترم اخی الکبیر مولانا عبد الغفار صاحب سلفی مدظلہٗ نے اس کی ترتیب اور جمع کرنے میں بڑی محنت اور کاوش سے کام کیا ہے خداوند تعالیٰ اجر دے گا۔ انشاءِ اللہ ــ علماء کی محنت کا بس یہی ثمرہ ہوتا ہے کہ عوام الناس زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کریں۔ اور علماء کے حوصلے بلند ہوں۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

ہدیہ چاروں حصوں کا سولہ ۱۶ روپے رکھا تھا۔ مگر محترم مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ہدیہ کم کرا دیا۔ اور صرف ۱۲ روپے مقرر فرمایا تا کہ ہر بھائی پورا پورا فائدہ اٹھا سکے۔ آج ہی منگالیجئے ورنہ اگلے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

مکتبہ ایوبیہ ناشران و تاجران کتب حدیث محل اے ایم ۱۰ کراچی ۱
فون : ـــــ ۵۶۳۹۲

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اور جو ہماری طرف آنے کی کوشش کریں گے اُن کے لئے ہم خود راستہ صاف کردیں گے

تلاشِ حق

ایک تحریری مناظرہ

ناشر

مکتبہ الوہبیہ ناشران و تاجران کتب جلیبت محل

اے ایم ۱۰ کراچی ۱ فون ۵۶۲۳۹۲

ہدیہ دو روپیہ ۵۰ پیسے